پہلا حصہ مؤلفہ حافظ عبد الستار

انہا کار یعنی روح اور شیوا اور مادہ کی قدامت کو بہری گئے۔ مجوس اہرمن و یزدان دو مستقل خدا مانتے تھے۔ یہود کی ایک جماعت تو عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا چکے تھے۔ جیسے نصاریٰ کو یعنی تا ان بعض الفاظ کتب عہد جدید سے خدا کا اقنوم ابوت نکالنے کی تکلیف اٹھانا پڑی۔ کرامات و عناصر پرستی اور مظہرات طبیعی کے پوجنے کا شرک تو عالمگیر ہو چلا تھا۔ خالص توحید کا ڈھیر دوسرا نہ کوئی عرب میں نظر آتا تھا نہ عجم میں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرک حقیقی مانع نجات اور شرک صوری کا انحصار اپنے رسالہ تقسیم انواع شرک میں چھ قسموں میں کیا ہے۔ چنانچہ عبارت رسالہ مذکور کی مع ترجمہ کے یہ ہے۔

اَنْوَاعُ الشِّرْكِ سِتَّةٌ شِرْكُ الْاِسْتِقْلَالِ وَهُوَ اِثْبَاتُ الٰہَیْنِ الْمُسْتَقِلَّیْنِ كَشِرْكِ الْمَجُوْسِ وَشِرْكُ التَّبْعِیْضِ وَتَرْكِیْبُ الْاِلٰہِ مِنَ اٰلِہَةٍ كَشِرْكِ النَّصَارٰی وَشِرْكُ التَّقْرِیْبِ وَهُوَ عِبَادَةُ غَیْرِ اللّٰہِ لِیُقَرِّبَ اِلَی اللّٰہِ كَشِرْكِ مُتَقَدِّمِی الْجَاهِلِیَّةِ وَشِرْكُ التَّقْلِیْدِ وَهُوَ عِبَادَةُ غَیْرِ اللّٰہِ تَبَعًا لِلْغَیْرِ كَشِرْكِ مُتَاَخِّرِی الْجَاهِلِیَّةِ وَشِرْكُ الْاَسْبَابِ وَهُوَ اِسْنَادُ التَّاْثِیْرِ لِلْاَسْبَابِ الْعَادِیَّةِ كَشِرْكِ الْفَلَاسِفَةِ وَالطَّبَائِعِیِّیْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ وَشِرْكُ الْاَغْرَاضِ وَهُوَ الْعَمَلُ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَحُكْمُ الْاَرْبَعَةِ الْاُوَلِ الْكُفْرُ بِالْاِجْمَاعِ وَحُكْمُ السَّادِسِ الْمَعْصِیَةُ مِنْ غَیْرِ كُفْرٍ بِالْاِجْمَاعِ وَحُكْمُ الْخَامِسِ التَّفْصِیْلُ فَمَنْ قَالَ فِی الْاَسْبَابِ الْعَادِیَّةِ اِنَّهَا تُؤَثِّرُ بِالذَّاتِ اَوْ بِطَبْعِهَا فَقَدْ حُكِیَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی كُفْرِهٖ وَمَنْ

قسمیں شرک کی چھ ہیں ایک شرک استقلال کا اور وہ ثابت کرنا دو مستقل معبودوں کا ہے (یعنی ہر ایک کو اپنی ہستی میں دوسرے سے بے نیاز خود بخود موجود ازلی ابدی ماننا) جیسے شرک مجوس کا اور (دوسرا) شرک تبعیض اور جوڑنا کئی ایک معبودوں کو کئی معبودوں سے جیسے شرک نصاریٰ کا اور (تیسرا) شرک نزدیک کر دینے کا ہے اور وہ پوجنا غیر کا ہے تاکہ وہ غیر اپنے پجاری کو اللہ کے قریب نزدیک کر دے جیسے شرک (زمانہ) جاہلیت کے مقتداؤں کا۔ اور (چوتھا) شرک تقلید کا ہے[1] اور وہ عبادت غیر اللہ کی ہے غیر کی تابعداری سے جیسے شرک زمانہ جاہلیت کے پچھلوں کا اور (پانچواں) شرک اسباب کا ہے اور وہ منسوب کرنا تاثیر کا ہے اسباب عادیہ کے لئے جیسے شرک فلاسفہ اور طبائعین اور ان کا ہے جو ان کے تابع ہیں۔ اور (چھٹا) شرک اغراض کا اور وہ عمل کرنا ہے غیر اللہ کے لئے۔ اور حکم پہلی چاروں قسموں کا یعنی مجوس اور نصاریٰ اور اگلے اور پچھلے جاہلیت کے مبتلا ہوتے تھے) کفر (مانع نجات) ہے بالاتفاق اور حکم چھٹی قسم کے شرک (صوری) کا بالاتفاق معصیت ہے نہ کفر (اسلئے کہ دکھانے سنانے لوگوں سے اپنی غرض بھر پانے کو اللہ تعالے کی عبادت کرتا ہے۔ گو وہ ریا کار اس عبادت کو ان لوگوں کے لئے کرنے اور ان کو معبود بنانے پر ہرگز راضی نہ ہوگا لہذا مشرک

[1] قولہ شرک تقلید کا یعنی جیسے دوسروں کی تقلید سے غیر اللہ کا پوجنے والا مشرک ہے ایسے ہی دوسروں کی تقلید سے توحید کا ماننے والا بھی موحد ہے ۱۲

قال انما تؤثر بقوة اودعها الله فيها
فهو فاسق مبتدع وفي كفره قولان
انتهى ملخصا ان يعتقد ان الاشياء
تؤثر بما اعطاه تاثير الله تعالى فيها
ولا يعتقد ان الله اودع فيها
التاثير مرة فهو ثبت اليه التاثير
المودع ابد الاحاجة الى اعطاء
التاثير الجديد (الى ان قال) والقران
من اوله الى آخره مملوء في هذا الباب
ان المؤثر في الحقيقة هو الله تعالى
فيكفي للعاقل آية واحدة منه
قال الله تعالى في موضع مخاطبا
له صلى الله عليه وآله وسلم
ان يمسسك الله بضر فلا كاشف
له الا هو وان يردك بخير فلا
راد لفضله يصيب به من يشاء
قال ابن حجر المكي في الفتح المبين
شرح الاربعين ان الغرض
من هذه الآية توحيد الله تعالى
في الحاق الضر وحصول النفع
فالضار والنافع والمعطي والمانع
هو الله تعالى فقط لان عنان
سائر الموجودات في يده وهكذا
قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم
احاديث منها حديث واحد

تھا ان عبادت الہی کو دوسروں سے اپنی غرض پورا کرنے کے
لئے کیا لہذا عاصی ہوا) اور حکم پانچویں قسم کا تفصیل رکھتا ہے
پس جو کہے اسباب عادیہ (کے بارہ) میں کہ وہ اپنی ذاتی اور طبعی تاثیر سے
اثر کرتے ہیں تو حکایت کیا گیا ہے اجماع اوس کے کفر پر اور جو کہے کہ
وہ اسباب عادیہ اثر کرتے ہیں اوس قوت سے جسکو ودیعت فرمایا اور
رکھدیا ہے ان میں اللہ نے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے ۔
اور اوس کے کفر میں دو قول ہیں ۔ ترجمہ رسالہ مذکور کی عبارت کا تمام ہوا
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اعتقاد رکھے اس امر کا کہ چیزیں تاثیر کرتی ہیں اون
چیزوں میں اللہ تعالے کے تاثیر عطا فرمانے کے سبب اور یہ اعتقاد
نہ کرے کہ اللہ نے ان میں ایک بار تاثیر سونپ دی ہے پس اس سونپی
ہوئی تاثیر کے سبب ہمیشہ اثر کرتی رہتی ہیں (نئی) نئی تاثیر عطا فرمانے کی
محتاج نہیں (یہانتک کہ کہا) اور قرآن مجید اول سے آخر تک بھرا ہوا ہے
اس باب میں اس سے کہ موثر حقیقت میں اللہ تعالے ہے ۔ بس
کافی ہے واسطے عاقل کے ایک آیت اوس سے فرمایا اللہ تعالی نے
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرماکر
کہ اگر ضرر پہنچاوے تجکو اللہ تو اوس کے سوا کوئی اوس مصیبت
کا کہولنے والا نہیں ۔ اور اگر ارادہ کرے تجکو بھلائی دینے کا
(یعنی نفع رسانی کا) تو کوئی اوس کے فضل کو رد کرنے والا (روکنے
والا) نہیں پہنچاتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے ابن حجر مکی نے اربعین کی شرح
فتح المبین میں کہا ہے بیشک غرض اس آیت سے یکتائی ثابت کرنا ہے اللہ تعالی
کی ضرر لاحق کرنے اور نفع ہوجانے میں ۔ پس نفع اور ضرر پہنچانے
والا اور عطا فرمانے والا اور منع کرنے والا فقط وہی اللہ تعالی ہے
اسلئے کہ باگ تمام موجودات کی اوس کے ہاتھ میں ہے ۔ اور ایسے ہی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں بہت حدیثیں جنمیں سے
ایک وہ جامع حدیث ہے جسکو روایت کیا ہے ترمذی نے کہ

جامع رواہ الترمذی اذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ ان الامۃ ای جمیع الخلق من الخاصۃ والعامۃ والانبیاء والاولیاء وسائر الائمۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک الا بشیء کتب اللہ علیک الحدیث ولاجل ذلک قال فی التفسیر الکبیر ومن المشرکین من قال انما ان الکواکب ممکنۃ الوجود لذاتہا ومحدثۃ وان خالقہا اللہ الا انہ فوض تدبیر العالم الاسفل الیہا انتہی۔

جسوقت مانگے تو مانگ اللہ سے اور جسوقت مدد چاہے تو بس مدد مانگ اللہ سے بیشک امت یعنی تمام خلق خاص اور عام انبیاء اور اولیاء اور سارے پیشوا اگر جمع ہو جاوین اسپر کہ نفع پہنچاوین تجھکو ساتھ کسی چیز کے (تو) نہین نفع پہنچا سکتے تجھکو مگر ساتھ اوسی چیز کے جسکو لکھدیا تجھپر اللہ نے الحدیث اور اسی سبب سے فرمایا تفسیر کبیر میں اور منجملہ مشرکین وہ ہے جو کہتا ہے بیشک وہ یعنی کواکب ممکن الوجود ہیں اپنی ذات مین اور نو پیدا اور پیدا کرنیوالا اون کا اللہ ہے مگر اللہ نے سونپدیا ہے نیچے کے جہان کی تدبیر کو طرف اونکی ترجمہ ابن حجر کی شرح کا تمام ہوا علامہ سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قائل اس امر کا کہ اسباب عادیہ اپنے اندر مثل اوس قوت کی ودیعت فرمائی ہوئی قوت سے اثر کرتے ہین بار بار کرنے مین اونکو تاثیر جدید عطا فرماتے جانے کی حاجت نہین فاسق مبتدع ہے جسکے کفر میں دو قول ہین اور امام معظم فخر الدین رازی کی اس تفسیر سے اور ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ الایہ کی تفسیر سے اور آیت سبا قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر کی تفسیر سے صراحۃً ثابت ہے کہ جو معتقد ہے اسکا کہ کواکب باوجود حادث اور مخلوق الہی ہونے کے اللہ تعالے کی تفویض سے عالم اسفل کے تدبیر کرتے ہین۔ یہ کام اللہ نے اونکی سپرد کر دیا ہے تو وہ حقیقی مشرک بشرک جلی یعنی کافر ہے۔ اور یہ ایک مذہب ہے منجملہ چار مذہبون شرک کے وجہ اس فرق کی یہ ہے کہ پہلی صورت مین اللہ سبحانہ کی صفت فعلی تکوین کا کہ تدبیر بھی جسکی ایک نوع ہے ذات باری سے جدا ہو کر مخلوق کو ملنا لازم نہین آتا اور پچھلی صورت تفویض مین لازم آتا ہے۔ پس اسباب عادیہ خواہ وہ سورج چاند وغیرہ کواکب ہون یا دیوتا اور فرشتے یا انسان اور عنصورات طبیعی انکی تاثیر نے جتنی چیزون مین اثر کیا ہے انکے وہی خالق اور مدبر اس مذہب پر ٹھیرینگے۔ اور یہ مخلوقات مخلوق الہی ہونے سے نکل جاینگی حق اس مخلوق کے اللہ سبحانہ اس مخلوق کا معبود بھی نرہیگا اسلئے کہ جو جسکا خالق مکون مدبر وہی اسکا معبود۔ اسی استلزام بر بیضاوی کو اللہ سبحانہ کی الوہیت کی نفی کرنے والا ٹھہرایا ہے امیت اولی منقولہ صدر مین کما سیاتی اور کوئی اسلامی فرقہ اس کا قائل نہیں ہان صاحب الامن والعلی نے شذف حب

اہل اللہ میں اس روش کو اختیار کیا ہے چنانچہ الامن والعلی مطبوع خانگی کے صفحہ ۱۴۳ میں ارقام فرماتے ہیں۔ اور یہ وجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالےٰ فالمدبرات امرا ہ قسم ہے اُن مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں انتہٰی فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ہ کے ذیل مدارک میں مرقوم ہے کہ اسنادُ التَّدبیرِ اِلَیْهَا لِاَنَّهَا مِنْ اَسْبَابِهَا یعنی اسناد تدبیر کی طرف انہیں ملائکہ کے اسلئے ہے کہ وہ تو اسباب ہیں تدبیر کے انتہٰی۔ نہ فاعل تدبیر و نوع تکوین کے اور مجازاً ایسی اسناد کتاب و سنت عرف وعادت اور محاورات میں بکثرت مستعمل ہے۔ مشین کا بنا ہوا کپڑا مشین کی بنائی ہوئی دیا سلائی مشین کا سیا ہوا کپڑا عموماً بولا جاتا ہے اور جسکی کھوپڑی میں تھوڑی سی بھی عقل ہے اُس کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ بدون مشینوں کے چلانیوالوں کے ان مشینوں نے خود ہی کپڑا بن لیا ہے۔ دیا سلائی بنائی ہے کپڑا سی لیا ہے۔ ایسے ہی تنگ خیالوں نے لنگ (مردی) اور جلہری (عورت کی شرمگاہ) کو اولاد کی داتا خیال کر کے اولاد کی خالق ٹھہرا کر پوجنا شروع کر دیا۔ مؤلف الامن کو اقسام اسناد نہ پہچاننے پر دھوکا ہوا ہے اسی الامن میں بڑی شکایت تھی آپ اس اسناد میں ایسی موٹی بات نہ سمجھے یا دیدہ و دانستہ گریز فرما گئے حق چھپا گئے وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ نص قرآنی کے بموجب فرشتے اللہ کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور عمل کسب کی خبر دیتا ہے نہ بے محنت مشقت کمائی کے کُن یعنی ہوجا کہکر ناموجود کو موجود کر لینے کی اور تکوین اس سے ہو نہیں سکتی۔ کتاب و سنت و کتب عقائد میں کہیں وارد نہیں ہوا کہ عطائے الٰہی اللہ کے مقبول بندے بھی بے محنت مشقت کمائی کُن کہکر ناموجود کو موجود کر لیتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے ساتھ امور تکوین کو وابستہ جاننے کی حکایت بے سود ہے وابستگی معنی مصدری کی جیسے فاعل کی ساتھ ہوتی ہے مفعول کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ وہ پہلے سے ہی اور سب راضی ہو جاتے ہیں جو تکوین الٰہی کے تحت آئینہ نوالٰہی یہ رضا بقضا کا شرف خاصان خدا کا حصہ ہے۔ سیدی ابو یزید بسطامی اور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اپنے اس مقام سے خبر دی ہے یہ نہیں کہ وہ تکوین کسقدر کائنات کے ہو گئے ہوں چند خیالات پر صاحب الامن کے کچھ عرض معروض اخیر حصہ ہدایات آئیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

توحید القرآن نمبر ۳۔ اسوقت تک ہمنے قرآنی توحید کے متعلق چند جدید اسلوبوں سے پہلوؤں کو دیکھا اُن کا حاصل تو صرف اسقدر تھا (۱) کہ موحد منکر ہے (تعدد اللہ کا) مشرک مدعی ہے (تعدد معبودوں کا) اسلئے استدلال و برہان کی اہم ذمہ داری مشرک کے سر ہے۔ موحد اس سے بالکل سبکدوش ہے (۲) اسکے بعد اسنے تنبیہ کی کہ تمام کائنات کی متحرک مشین چلانے کے لئے اسی طرح عالم کی ایجاد کے لئے ایک خدا کو عقل کافی سمجھتی ہے دوسرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی (۳) پھر اسکے بعد آپنے دعوے کیا کہ صرف یہی نہیں

بلکہ توحید کا ثبات۔ شرک کی نظریہ سے بہرحال انسانون کے حق مین مفید ہے (اور شرک کا ذکر پہلا مختصر و مہلک)
مین نے تفصیل کے ساتھ تینون اسلوبون پر اقسام کے گزشتہ نمبرون مین بحث کی ہے - بہرحال قرآن مجید
اب اور آگے بڑھتا ہے یعنی آواز اونچا ہوکر دنیا کے تمام مشرکانہ دماغون کو ایک زبردست دھکا دیتے ہوئے
دعوے کرتا ہے توحید ہی یقینی اور نہ ٹلنے والا خیال ہے - سچائی صرف اسی مین ہے کہ اس عالم کے لئے ایک ہی
موجد، ایک ہی خالق اور جہان کے رہنے والون کے لئے ایک ہی معبود مانا جائے - شرک ایک وسوسہ ہے
جسکی سرشت مین فقط برائی اور تباہی نہین بلکہ بطلان اور زہوق بھی ہے - مشرک صرف خرابیون مین ہی
مبتلا نہیں بلکہ ایک جھوٹا عقیدہ رکھتا ہے - اوسکی تمام کارروائیان جھوٹی ہین - توحید مین اگر صدق و راستی کے
سوا کسی کمزوری اور برائی کا وہم نہین تو بجنسہ اسی طرح شرک کے گہراؤن مین باطل و لغو اور بیہودگی و خرافات کے
سوا اور کسی قسم کا سامان نہین - قبل اسکے کہ ہم قرآن مجید کے اس غیر مکذوب و غیر متزلزل دلیل کو معرض بیان
مین لائین ایک تمہیدی گفتگو کو دماغون کے آگے پہیلا دینا ضروری سمجھتے ہین - اس کے بعد مقصد قرآنی
بآسانی روح مین اتر سکتا ہے واللہ الموفق - حکمت قاسمیہ کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم
اس وسیع کارخانہ عالم اور عظیم الشان سلسلہ نظام کائنات مین غور کرتے ہین تو ہم دیکھتے ہین کہ اس دنیا کی کوئی
ایسی چیز نہین جسکی طرف انسان محتاج نہو - بہتے ہوئے دریا چمکتا ہوا آفتاب - پھیلی ہوئی زمین - چلنے والی
ہوائین الغرض جس چیز کو ہم دیکھتے ہین صاف نظر آتا ہے کہ بنی آدم کو اسکی حاجت ہے - اگر پانی نہو تو ہم
مر جائین - ہوا نہو تو ہمارا سانس رک کر ہمین قبر تک پہنچا دے - زمین نہو تو ہماری غذائین دوائین
خوراک - پوشاک - سکونت کے اسباب کہان سے مہیا ہوسکتے ہین - آفتاب کی کرنونکی بارش اگر رک جائے
تو روشنی کے تمام فائدون سے ہم محروم ہو جائینگے - نہ ہمارے درختون کے پھل پک سکتے ہین نہ کھیتون مین
کھیتی کی برہوار غلہ کی پیداوار کا نظارہ نظر آسکتا ہے - اور صرف یہی نہین بلکہ پہاڑون کی [illegible] مین اگنے والے
بوٹے جنگلون کی کنج مین پیدا ہونے والی جڑیون کے متعلق اگر تمہین علم نہین تو ڈاکٹرون طبیبون سے پوچھو
کہ تمہاری بیماریون کی کتنی شفائین اس مین مستور ہین - الغرض سوچنے والون نے سمجھا ہے کہ اس کائنات کا
ہر جز خواہ علوی ہو یا سفلی بنی آدم کی خدمت گذاری مین مصروف ہے - شیراز کے عارف پر جب یہ مسئلہ کھلا
تو عرصہ رویا مین بیساختہ اسکی زبان پر جاری تہا ع ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری - حبل العقد یونانیس مادی کے محافظون نے مختلف پیرایون مین اس جملہ کو
دہرایا کہ اِنَّمَا الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَۃِ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم
آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو - قرآن مجید نے ایک جگہ نہین بلکہ بہت جگہ اسپر اشارہ کیا ہے سخر

شمس و قمر آسمان و زمین کے نظریہ کا بار بار ذکر کرکے یہی سمجھایا کہ کائنات کا ہر ذرہ انسانوں کی ضرورت کے
لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ درمیان سے نکال لیا جائے تو بنی آدم زندہ نہیں رہ سکتے۔
ایک ہوا ہی نہ ہو انسان ایک سکنڈ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اسکے ماتحت بہت سے اوس کے ساتھ فنا ہو
جائینگے۔ بہرحال یہ اب بدیہی مسئلہ ہوگیا ہے کہ انسان دنیا کی ہر چیز کی طرف اپنی بقا اور کمال کے لئے
سر اسر محتاج ہے۔ ہوا کو اپنی ناک کے رستے سے دل تک پہنچا کر اسکی حدت کو کمی پیدا کرتا ہے۔ پانی کی تشنگی سے
سیرابی حاصل کرتا ہے الحاصل جمادات نباتات حیوانات بہ نہایت آزادی کے ساتھ متصرف ہے۔ اسکی صورت
دودھ سے گھی سے بلکہ گوشت (اور پوست وغیرہ) سے بھی فائدہ اٹھاتا اور اوسے اپنا حق جائز قرار دیتا ہے
اب اسکے بعد غور کرو کہ اگر اس کائنات کی ایجاد میں (العیاذ باللہ) چند خدا شریک ہوں مثلاً ہوا کا پیدا
کرنے والا اور ہو۔ پانی کا خالق اور ہو۔ زمین کا موجد اور ہو آسمان کا فاطر اور ہو انسانوں کا خالق اور
ہو تو کیا اسکے بعد یہ نظام قایم رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ سوچو اگر تم میں خود تدبر و تفکر کا مادہ نہیں تو آؤ قرآن
کی روشنی میں دیکھو وہ دعوے کرتا اور اس سوال کے جواب میں اعلان دیتا ہے کہ اگر دنیا کی صورت
اس طرح تسلیم کی جائے اور چند شرکاء اس پر حکمران ہوں تو کائنات کا یہ مضبوط بنا شیرازہ آن کی آن میں
درہم برہم ہو جائیگا۔ دنیا تباہ ہو جائیگی۔ آسمان و زمین کا نگران ہو جائیگا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر آسمانوں اور زمینوں میں چند خدا علاوہ اللہ
تعالے کے ہونگے تو یہ نظام برباد ہو جائیگا۔ یہ تو گویا بصورت دعوے دلیل کا ایک جزء ہے۔ اب اسکی تکمیل
یا اس دلیل کو یوں مدلل کرتا ہے إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یعنی اوس وقت
ہر ایک خدا اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو لے بھاگیگا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرے گا اس آسمانی
بحث کو صحیح طور سے دماغ میں جگہ دینے کے لئے ذیل کے مقدمات پر نظر ڈالو (۱) ثابت ہو چکا کہ
انسان اپنی بقا و کمال میں کائنات کے ہر ذرہ کی طرف محتاج ہے جب تک ان کو استعمال میں نہیں
لائیگا وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا (۲) عقل نے اور مشرک و موحد دونوں کے اجماع نے یہ طے کردیا ہے
کہ خدا ظلم سے منزہ اور پاک ہے (۳) پس اگر جہان کے ہر جزء کا خالق الگ الگ ہوگا تو ہر ایک خالق کو
اپنی مخلوقات کی حفاظت دوسرے خالق کی مخلوقات کی جبر و تعدی سے ضروری ہے ورنہ ظلم کا جرم اسپر
عائد ہوگا آخر اوس سے زیادہ بے درد ظالم بادشاہ اور کون ہوسکتا ہے جو اپنی رعایا کو دوسرے بادشاہوں
کی رعایا کے ہاتھوں سے یوں تباہ ہوتے دیکھے اور کچھ نہ بولے۔ اسکے بعد ظاہر ہے کہ انسان جب تک اس
[illegible] کسی کو مثلاً پانی کو ہوا کو حیوان کو اپنے صرف میں لائیگا تو ان چیزوں کا خالق ان کو

اُس سے بچا بچگا نہ بچائے تو ظالم گنا جائیگا پس اگر بچا سکا تو انسانوں کی تباہی لازم آئی کہ وہ بغیر ان پانی ہوا وغیرہ مخلوقات کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر وہ اپنی مخلوقات کو دوسرے خدا کی مخلوقات سے بچانے میں عاجز آتا تو لامحالہ دونوں خداؤں میں اپنی اپنی مخلوقات کی حمایت کے لئے جنگ ہو جاتی اور دونوں کی مخلوقات اس تصادم کی وجہ سے برباد ہو جاتی۔ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسکی طرف قرآن نے ہمارے خیال میں اشارہ کیا کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا پس جبکہ یہ عالم ابتداء سے آدم سے ابتک موجود ہے۔ اور انکی اولاد بلا کسی مزاحمت دنیا کے ہر جز پر متصرف ہے یہی دلیل ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے اور جو خالق مالک نہیں معبود نہیں لہذا وہی ایک معبود ہے دوسرے معبود بنانا سفر کا ذخیرہ ہے) یہ ماخوذ ہے مولینا سید مناظر احسن گیلانی دامت برکاتہم کی تقریر مندرجہ القاسم نمبر ۲ جلد ۹ سے۔ افسوس ہے اس کج خیال والے کی کج خیالی پر جو اپنے خرچ میں آنے والی چیزوں اور خالق کل کے مسخر کئے خدمت انسانی پر لگی ہوئی اشیا کو اس وجہ سے پوجنے پر آمادہ کرے کہ ان پر ہمارا مدار حیات ہے اور خالق تعالے شانہ کے استحقاق عبادت میں اپنے خدمتگاروں کو شریک کرے تو ایسی مثال ہوئی جیسے لکڑی اپنے کو پھاڑنے سے بچانے کے لئے کلہاڑی کے آگے ہاتھ جوڑے ڈنڈوت کرے کہ تو محکوم ہے پھاڑ اور بڑھئی سے معافی دلا لے۔ اور بڑھئی اسکی اس حق فراموشی پر فوراً اس لکڑی کو پھاڑ ڈالے تو کلہاڑی کے آگے کی ہاتھ جوڑ اسکو نہیں بچا سکتی۔

تین سو اور ساٹھ بت کعبہ میں تھے ہر قبیلہ کا تھا بت ایک ایک جدا	گرد انکے ہی تین سو چھ تھا بہم بت پرستی کیتھی زور وشور دم کیوں ضرورت ہو نہ پس انکے ہدم	دو دل چلے سارے مزینہ عارفی بت سے خالی تھا نہ صحرا اور نگر نور حق کو طالب حق محترم	جلال الدین کانی خزاعہ حرم کے ہم گھر بگھر تھے وہی قایم ور صنم

علامہ سیوطی کی خصائص کبری سے میں بسند صحیح روایت ابن عمر کے وارد ہے کہ خانہ کعبہ کے گرد چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ اور کعبہ کے اندر بھی تین سو ساٹھ ہی بت تھے جنکو فتح مکہ کے روز خود آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے بھی دیکھا تھا۔ اور ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم کی روایت میں کعبہ کی چھت پر بھی تین سو بتوں کے ہونیکا ذکر ہے اور مواہب لدنیہ کی روایت میں ہے کہ اندرون کعبہ اسقدر بت تھے کہ آپ داخل نہو سکے اجمع کفار کا اسقدر کثرت سے بتوں کو جمع کرنا یا تو جانوں کی کثرت کی وجہ سے تھا یا وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ بالاتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا۔ پس لازم ہوا کہ ہر ایک جماعت اپنا ایک ایک وکیل بادشاہ کی عدالت میں بھیجکر اپنی حاجتیں پوری کراتے۔ اور یہی مطلب آیت ہٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَاۤؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ سے مترشح ہوتا ہے۔ یعنی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہماری مرادیں

پوری کرانے کی اللہ کے پاس سفارش کرتے ہیں اللہ سبحانہ نے فرمایا آلیس اللہ بکاف عبدہ کا کیا اللہ اکیلا کافی نہیں اپنے بندہ کو یاد رہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خدا کے پاس جانا برا جانتا تھا انھو ما فی الاحسن ملخصا ملتقطا قرآن کریم نے جس شفاعت بالاذن کو ثابت کیا ہے وہ اللہ وحدہ کے کافی ہونے کے مضمون سے باہر نہیں جسکی تفصیل اور رفعت شان کے بیان کا محل حصہ دویم ہے اس کتاب کا ان نصاری کے اعتقاد کفارہ کی شفاعت ہیں معاذ اللہ سبحانہ ناکافی قرار پاتا ہے اور گنہگاروں کے بدلے میں بیگناہ پکڑا جاتا ہے اور یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید اور لا معقب لحکمہ اوسکی شان ہے یعنی جو چاہے کرے اور حکم کرے اوس چیز کا جسکا ارادہ کرے اوسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ تعالیٰ شانہ اعتقاد نصاری پر در زخمی لوگ کی نسبت جو اوس نے ارادہ کیا ہے اسمیں نامراد ٹھہرتا ہے معبودان باطلہ کی کثرت کے خیال نے ایک معبود بتلانے اور معبودان باطلہ کے باطل ٹھہرانے پر جو بیچ و تاب کھایا ہے اور اس اصلاح کی بدولت جو موحدین نے دکھ اوٹھایا ہے قرآن سے دریافت کیجئے اول الرسل سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس ابطال کی بدولت کیا مصیبت گذر گیا وہ کونسی ایذا ہے جو مشرکین عرب نے اس ابطال کے صلہ میں سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی ہو ایک جماعت صحابہ کی جیسے ہمارے سادات حضرات بلال و عمار و سمیہ

جنکا بیان رمضا پہاڑ پر رسی میں باندھکر گھسیٹ لیجانے اور اونکے سینہ پر پتھر رکھکر آگ جلاتے اور کبھیکو پانی میں لمبے لمبے غوطے دیتے کوڑے مارتے جلتے رہتے میں کھلاتے اور دوسری ایذائیں پہنچانیکا حصہ دویم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ جسکو سنکر کلیجہ کانپ جائیگا۔

توحید کا کلمہ ان کانوں کو ایسا ناگوار اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو سننا گوارا نہ تھا۔ جب آپ نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دعوت دی مشرک بلا اوٹھے کہتے ہے کیا ساری معبودوں کو ملیا میٹ کرکے ایک ہی معبود ٹھہرالیا۔ چنانچہ سورہ ص کی آیت میں حکی ہے وہ آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا حیث قال لھم قولوا لا الٰہ الا اللہ ای کیف یسع الخلق کلھم الٰہ واحد اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝

کیا اسنے کردی بہت سے معبودوں کی عبادت کے بدل ایک ہی معبود کی عبادت اس حیثیت سے کہ فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ یعنی کیسے کفایت کریگا ساری مخلوقات کو ایک معبود بیشک یہ عجب کی بات ہے اور جل کہتے ہوئے کتنے ہم اول ان سے۔ ابوطالب کے

سلہ مراد اس سے تمام لوگ ہیں۔

عجیب وانطلق الملاء منهم من مجلس اجتماعهم عند ابی طالب وسماعهم فیه النبی صلی الله وآله وسلم قولوا لا اله الا الله ان امشوا واصبروا علی آلهتکم اثبتوا علی عبادتها ان هذا المذکور من التوحید لشیء یراد منا ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة اے فی ملة عیسٰی ص۳۰ جلالین ای ملة عیسٰی لانها اخر الملل وهم لا یوحدون بل یقولون ثالث ثلثة کذا روی عن ابن عباس ومقاتل والکلبی (کمالین)

پاس اکٹھے ہوئے تھے مجلس سے اوس مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنکر کہ کہو لا الہ الا اللہ یعنی سزاوار عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں (یہ کہتے ہوئے ایک دوسرے سے) کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودوں پر جمے رہو اونکی پوجا پر بیشک یہ جو ذکر کیا جاتا ہے توحید کا (یعنی اکیلے ایک ہی خدا کی عبادت کا) یہ ایسی چیز ہے ہم سے جسکے (منوانے) کا ارادہ کیا جاتا ہے نہیں سنا ہمنے اسکو پچھلی ملت میں یعنی ملت عیسوی میں ۔ کمالین میں ہے اسلئے کہ یہ ملت عیسوی انبیاء سلف کی ملتوں سے پیچھے ہے اور وہ نصاریٰ ایک معبود نہیں مانتے ہیں بلکہ اللہ کو تیسرا معبود منجملہ تین معبودوں کے مانتے ہیں ۔ ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور مقاتل اور کلبی سے ترجمہ تمام ہوا توریت شریف کے دس احکام وحی جن میں سب سے بڑا اہتمام بالشان منجملہ مدار نجات اعتقاد وحدت توحید کا یہی مضمون کہ اے موسیٰ تیرے حضور میرے سوا دوسرا معبود نہو خارج میں دوسرا معبود موجود ہونا تو کیسا خیال موسوی سے بھی دوسرے معبود کے موجود ہونے کی نفی کی جاتی ہے تو پہلا اور دوسرا اور تیسرا معبود مانکر نجات کا امیدوار ہونا آفتاب نیمروز کی روشنی کو شب دیجور ٹھہرانا ہے ۔ افسوس اعتقاد توحید جو سبق اولی ہے تمام آسمانی کتابوں اور انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور تعلیم کا اوس میں رخنہ اٹھانے کے لئے یہی اعتقاد تثلیث کا ہو گیا ہے بہت سے معبودان باطلہ کی عبادت کے جواز کے لئے مشرکین عرب کو بھی یہی اعتقاد علت پناہ سوجھا ۔ اور جن قبایل کا ذکر دوسری بیت میں ہے انکے بتوں اور انکی بت پرستی کی کیفیت وغیرہ کا بیان آئندہ آتا ہے ۔

نائلہ عورت سی کعبہ میں اساف	گر زنا دونوں نے کیے بجز صنم کیسی عبرت انکو جو اونکو سے لگے	گت بنی انکی دکھانیکے لئے عقل پر پتھر پڑے حسرت عجم	انکو رکھا در پہ تا ڈر ہو بہم

تفسیر روح البیان میں ہے اساف ایک مرد نائلہ ایک عورت تھی جن میں باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تھا یہ دونوں جاہلیت کے رسم ورواج کے موافق حج کرنے گئے ۔ داخلی کے وقت ان نالائقوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا ۔ ان پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑا ۔ دونوں پتھر کے ہو گئے ۔ ادہر ادہر باہر رکھدئے گئے ۔

چند روز بعد یہ ملعون بت اہل مکہ کے لئے معبود بن گئے بڑے زور شور سے اونکی پرستش ہونے لگی
آپنے ہی اُنکو پجتا دیکہا - مگر اللہ سبحانہ نے آپ کے مبارک ہاتہون سے اُنہین غارت کیا دنیا کے
بُت پرست اپنے بزرگ نیک لوگون کی مورتین بناکر پوجتے ہین - مگر عرب کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ دو
بدکار زناکار خدا کی لعنت مین گرفتار عین کعبہ کے اندر زنا کرنے والونکو معبود بنالیا جان بوجہہ کر بیت اللہ کے
طواف کے ساتھ ساتھ ان ناپاک مورتون کی بہی پوجا کیا کرتے تھے - سب سے بڑی غلطی عرب کی شان الہی مین تھی
جنکی بت پرستی کے واقعات دنیا سے نرالے ہین **مسند دارمی** مین وارد ہے قَالَ هَارُوْنُ كَانَ
الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ اَرْبَعَةَ اَحْجَارٍ ثَلٰثَةٌ لِقِدْرِهَا وَالرَّابِعُ يَعْبُدُهُ
یعنی ہارون فرماتے ہین عرب کی جاہلیت کا یہ حال تہا کہ کہین مسافرت مین جار پتھر راستہ مین سے اُٹھالیتے
تین پتھرون سے استنجا کیا - چوتھے کو پوج لیا - وہی استنجے کے ڈہیلے تھے اور وہی خدا اور معبود -

دودہ و مکہن کچہ چڑہا کے پیا	سگ نے موتا منہ پہ سب تر تہا صنم اس سے بہی عبرت نہوئی ہائے حیف	لومڑی نے بول تو جہا دیکیا کہتے یہ بہی رہا ہے عبد الصنم	کہا چڑہاوا تہا یہ تہرا اب ہین صنم

مسند دارمی مین مجاہد سے روایت ہے عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَوْلَايَ اَنَّ اَهْلَهُ
بَعَثُوْا مَعَهُ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ زُبْدٍ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ قَالَ فَمَنَعَنِيْ اَنْ اٰكُلَ الزُّبْدَ مَخَافَتُهَا
قَالَ فَجَاءَ الْكَلْبُ فَاَكَلَ الزُّبْدَ وَشَرِبَ اللَّبَنَ ثُمَّ بَالَ عَلَى الصَّنَمِ وَهُوَ اِسَافٌ وَنَائِلَةُ
یعنی مجاہدؒ کہتے ہین کہ مجہسے میرے آقا نے بیان کیا کہ ایک دفعہ زمانہ جاہلیت مین ہمارے گہر والون نے ایک پیالہ
دودہ دوسرے مین مکہن دیکر مجہے اپنے معبودون کے پاس بہیجا کہ جاؤ انکی نذر کراؤ حسب الحکم مین چڑہاوا
لیکر چلا راستہ مین جی چاہا کہ یہ نعمت مین کہالون مگر اُن بتون کے ڈر کے مارے نہ کہاسکا اُسی طرح جاکر کہا
رکہتے ہی کتا اُن بتون کے پاس آیا - دودہ پیا - مکہن کہایا اور چلتے وقت اُس بت کے مُنہ پر موت گیا - اور وہ
اساف اور نائلہ تھے انتہی وہان جہالت کی کوئی انتہا نہی - ایسے واقعات سے بہی عبرت تو کہان بلکہ اس
شرمناک واقعہ کو ایک نہی اسرار سمجہتے تھے - پہر تہوڑے عرصہ کے بعد یہ بت یہان سے اُٹہا کر صفا مروہ
پہاڑ پر رکہدئے گئے - اب تو ان بتون کے نام احرام بندہنے لگے - ان کا طواف اور حج ہونے لگا - چنانچہ
یہ مضمون آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ کے تحت تفسیر وغیرہ مین موجود ہے - تاریخ مین ابن اثیر
کی مروی ہے - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہین کہ بڑا سے بتون کی پوجا چہوڑ اُنکو نکال اُنکی جگہہ نئے بتون
کی بہرتی پوجا بہی زمانہ جاہلیت کا دستور تہا - دلائل ابو نعیم کی روایت مین ایک صحابی کے اسلام لانے کی
وجہ بیان ہوئی ہے کہ وہ سواع بت پر چڑہاوا چڑہا رہے تھے کہ یکایک اندر سے آواز آئی العجب

مِنْ اَعْجَبِ الْعَجَبِ خُرُوْجُ نَبِیٍّ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی قابل تعجب یہ بات ہے کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہیں راشد بت کے متعلق یہ کلام سنکر حیران ہوئے پھر آکر صبح کو پھر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بت کے سامنے رکھو ہوئے اون چڑھاوے کو لومڑیاں کھا کھا کر بت کے منہ پر پیشاب کر رہی ہیں اس ناپاک واقعہ کو دیکھکر راشد کے دل میں نفرت پیدا ہوئی اور یہ شعر پڑھا ؎

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاْسِهٖ — لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْهِ الثَّعَالِبُ

یعنی بھلا وہ چیز بھی رب ہو سکتی ہے جسکے منہ پر لومڑیاں پیشاب کریں اور وہ عاجز اُن منہ پر موتنے والی سات سے گھبرا کے اونکو منع نہ کر سکے ۔ پھر اسی دن حضور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا اور مشرف باسلام ہوئے ۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوذر غفاری کے ساتھ ہوا سفر میں ہر سے بت کو ہمراہ لے گئے تھے لیپ پوت اُسے نہلا جنگل گئے ولانے واپس آنکر دیکھا کہ وہ تو تر بہ تر ہوئے بیٹھے ہیں گویا جناب نے ابھی غسل کیا ہے ۔ موسم نہایت گرم خشک ۔ عرب کا جنگل جہاں پانی نہ تھا انہیں غسل کے لئے پانی کہاں سے میسر ہوا تعجب سے فرمایا ؎

لَمْ تُمْطِرِ السَّمَآءُ قَطْرًا — فَمِنْ اَیْنَ اُمْطِرَتْ عَلَیْكَ قَطْرًا

آسمان سے بوند تک برسی نہیں
لومڑی کی منہ پہ کیوں ڈالا

خشک جنگل جس کا قطرہ نہیں
دیوتا جی آپکو کیوں لا نہیں

ٹھاکر و اشنان کاں سے کر لیا
کیا مرادیں خاک تم برلاؤ گے

تربتر بیٹھے ہو کیسے ہیں
خود کو رکھیں سونستا ہیں

اصل واقعہ کی تحقیقات کی غرض سے خیمہ کی آڑ میں کھڑے ہوکر دیکھا تھوڑے عرصہ کے بعد ایک لومڑی آئی جسنے بت کو سونگھا ۔ پھر حسب عادت ٹانگ اوٹھا کر منہ پر موتا ۔ حضرت ابوذر نے یہ واقعہ دیکھکر فرمایا واہ جناب جب ہمارے معبود ایسے پاک مبارک پانی سے اشنان کریں تو تم اور ان کے پجاری اس پانی سے اچھا (گنگا) اور کونسا پانی غسل کے لئے لائینگے ۔ فوراً جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے (یہ ماخوذ ہے احسن المواعظ ۔ اور تقریر نظم و نثر شیخ سے

ہم مسلمان محمدی بیان
لاش کو انکی پیاری غایت
راستہ اس کو برا سمجھ رہتا
تو کرتے قابیل کی اولاد
سب پہلے بت پرستی انکی

بات کرتے روایت میں ہم
شیث کی اولاد نے کہا ہم
گھولکر جلتے تھے سب اون ہم
جسکا ہے قرآن میں تذکرہ ہم
مورت آدم بنا کر کے ہم

بت پرستی کا سبب پہلا ہی یہ
ہند میں آتی زمین تھا وہ پہاڑ
خیال کرکے اسکو عرقہ کا طواف
بولا ایک قابیل کی اولاد کا
اسکا ہی رہنے لگے تھے وہ طواف

حضرت آدم نے تھو پڑا ایک دم
وقت ناگہاں پیدا ہوا اسپر ملال کم
پھر کہا اعضاء آدم سے ہم
نہیں وہ محروم رہے ان سے ہم
بعد میں پینے لگا پھر وہ صنم

فائدہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی کا اس طرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے جب وفات پائی تو اون کے بیٹے شیث علیہ السلام کی اولاد نے اُن کو اُس پہاڑ کے غار مین رکھا جس پر حضرت آدم ہند کی زمین اوتارے گئے تھے - اور اُس پہاڑ کو نود کہتے ہین وہ زمین کے پہاڑون مین سب سے ارزانی رکھتا ہے - ہشام کہتے ہین پھر مجکو میرے باپ نے ابو صالح سے اُسنے حضرت ابن عباس سے (سُنکر) خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس اوس غار مین آتی تھی اور اونکی تعظیم اور اوپر دعا کرتی تھی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بُت ہے کہ اوس کے گرد گہومتے ہین اور اوسکی تعظیم کرتے ہین - تمہارے یہان کچھ نہین پھر اُنکے لئے ایک بت تراشا (بصورت آدم) کہ اور سب سے پہلے اُسنے بُت بنایا (ترجمہ اغاثہ)

باپ نے کردی روایت ہین ہشام
دور مین یکماہ کے وہ مر گئے
نیک آدمی تھا بڑا سلکی نہین
مورت بنا اسکی وہ کرتے طواف

کیون نہ اور کیون یعوق یا بچوتا صنم
گذشت کفر کا ہوا اوشتر بہم
لوگ بہت سے گرجو پانچون صنم
قرن پنجم مین شقاوت کے علم
حق نے بھیجا انبیا ادریس کو

ایک ود دویم سواع سویم یغوث
بولا ایک قابیل کی اولاد کا
یہ زمانہ مین بیٹھے تھے ہنود کے
کی بہت تعظیم پھر پوجنے لگے
دین حق بہتا ملا دین انکا حتم

ایک یعوق اور نسر تہا پنجم صنم
انکی صورت بنا تاہون علم
پانچون تہا پیری تھی آدم سے ہم
آٹھوین پیری ہوئے کا فراتم

انکا چھپایا اٹھا انکو لیا
قالوا لا تذرن آخر تک سنو

آسمان پر بھیجے مدتون مین تم
بولے پوجو نہ چھوڑو آلہ صنم

پوجتی تھی بہت بت قوم نوح
ہر طرح سمجھایا پر مانی نہ قوم

خاص تھے ان بتان یہ پانچون صنم
ڈوب کر اونکا گیا اونیلہ تے ہم

عن ابن عباس هذه اسماء رجال صالحين من قوم نوح لما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلكوا ونسخ العلم عبدت - (رواه البخاري)

امام بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگون کے نام ہین جب یہ مر گئے تو شیطان نے اونکی قوم سے کہا (یعنی وسوسہ دیا) کہ جن بیٹھکون مین بیٹھتے تھے وہان بت (یعنی اونکی یادگارین) قایم کرو اور اُن مورتون کے نام اُن (ود سواع یغوث یعوق نسر) کے نام پر رکھو اونہون نے ایسا ہی کیا پر اُن بتون کی پرستش نہین ہوئی یہانتک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تب اونکی پوجا ہونے لگی (ترجمہ)

تمام ہوا

ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہ لوگ بنی آدمؑ مین سے نیک تھے اور اون کے پیرو تھے جو اُن کی اقتدا (یعنی پیروی) کرتے تھے جب وہ مرگئے تو اون کے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اون کی تصویرین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلا ئین گے جب ہم اون کو یاد کرینگے اس نظر سے اُن کی تصویرین بنا ئین جب یہ تابعین مرگئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان نے اُنہین وسوسہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اون کی عبادت کیا کرتے تھے اور اُنہین کے باعث مینہ دیے جاتے تھے پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی فتح ہ ھ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا کہ وُد فتح ہ ھ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیک لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مرگئے ۔ اُن کے ۔ اوپر اون کے اقارب کا گشت نکلا تو ایک نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھ مین یہ طاقت نہین کہ اون مین جان ڈالدون بولے بہتر (تب) اُسنے اُنکے لئے پانچ ترا شکر کھڑے کردئے اور حال یہ ہوا کہ آدمی اپنے بھائی اور چچا کے پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اُسکے گرد دوڑتا (یعنی اُن پانچون مین سے جسکے عزیز و اقارب زیارت کو آتے طواف کئے بغیر نہ جاتے) حتی کہ یہ قرن گذرگیا اور یہ بت یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ کے عہد مین بنائے گئے تھے ۔ پھر اُس پیڑہی کے بعد دوسری پیڑی کے لوگ آئے جنہون نے اُن کی تعظیم پہلے قرن سے زیادہ کی پھر دوسرے کے بعد تیسرے قرن نے کہا ہمارے اگلون نے جو اُن کی تعظیم کی تو صرف اسلئے کہ وہ خدا کے یہان اُن کی سفارش کی توقع رکہتے تھے ۔ اسی لئے تیسری پیڑہی والون نے اونکی پرستش کی اور اُن کا کفر بڑہ گیا تب اللہ تعالے نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اون کی طرف بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کی طرف بلایا پس اُنہون نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنکو اونچے مکان مین اوٹھا لیا (جہان ملے) لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا (یعنی کفر مین بڑہتے رہو) فتح ہ ھ ترجمہ اغاثہ

دب گئی ریتی مین جو طوفان سے
پچ کر موسم مین ڈالے لار کہے
عہد ود اُسنے رکہا تہا بچی کا نام
باپ نے بہیجا کہا ود کو بلا

پاس جب نے وہ اکہڑوائی صنم
اُنکی پوجا پر بلا جسکے جسم
کلب نے دومہ مین پوجا صنم
دودہ وہ تہا ضدا ہی لے قدم

عمرو کاہن کو بتا یا خواب مین
دیدیا ندر اک بیٹے عوف کو
بولے کلبی تہے جو مالک نے کہا
راوی کہتا ہی کہ خالد بن ولید

ریت مین جدہ کے مین پانچون صنم
ود جو تہا صورت انسان صنم
اپنی آنکھون دیکہا آ ود کا صنم
توڑتی تہی وہ گا اور جانتے تہی ہم

کلبی نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباسؓ سے جو روایت کی ہے ۔ اوس مین قوم کو نوح علیہ السلام کے ایک سو بیس برس تک خدا تعالے کی طرف بلانے کا ذکر ہے ۔ پھر دعوت نوح نہ ماننے پر قوم کے ڈوبنے کا اور طوفان کے آنے سے بتون کے جدہ پہونچکر پھر ہوا سے ریت کے تلے دب جانیکا بیان

کلبی کہتے ہین کہ عمرو بن لحی کاہن تہا اور ایک جن اوسکا دوست تہا اوس نے اوس سے کہا کہ تو تہامہ (یعنی مکہ) سے خیر و سلامتی کے ساتھ جلد سفر کرکے جدہ جا وہان تجہکو بت طیار ملینگے انکو تہامہ مین لے آ۔ اور تامل مت کر پہر عرب کو اونکی پوجا پر بلا تیرا قول مانا جائیگا ۔ عمرو جدہ گیا اور ان بتون کو کہود ا پہر انکو تہامہ مین لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کی طرف بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرہ بن زید اللات نے مانا ۔ عمرو نے وہ بت اوسکو دیا جسکا نام ودّ تہا عوف اوسکو اوٹہالایا اور بہ دومۃ الجندل کے وادی قری مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبد ودّ رکہا اور ودّ کے نام پر اول اوسیکا نام رکہا گیا ۔ اور عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا ۔ پس اوسکی اولاد ہمیشہ اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا ۔ کلبی نے کہا ہے کہ مجہے مالک بن حارثہ نے کہا میں نے ودّ کو دیکہا ہے ۔ میرا باپ مجکو دودہ لیکر ودّ کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہ دودہ اپنے خدا کو پلادے مین اوس کو پلا دیتا تہا ۔ راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید کو دیکہا کہ انہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اوسکے ڈہانے کو بہیجا تہا ۔ عذرہ اور عامر کی اولاد نے اون کو روکا آپ نے اُن سے جہاد کرکے انکو تہ تیغ کیا اور ودّ کو ڈہاکر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ کلبی نے کہا ہے کہ مین نے عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے ودّ کا حال ایسا بیان کر کہ گویا مین اوسکو دیکہ رہا ہون اوس نے کہا کہ وہ ایک بڑے مرد کی صورت تہی جس کا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا تہا ۔ ایک کو وہ تہمد کئے تہا اور ایک کو چادر اور اوس پر ایک تلوار تہی جسکو حمائل کئے تہا ۔ اور شانہ مین کمان ڈالے ہوئے تہا اور سامنے اوس کے ایک نیزہ تہا جس مین جہنڈا تہا اور ایک ترکش تہا جس مین تیر تہے الخ

ضمیمہ باوجودیکہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اوٹہا دی ہے ۔ مگر نام رکہنے مین کسی نبی یا فرشتہ کا بندہ نہ کوئی کتاب بتلاتی ہے نہ کسی نبی نے ایسے نام رکہنے کی اجازت دی اناجیل تک سیدنا عیسی علیہ السلام کو جبریل بخش نام سے یاد نہین کرتین قرآن مجید سے یہ نام تجویز نا صواب الاثم والعلی کی دھجیان اڑادینگی ہے ۔ عبد العزیٰ نام رکہتا یہود مین اور عبد المسیح نصاری مین اور دیبی داس وغیرہ نام ہنود مین رکہے جاتے تہے جنکا ابطال اور ذم قرآن مجید نے پہلے ہی کردی ۔ فرمایا اللہ تعالے نے فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاھما الآیہ ترجمہ جبکہ دیا اسی اللہ نے اُن دونون کو (بیٹا) صحیح وسالم ٹہراے اونہون نے واسطے اسی اللہ کے شریک اوس مین جسکو دیا تہا اونکو آخرت تک یعنی اللہ کی عطا فرمائی ہوئی اولاد مین

منا کر لکھتے ہیں اسپر (ص۹۳) تو دیکھا چاہئے وہابیت کا جن کتنا جلے نجدیت کی آگ کہانتک اُبھلے۔ آگے
حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا درّہ سیاست دکہایا اور نجدیت کی آگ
پر شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا یون دیا ہے کہ شاہ صاحب ازالۃ الخفا میں قول عمر کُنْتُ
عَبْدَہٗ وخادمہٗ نقل فرمارہے ہیں جسکا ترجمہ آپ ہی نے دو جگہ یون کیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تھا حضور کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تھا الخ دونو جگہ
ممکنہ ہے ہمرسیت کی قید اس سفر کے بیان میں بیچ بندہ ہونیکے کیسی بندہ تو ساتھ ہو جب بھی بندہ
جُدا ہو جب بھی بندہ راز یہ ہے کہ یہان عطف تفسیری عبد کو خادم کے معنی میں متعین کرکے عبودیت کے
معنی کے احتمال کو اُٹھا رہا ہے ایسے ہی بندگان کوئے تو میں کہ تیرے کوچہ کے خادم ہیں اور پھر یہ
تسمیہ بھی توہین جسمیں اصل عبودیت ہے چونکہ شاہی پانی اوٹا یہ چالاکی کی گئی ہے۔ لہٰذا ہم بھی انہیں
شاہ صاحب کے پانی کو جسکو مولف الامن آگ بجھانے لیچلے ہیں خرمن پیر پرستی و نفسیت
ہو نکنے میں کا لاہین فی النار کا کام دیتا دکہائی دیتے ہیں۔ یہی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجۃ اللہ البالغۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

ومنهم من اعتقد ان الله هو السيد
وهو المدبر لكنه قد يخلع على بعض
عبيده لباس الشرف والتأله
ويجعله متصرفا في بعض الامور
الخاصة ويقبل شفاعته في
عباده بمنزلة ملك الملوك يبعث
على كل قطر ملكا ويقلده تدبير
المملكة فيما عدا الامور العظام
فتلجلج لسانه ان يسميهم
عباد الله فيسويهم وغيرهم
فعدل عن ذلك الى التسمية
ابناء الله ومحبوبي الله وسمى نفسه
عبدا لذلك كعبد المسيح و

اور انہیں مشرکوں میں سے وہ ہیں جو معتقد ہیں اس امر کے
کہ سردار اور مدبر تو اللہ ہی ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض
بندوں کو شریف ہونے اور معبود بننے کا خلعت عنایت
فرماتا ہے اور انکو بعض امور خاص میں تصرف کا اختیار دیدیتا
ہے۔ اور اُن کی شفاعت بندوں کے حق میں قبول فرماتا ہے
جیسے شہنشاہ کہ ہر جانب میں ایک بادشاہ صوبہ دار بھیجتا ہے
اور تدبیر اور انتظام اُس ملک کا باستثنائے امور عظام اُس کے
ذمہ کر دیتا ہے۔ پس رکتی اور لڑکھڑاتی ہے زبان اسکی اُن کو
بندگان خدا نام رکھنے سے اسلئے کہ اس میں وہ دوسروں کے برابر
ہو جاینگے تو اس سے گذر کر اُن کا نام اللہ کا بیٹا اور اللہ کا
محبوب رکھتا ہے اور اپنا نام ان کا بندہ رکھتا ہے جیسے عبد المسیح
اور عبد العزّیٰ۔ اور یہ مرض یہود و نصاریٰ و مشرکین کا ہے
اور بعض غالیوں کا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافقوں

وعبدالعزیٰ وھذا امر من
جمہور الیہود والنصاریٰ والمشرکین
وبعض الغلاۃ من منافقی
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم یو منا ھذا

سے ہمارے اس زمانہ میں۔ ترجمہ تمام ہوا۔
دیکھو تو یہ وہی شاہ صاحب ہیں جنکے پانی کا چھینٹا لیکر وہابیت کی آگ بجھانے چلے تھے۔ وہی عبد اللہ کا بندہ نام رکھنے کو مرض جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین اور اپنے زمانہ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقون کا بتلاتے ہیں۔ اب فرمائے یہ تو تنا دودھ نہ اگلتا نہ نگلتا ہو گیا جن کو اپنا حاجتی بنایا تھا انہوں نے ہی ایسے نام رکھنے کی بدولت غالی منافق ہونے کا خطاب دیکر ہمسنگ یہود و نصاریٰ و مشرکین بنا دیا اور وہ بھی کیا کرین ولما اتاہ جمال الالٰہ مجبور کر رہا ہے جسکے ذیل وہی فرماتے ہیں مترجم گوید این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک بفعل عمل نیت اخلاص درست کنند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشتراک بجنبد و از بیخ و اسنہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک است۔ چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام نہند واللہ اعلم حضرت مولینا[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں صاحب الاتن نے جس کو وہابیت کا ٹھہرایا ہی وہ البتہ حجر مکی عبد النبی عبد الکعبہ عبد الدار عبد علی عبد الحسین نام رکھنے کو ایہام شرک کی وجہ سے حرام فرماتے ہیں علی قاری وظاہرہ کفر فرما رہے ہیں اور فصول علائی میں اسکو منع فرمایا ہے اور رد المحتار میں ہی وقالوا لاکثر علی المنع خشیۃ حقیقۃ العبودیۃ کما لایجوز عبد الدار یعنی اور اکثر علما اس کے ممنوع ہونے پر ہیں بسبب اعتقاد حقیقت عبودیت کے ۔۔ پھر بصورت اختلاف ان کے حق میں ہی جو صفت فعلی تکوین الٰہی میں تو بعض او دعا کے معتقد ہوں اس لئے جن کا تدبیر وغیرہ صفت مختصہ الٰہیہ میں یہ اعتقاد ہے انکو عبارت حجۃ اللہ البالغہ کی مشرک تبلا رہی ہے۔ اس لئے کہ خدا کی تدبیر نوع تکوین محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے منزہ ہے جس ناموجود کی نسبت کن بھی ہو جا فرمایا نہیں اور وہ موجود ہو انہیں بخلاف مخلوق کی تدبیر کے وہ کمائی کا اثر ہے ذکن کا۔

نہ سواع کو پوجنے والی ہذیل اور یعوق ہمدان کا تھا اور نسر	اور یغوث اندر مجر کے تہا صنم ذی الکلاع کی پاٹ پوجا کا صنم	پوجتا اسکو کلبی قوم مراد پوجتے تھے انکو تب بھیجا رسول	پھر بنی اسل لئے پوجا ود م حق نے ناوہ توڑ ہو بتا ذی عظم

[1] قولہ حضرت الخ قال فی فتح العزیز تحت قولہ تعالیٰ ولا تجعلوا للّٰہ اندادا اندادا ۔۔ در نام نہادن حذو واسبنۃ ملبان۔ عبد فلان میگوید این شرک تسمیہ است وقال شاہ ولی اللہ فی الحجۃ البالغۃ فسموا انفسهم عبد المسیح وغلام فلان الخ وقال ابن الحجر المکی فی شرح المنہاج ویحرم التسمیۃ کان ذلک لیس لغیر اللّٰہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبہ وعبد الدار وعلی الحسن لایهام الشرک وقال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتہی وفی الفصول العلائی ولا عبد فلان الخ انتہی

ہے بخاری میں کہ دیکھا آگ میں	عمرو بن عامر کو جلتا در الم	اپنی آنتوں کو گھسیٹے تھا لعین	دین ابراہیم بدلا اسکے دم

یہ تتمہ روایت سابقہ کا یہ ہے اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر و نزار نے بھی مانا اسلئے اوس نے سواع نامی بت (جسکو کمالین میں عورت کی شکل پر بیان کیا ہے) ہذیل کی قوم میں سے حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے حوالہ کیا اور یہ بت بطن نخلہ میں سے رہاط مقام پر تھا اوس کے پاس رہنے والی مضر کی قوم اوسکو پوجتی تھی اور اس عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے بھی مانا تو اُسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کے حوالہ کیا یہ بت یمن کے ٹیلہ پر تھا مذحج کی قوم اور انکے دوست اسکو پوجتے تھے۔ اور اوس کا کہنا (قبیلہ) ہمدان نے قبول کیا تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہ خیوان کا نون میں تھا اور ہمدان قوم اور اونکے موافق لوگ یمن میں اسے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اس کا کہنا حمیر نے مانا تو اوس نے نسر کو ذی رعین قوم کے ایک شخص معدیکرب نام کے حوالہ کیا اور یہ بت سبا کی ایک جگہ بلخع میں تھا اور (قوم) حمیر اور اوس کے موافق لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تھے ۔ غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ ذونواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتوں کی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ دوزخ میں اپنی آنت کو گھسیٹتا ہے اور یہ وہ تھا جسنے اول سائبہ چھوڑوایا اور ایک روایت میں ہے کہ اُسنے دین ابراہیم کو بدلڈالا آئندہ اسی بیان کی بابت محمد بن ابراہیم سے مروی جو ابن اسحاق نے نقل کی ہے اوس میں عمرو بن لحی کے دوزخ میں آنت گھسیٹنے کے ذکر کے بعد اوسکو اکثم کے مشابہ اور اس مشابہت سے کچھ ضرر نہونا بیان فرمایا اوس کے دین اسمٰعیل بدلنے اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام بنانے کا ذکر فرمایا ہے ۔ اور عمرو بن لحی اور عمرو بن عامر ایک ہی شخص ہے جسکے باپ کا نام عامر اور لقب لحی ہے ۔

ہے کمالین میں بیان بر شکل مرد	ود کی صورت تھی سواع عورت صنم	تھا یغوث یک شیر گھوڑا تھا یعوق	نسر تھا کرگس کی صورت کا صنم

کمالین میں کتب تفاسیر سے نقل کیا کہ ود مرد کی شکل پر سواع عورت کی صورت پر یغوث شیر کی شان صورت پر یعوق گھوڑے کی صورت نسر کرگس کی شکل پر بنائے گئے تھے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثوں سے پانچوں کا مرد ہونا اور اولاد آدم سے ہونا ثابت ہے ۔ پس ان صورتوں میں تراشنا بنانا اونکا شاید بمناسبت اوصاف ہو جیسے شیر کی سی صولت اور بہادری تھی اوس کو شیر کی شکل میں بھی بعضوں نے اوتارا ہو وعلی ہذا دوسری صورتوں مورتوں میں

پھیلائیں دنیا کی ساری بر سات	اوس و خزرج کی پہلی پوجا صنم	سر منات آئی اوس خزرج اسکے تھے	آج پہلی یہ بلا قبر و بہ غم

منڈتی ہے قبر پہ چٹیا طفل کی
رامپور کے مولوی ارشاد حسین
جہل کا کردی خدا خانہ خراب
عرس جیلو نکی مناوین کان مین

کفر دیکر کے جیسے بال و پشم
دیتے ہیں فتوی اسیک علما کا جم
کفر کی برا اس سے ہی آتے ہیں جم
وہ مجاور اوس کم کرتا ہی غم
اسمین الٹ ہین وہ عیدین بیشمار

قبر کی جیلی چہیری چڑہتی ہی کہیں
یہ چڑہانا فعل فاعل ہے حرام
گاؤن دیہی میں ہی ہی قوم ہنگ وکا
جانتے ہیں اہل اسلام کے بحر روان
حیف انکا نہی ہے نہین کچھ خوف و غم

کہیں مہر عرسونکی ہوتے ہین قلم
اور چڑہانا واہی حرام اوسکا دوم
بنگیا وارث علی کا بھی صنم
مورتین کہنا بنانا ہے ستم

صـ۲۷ـہ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن ابی عبیدہ سے اور اسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہی کہ اوس اور خزرج اور اہل یثرب وغیرہ کے عرب جو اونکے ہمسایہ تہے حج کرتے تھے اور سب ٹھہرنے کی جگہہ مین وقوف کرتے تھے۔ مگر اپنا سر نہین منڈاتے تھے۔ اور جب اپنے مکان کو واپس جاتے تھے تو اوس مناۃ بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تھے اور اوس کے پاس ٹھہرتے تھے اور اپنے حج کو بدون اس فعل کے پورا نہ جانتے تھے اور مناۃ ہذیل اور خزاعہ کا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال بھیجا آپ نے اوس کو ڈھا دیا الحدیث یہ بت مناۃ اوس دریا کے کنارے مشلل کے ایک طرف کو جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہے کہڑا ہوا تہا الخ صـ۲۸ـہ اسکے واسطے قربانیان بھیجتے تھے اور اوس کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ صـ۲۹ـہ بطور التقاط نقل کیا اسکو ترجمہ سے اغاثہ کے ہے تو پھر سر منڈانے اونکی ہیبت چڑہانے کی ملا زہر کیہ جس مسلمان کی ایمانی نگاہ مین ہی اوسکی غیرت اسلامی شہر مرادآباد وغیرہ کے بعض مزار و قبر بچو نکی چٹیا منڈلانے رکہانے دہیلی ہیلی چہیری چڑہانے کو ہرگز تجویز نہ کریگی۔ بزرگون کے مزار مہبط الانوار کو مناۃ کا ہمرنگ بنانا کمال بے ادبی ہے۔ خود اس خاندان کے اہل علم حضرات رامپور ان حرکتونکو معیوب جانتے ہین۔ ملا علی محمد مرحوم پہلسانوی کے استفتاء کے جواب مین مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم اور اون کے چند تلامذہ و دیگر علماء رامپور نے بنقل عبارات کتب فقہیہ و آیات و تفسیر بتصریح کر دی ہی کہ قبرون کا چڑہاوا چڑہانا حرام ہے اور چڑہانا فعل فاعل کا حرام ہے منع ہے اپنے شیخ سے۔ اور انہون نے حافظ مولوی عبد الرحمن مرس امروہہ دار آباد کو کہ دیوہ دیوے میں حاجی وارث علی صاحب کی تصویر بنائی گئی ہے اوس کے سالانہ میلہ اور اونکی مریدونکی عرض معروض کرتے ہین یہ ایسا فتنہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہہ مسلمانون مین نہ ملے گی سیدنا نوح علیہ السلام سے اس صورتی پوجن بت پرستی کے مٹانے مین جو کچھ اذیت اوٹھائی ہے مسلمانون کے دل اور کان اوس سے نا آشنا نہین خود سید الکائنات علیہ وآلہ وسلم نے اس بلاء بے درمان کو مٹانے مین جو تکلیف و صدمہ ہی جو نہ اوٹھایا۔ پھر اسکو چلانا مسلمانونکو زیبا نہین بخاری و مسلم مین حضرت عبد اللہ

بن مسعود رضی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک سب لوگون سے زیادہ[1] عذاب تصویر بنانے والون کو ہوگا اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت مین دوسری اسناد سے بھی ایسا ہی آیا ہے - اور یہ کہ مصورون کو حکم ہوگا کہ جلاؤ جن کو تمنے بنایا اور اسی روایت مین ہے وہ پر بار یک مورتین ہونے کی وجہ سے آپ کا گھر مین داخل نہونا مذکور ہے (ترجمہ مشارق ملخصا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین داخل ہوتے فرشتے[2] جس گھر مین کتا یا تصویر ہو (اصلاح الرسوم) آئندہ فوٹو کی تصویر کو بھی اسمین داخل کیا اور ثبوت کو پہنچا دیا ہے

عمرو نے اولاد اسماعیل کو	کر دیا ہے شہر خارج از حرم	حیف سا کعبہ کا مجاور بن گیا	مرض میں آخر ہوا جب نیم دم
گمرہی میں کر گیا تھا کہ وہ	اور سارے پر کئے قائم صنم	نہا ہو اچنگا وہانسے بت اٹھا	لا کر کعبہ کے پاس اپنا صنم
یون بتہائی لوگ شامی ہین شنو	بت پرستی کی بدولت خوش ہیں ہم	ان کو جنوا تا ہی برساتا ہی مینہ	کر لیا بت خدا بیت الصنم

حضرت ابن ہشام لکھتے ہیں کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی طرف اپنے کسی کام میں نکلا جب زمین بلقاء سے ماٰب میں آیا وہاں اُن دنوں عمالقہ کی قوم تھی جو عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں - انکو دیکھا کہ بُت پرستی کرتے ہین - پس اُن سے پوچھا کہ یہ کیسے بُت ہیں جن کو تم پوجتے ہو - اونہون نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے نصرت چاہتے ہین تو فتح ہوتی ہے - اوس نے کہا تم ایک بُت مجکو دو کہ میں عرب میں لیجاؤں اور وہ اُسکی پرستش کریں - اُنہون نے اُسکو ایک بُت دیا جسکا نام ہُبل تھا وہ اُس کو مکہ مین لایا اور نصب کرکے اُن کو اُسکی تعظیم اور عبادت کے واسطے کہا ہشام کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے اور اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب مکہ میں رہے اور اُس میں آپ سے اولاد پیدا ہوکر اتنی بڑھی کہ اُن سے بھر گیا - اور اُنہون نے مکہ سے عمالقہ کے لوگوں کو نکالدیا تو مکہ اُن پر تنگ ہوا اور اُن میں آپس میں لڑائیاں اور عداوتیں ہوگئین بعضون نے بعضون کو نکالدیا یہ لوگ معاش کی جستجو مین ادہر ادہر شہروں میں ہوگئے ابن ہشام کی روایت میں ہے ہُبل سرخ عقیق کا بشکل انسان داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا عرب کو ایسا ہی ملا تھا اونہون نے اُسکا ہاتھ سونیکا بنا دیا تھا جسنے اُس کو اول کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر تھا اور یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا جسکے سامنے سات تیر تھے ایک پر صریح اور دوسرے پر ملصق لکھا ہوا تھا

---

[1] تصویر کی تحریم سے بعد والے مصورونکو [2] فرشتے رحمت کے ۱۲

جس لڑکے میں شک ہوتا تو ہبل سے تیر نکالنے کے لئے قربانی کرتے تیر مارتے صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے
ملصق نکلتا تو مالدیتے جھگڑوں کے فیصلے سفر جانے کی اجازت ممانعت سب تیروں پر تھی یہی
بت تھا جسکو احد کی لڑائی میں ابوسفیان نے کہا تھا اُعل یا ہبل آپ نے فرمایا اسکے جواب میں
کہ اس سے کہو اللہ برتر اور بزرگ تر ہے (یہ خلاصہ ہے اغانہ کا) ہبل کو زمین ملقا کے ماب
مقام سے لاکر کعبہ سے باہر کھڑا کرنا یہ کام تو عمر و بن لحی کا تھا اور پھر خانہ کعبہ کے اندر کھڑا کرنا یہ
کام خزیمہ کا تھا اس سے دونوں روایتوں میں تطبیق ہوجاتی ہے اور دوسری روایت جو اغانہ میں نقل کی ہے
اس میں عمرو بن لحی کے ماب کے گرم چشمہ سے نہاکر چنگا ہو جانیکا بھی ذکر ہے۔ ناقل کہتا ہے۔ عرب میں بت پرستی
کے جلد مروج ہو جانیکا ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو عرب نے شام کے لوگوں کو سرسبز کھیتی باڑی
میوہ جات سے مالا مال دیکھا اور وہ لوگ بت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے تو بت پرستی کو تونگری اور غنا کا
سبب خیال کیا اور جھٹ پٹ بت پرستی پر جھک پڑے اور ایسے ہی موہوم لالچوں کے سبب متبرک مقام
چلے جاتے تھے قبور وغیرہ قسم قسم کے مجاوروں کی بھرمار سے پجنے لگے ہیں لات کی قبر پجتے پجتے آخر کو تھان
ہوگئے بت کے نام یاد کی جانے لگی۔

بت پرستی کا سبب دوئم یہ ہے	جانا جو مکہ سے باہر محترم	ایک پتھر شوقیہ ان ہی اٹھا	ساتھ رکھتا کہو تا اس سے ہم

بقیہ روایت صدر کا یہ ہے اور جس بات نے اُن کو بتوں مورتوں پتھروں کی پوجا پر آمادہ کیا تھا وہ
یہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنے والا مکہ سے باہر جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم کا ایک
پتھر اُٹھا لیجاتا اور جہاں وہ ٹھہرتے وہاں اُس پتھر کو رکھکر اُس کے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی
محبت اور اشتیاق میں کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل
علیہما السلام کے بیت اللہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر اونہوں نے جس چیز کو اچھا جانا
اوسکی عبادت کی اور جس دین پر وہ تھے اوسکو بھول گئے (دھوئے بیٹھے) اور دین ابراہیمی کو دوسرے دین سے بدل
ڈالا۔ بتوں کو پوجنے لگے اور اوس طریق پر ہوگئے جس پر اُن سے پہلے (مشرک) قومیں تھیں اور جن بتوں کو قوم نوح پوجتی
تھی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے اُن میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتیں بھی باقی تھیں
جنپر اُن کا مسلک تھا از قسم بیت اللہ اوسکا طواف اور حج اور عمرہ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنا اور اونٹوں کی قربانی
بھیجنی اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے میں یوں کہا کرتی لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِلَّا شَرِیْکٌ
هُوَ لَکَ تَمْلِکُهٗ وَمَا مَلَکَ یعنی میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک ساجھی جو تیرا ہے تو اوس کا
مالک ہے اور وہ مالک نہیں۔ اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بدلا اور بت کھڑے کئے

اور سانڈ چھوڑا اور وصیلا اور حامی ٹھہرائے (وہ) عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے۔ اور عمرو کی ماں قمیرہ عامر بن حارثہ کی لڑکی ہے اور یہ حارثہ وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تھا۔ جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے باب میں جھگڑا اُسکے لئے کشت و خون کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد پر جرمانی کی اور آخر کار وہ فتح پاکر کعبہ سے اُنکو جلاوطن کردیا۔ اور مکہ کے شہروں میں سے نکالدیا اور بیت اللہ کی وہاں کا متولی بن بیٹھا۔ پھر وہ سخت بیمار ہوا (آگے وہی بیان ہے شام کی زمین بلقا کے گرم چشمہ پر نہاکر اچھے ہونے اور وہاں سے ہبل بت لاکر کعبہ کے گرد کھڑے کرکے پجوانے کا) (افاشہ)

لات کا بت اصل تھی جسکی سنا	تہا مٹہر نے کیا جسکو سہم

آیت اَفَرَاَیۡتُمُ اللّٰتَ کے ذیل تفاسیر سلف سے اتحاف اللہفان میں اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کَانَ یَلُتُّ لَهُمُ السَّوِیقَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَکَفُوْا عَلٰی قَبْرِهٖ یعنی لات جو خادم تہا وڈ سواع یغوث یعوق نسر اوس زمانہ کے جیسے اولیاء اللہ کا وہ اُنکے لئے ستو گہولا کرتا تھا پس جب وہ مرگیا تو لوگ اوسکی قبر پر معتکف ہوئے۔ یعنی اوسپر چڑہاوے چڑہوانے کے لئے اوسکی قبر کے مجاور بن بیٹھے چونکہ لات کے معنی ستو گہولنے والے اور گہولتے کے ہیں لہذا اس مناسبت سے اُسے لات کہنے لگے تھے۔

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے پھر اُن لوگوں نے لات کو طائف میں بنایا اور یہ بت منات سے نیا تھا اور ایک مربع پتھر تھا اوس کے خادم (مجاور پجیری) ثقیف میں سے تھے اُنھوں نے اوسپر مکان بنایا تھا۔ قریش اور تمام عرب اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اوسی کے نام سے اہل عرب زید اللات اور تیم اللات نام رکھا کرتے تھے اور یہ بت اُس جگہ تھا جہاں آج مسجد طائف کا بایاں منارہ ہے۔ اور یہ اسی طرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بہیجا اونہوں نے اوسکو توڑا آگ سے جلادیا۔ لات کی قبر کے ساتھ کفار کا وہ معاملہ تھا جسکا ذکر اغاثہ اور بیضاوی کی روایت سے اوپر بیان ہوا اور لات کے نام کے بت کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ کہا اوسکی قبر پر ہی یہ پتھر رکھدیا ہو اور قبری زیادہ زمانہ گذر جانے کے بعد تہان قرار پائی ہو یعنی پتھر رکھکر اوسکا پجاپا شروع ہوگیا ہو۔

لہٰذا عزیٰ بھی تہا بیٹر کی	اوسکی پوجا دیکھی مخلد بہم	جسکو اوپر تہا بنایا تک مکان	اُس مکان سے جو نکلتی آواز تھم
حکم نبوی سے کٹے تینوں درخت	دیکھی جس بال بکہری ڈٹ خم	تیسرا ذی دانت خادم تہا عجب	بولی خالد جی سو کب ڈرتے ہیں ہم
غضب کا اہد میں پتھر اوسکا جیسر	کو تلپہ وہ ہو گئی ناپاک بہ ہم	قتل پھر خادم کو بھی اسکے کیا	کاٹ ڈالا عبد جنت آسکا بہم
	آنکر سامنا ستایا ماجرہ	بولے مزری تھی نہ پھر اسکو دم	

بقیہ اوس بقیہ کا روایت سابقہ کے یہ ہو اضافہ ہے ۔ بعدہٗ لوگون نے عزّیٰ کو بنایا جلات کی نسبت کر بنایا تہا جسکو ظالم بن اسعد نے بنایا تھا ۔ یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عرق کے اوپر تھی لوگون نے اوس کے اوپر مکان بنایا تہا اور اوس مین سے آواز سنا کرتے تھے ۔ ہشام کہتے ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ عزّیٰ ایک جنّتی تھی بطن نخلہ مین تین درختو نپر بار رہتی تھی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّہ معظمہ کو فتح کیا تو خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان تین درخت ملینگے اُنمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا ۔ اونہون نے جا کر اوسکو کاٹ ڈالا جب خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپ نے پوچہا کہ تمنے کچھہ دیکہا عرض کیا کچھہ نہین فرمایا اب دوسرے کو کاٹو اوسکو کاٹ کر واپس آئے تو آپ نے پوچہا کہ تمنے کچھہ دیکہا ۔ عرض کیا کہ نہین ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ کاٹنے گئے تو دیکہا کہ ایک حبشن بال بکھیرے ہاتھہ مونڈھ پر دہرے دانت بجاتی ہے ۔ اور اوس کے پیچھے اوس کا خادم ہے ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ مین تجھکو ماننے والا نہین تو ناپاک ہے ۔ مینے دیکہا کہ خدا تعالے نے تجھکو ذلیل کیا ۔ پھر ایک ضرب ماری اوسکا سر چیر دیا ۔ پھر جو دیکہا تو وہ کوئلہ ہو گئی ۔ پھر درخت کو کاٹا اور خادم کو مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر ماجرا عرض کیا آپ صلعم نے فرمایا کہ یہ عزّیٰ تھی اُسکے بعد عرب والون کے لئے عزّیٰ نہین (انتہٰی) جیسا کہ اُعْلُ یا ہُبَل یعنی بالا ہو تو اے ہُبَل ہُبَل کی نسبت ابو سفیان نے کہا تہا ایسا ہی عزّیٰ کی نسبت بھی ابو سفیان کا قول صحیح بخاری کی روایت مین حکایت کیا گیا ہے مواہب اللدنیّہ کی روایت مین سعد بن ظالم غطفانی کا فر کا صفا مروہ سے پتھر لیجا قریب طائف اپنے گانون میں لا رکھنا اور یہ کہنا کہ لو یہ تمہارا خدا ہے ۔ صفا مروہ یہان آ گئے ہین ۔ مکّہ جانے کی ضرورت نہین ۔ رفتہ رفتہ جاہلون کا اُس کو پوجنا پھر اوس جگہ کا تیرتھہ گاہ بنجانا عرصہ کے بعد عمرو بن لحی کا یہ کشف لوگون سے بیان کرنا کہ آسمان کا خدا موسم گرما مین اس عزّیٰ بت کے پاس رہتا ہے اور جاڑے کے موسم مین مکّہ مین لات کے پاس بسر کرتا ہے ۔ اُسی دن سے اُس بت کا نام عزّیٰ یعنی بڑی عزت والا ہو جانا اور وہان بڑی عمارت بنجانا مذکور ہے ۔ سب سے بڑا خدا کفار مکّہ کے خیال مین یہی بت تہا ۔ ہند و دہرم میں بھی برہما بشنو مہیش کو سردی گرمی بسر کرانے مین کفار عرب کا ہمخیال ہے ۔ بموقع مناسب اس مضمون کے منتر وید سے آئندہ نقل کرینگے ۔ سفیان کے فریب سے کسیکو امن نہ ہونا چاہیئے ۔ ہمارے شہر کے سکول قدیم کے قریب بھی ایک بھلے مانس نے خواب سے ریتا شاہ کی قبر کا ذب بنکر جلوے ماندون کے چڑہاوے کی دھوم دھام سے بجنے لگی ۔ قوالی سے بھی نوازی جاتی ہے ۔ ہولکے وار پار کے گانون تک بھی اہل علم موجود ہین مگر کسی کی غیرت ایمانی حرکت مین نہین آتی جو اُس فتنہ شرکیہ کی قباحت ہی بیان کردین ۔ وہابیت کے

عیسیٰ اور عزیر علیہم السلام کے حامی کارساز رب ٹھہرالینے کی قسم سے) بعض غضبناک ہو کر انکو اور آپ
نہ عذاب کرونگا میں اُن کو نہیں نہیں ہرگز نہیں بیشک ہمنے تیار کر رکھی ہے جہنم انکی اور سوا انکے غیر کفار
کی مہمانی کے لئے۔ ترجمہ تمام ہوا تفسیر ابی السعود میں بھی مراد اس من دونی سے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر بتلایا
اور بیضاوی اور مدارک میں فرشتے اور عیسیٰ علیہم السلام جب مذکورہ بالا حاجت روائی مشکل کشائی کا مالک
ذی اختیار بنصوص قرآنیہ ملائکہ عیسیٰ عزیر مریم علیہم السلام سورج چاند تاروں کسیکو نہیں بتلاتے صحابہ کرام
تک ان کی تفسیر میں ایسا ہی فرماتے ہیں اور ان امور میں اُن کی کارسازی کے اعتقاد کو کفر اور ایسا اعتقاد
رکھنے والے کو کافر پچھلی آیت بتلا کر اُنکی مہمانی کے لئے دوزخ تیار بتلاتی ہے۔ اور اس نصرانیت بھرے زہر سے
مسلمانوں کو بچانے کے وہ اہتمام ہورہے ہیں جسکی نورانیت کی جھلک سے بنصوص حصر قرآنی بالا مال ہیں
بطور نمونہ جنمیں سے قدرے اوپر نقل کرکے ہدیہ نظر ناظرین کر چکا تو اس زہر کو اہل اللہ کی محبت کے شربت میں
گھول کر ہوئے پیالے افراد کو مسلمانوں کی دنیا مشرقی ہو یا مغربی کا مسلمان بہر ستم کرتا اور انکو ہندو دہرم کے
سماجا۔ مجوسی آئین نصرانی بپتسمہ دینا سکھاتا ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا۔ غیر اللہ
سے پوجنے اور اُن حاجتوں مصیبتوں میں جن کا بر لانا دفع کرنا خواص الوہیت سے ہے۔ غیر اللہ کی پکارنے
کی تلقین میں جب آیات قرآنی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان کے عمومات سے اہل اللہ سے بھی ان معاملوں
کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو بوارق صدا یونی میں دکھایا جاتا ہے کہ مراد اس سے بت ہیں
نہ انبیا۔ اور اولیا۔ اور فرشتے تو اُن کو ایسی حاجت روائی مشکل کشائی میں پکارنا اور ان کو حاجت روا
اور مشکل کشا ماننا بلحاظ تفرقہ مساوات وغیر مساوات سب درست وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں انکی قدرت جو نکی قدرت کے
ہم قلم ہیں اسلئے کہ مولف الامن کی تصریح ہو جب صفات الٰہیہ معاللہ کے مقبول بندوں کی
صفات میں صرف ذاتی عطائی کا فرق ہے تو جسکا مثلاً تکوین کا کہ تخلیق اور مارنا جلانا اور تدبیر کرنا
وغیرہ جسکی نوعیں ہیں اللہ سبحانہ کرتا ہے وہی کام بطور قدرت الٰہی محبوبان خدا بھی کر سکتے ہیں۔ تمام
فرق اسلامیہ سے نرالا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جسکو معنی تکوین ہی کے خود باطل کرتے ہیں اعلام الاذکیا کے
صفحہ ۱۸ میں ابن حجر مکی سے نقل کیا کہ صفات الٰہیہ کے ہمنام جو صفات مخلوق ہیں وہ صفات الٰہیہ کے غیر ہیں
اور ذاتی عطائی کا فرق جب کرسی نشین ہو جب صفات مخلوق صفات الٰہیہ کے عین ہوں مثلاً جیسے
اللہ سبحانہ بلا احتیاج محنت مشقت کمالی کے صرف کن یعنی ہوجا فرما کر ہر نا موجود کو موجود کر لیتا ہے
ایسے ہی محبوبان خدا بھی کن یعنی ہوجا کہکر موجود کر لیں مثلاً روح قبض کرنے کے لئے اُن کو آنکر سے
ڈالکر اِنکے بدن میں ڈبا ڈبا کر یا خود ڈوب ڈوب کر جان نکالنے کے لئے محنت مشقت کافی نہ کرنی

پڑے اور جب ایسا ہوا تو آپ ہی یہ تدبیر یعنی حسب تدبیر تدبیر الٰہی کے غیر ٹھہری تدبیر الٰہی ایسی کمائی
جانکاہی کی احتیاج سے منزہ ہے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا الآیۃ اور وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ
الآیۃ وغیرہ نصوص قرآنیہ شاہد ہیں اور محبوبان خدا کے دوسرے کام بھی احتیاج مذکور سے خالی نہیں
اور صفت[1] الٰہی کا کسیکے حد وجود میں تصرف فرما کر اسکا کام کر جانا خدائی کام ہے نہ بندہ کا۔ سورۂ آل عمران میں
تیسرے پارہ کے چوتھے ربع کی یہ آیت دیکھئے وَلَا یَأْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ
اَرْبَابًا اَیَأْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ترجمہ اور نہ تمکو وہ بشر جسکو رسالت
و نبوت سے اللہ سبحانہ نے سرفراز فرمایا اور کتاب دی ہے) کہ ٹھہراؤ فرشتوں اور نبیوں کو رب کیا تمکو کفر
سکھلائیگا بعد اس کے تم مسلمان ہو چکے ترجمہ تمام ہوا صریح العبارۃ النص اس آیت میں منصوص کہ فرشتوں
اور نبیوں کو رب ٹھہرانا اُن کو کفر سکھلانا ہے اول سے آخر تک قرآن کریم میں دیکھ لو کوئی آیت صفت
مختصۃ الٰہیہ ربوبیت کو غیر اللہ کے لئے نہ ذاتی ثابت کرتی ہے نہ عطائی۔ رب بمعنی آقا کہنا کسیکو یہ دوسری
بات ہے عموماً رب بمعنی مختص ٹھہرانے کو فرشتوں اور نبیوں کے حسب آیت صدر نے صاف کفر کہا
عطائی نوع کو اس سے نہ نکالا تو تفرقہ مذکورہ طبعی جدت سے دو ہی تحریف معنوی ہی خواص الوہیت
میں عطا کا دخل کیسا اُن کی سمائی کو الوہیت درکار ہے عبودیت میں اسکی سمائی بھی محال ہے کما سیاتی
من التفاسیر ہر غیر اللہ کی اُس پکار کو جسکو آیت و حدیث آئندہ نے عبادت فرمایا ہے عباد کو پکارا
جائے یا جماد کو باطل کریگی اور یہاں تو آیات صدر میں من دونہ اور من دونی سے مراد الٰہی صحابہ
و تابعین وغیرہم کی مفسرین ملائکہ و عیسیٰ و عزیر و مریم سورج چاند تاروں کو بتلا چکے آیت آل عمران میں
ملائکہ و انبیا کی تخصیص موجود ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا ہی عبادت ہے
پھر فرمایا (یعنی پڑھا اپنے اس قول کے استشہاد میں) وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ
یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ الآیۃ کو روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور چاروں سنن والوں نے اس آیت
میں حکم فرمایا اللہ سبحانہ نے دعا کا اور جواب امر میں قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعا سے تکبر کرنے والوں کو
اپنی عبادت سے تکبر کرنے والا جتلا کر آگاہ کیا کہ ایسی دعا انکار عبادت ہی ہو (غیر اللہ سے جسکا

---

[1] حضرت امام مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے آئندہ آئیگا کہ اس وقت میں نہ وہ مظہر صفت الٰہی کے
سایہ کا ہوتا ہے نہ عین صفت الٰہی کا۔ اس لئے کہ صفت الٰہی ذات الٰہی سے منفک یعنی جدا
نہیں ہوتی ۱۲

بزرگوں کو پکارتے) دوسری آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین
له الدین ای الدعاء ای لا یدعون معه غیره لانهم فی شدة لا یکشفها الا هو ترجمہ
پس جبکہ سوار ہوتے کشتیوں میں پکارتے اللہ کو اللہ کے لئے خالص دین کر کے یعنی پکارتے اللہ وحدہ کو
نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو اسلئے کہ وہ ان ایسی سخت مصیبت میں ہوتے جسکو اللہ کے
سوا کوئی کھول نہیں سکتا الخ آگے آیت فلما نجاهم الی البر اذا هم یشرکون میں ارشاد ہے کہ پس
جب نجات دیتا ہے اللہ انکو (اس مصیبت سے) جنگل اور خشکی میں پہنچا دینے سے (تو) اوسوقت میں
وہ شرک کرتے ہیں جلالین وغیرہ تفسیریں بتلا رہی ہیں کہ وہ اوسوقت میں بجائے اللہ کے غیروں کو پکارنے لگتے
ہیں جن بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع کرنا اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہے اور ہواسات کی امداد وسہارا کو
اوس میں دخل نہیں ایسی مصیبتوں میں غیر اللہ کے پکارنیکو آیت شرک کرنا بتلا رہی ہے اور مشرکین عرب جب
اسلام لاتے ہیں تو الحمد للہ بلا شرکیہ سے انکو نجات ملی ہے اور پھر ایک آیت مع تفسیر بیضاوی یہ ہے
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لهم (انکار) ان یکون احد اضل
من المشرکین حیث ترکوا عبادة السمیع المجیب القادر الی عبادة من لا یستجیب لهم
لو سمع دعائهم فضلا ان یعلم سرائرهم ویراعی مصالحهم الی یوم القیمة ما دامت
الدنیا وهم عن دعائهم غافلون لانهم اما جماد واما عباد مسخرون ومشغولون باحوالهم انتهی
ترجمہ اور کون زیادہ گمراہ ہے اوس سے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اوسکو جو نہ جواب دے انکو یعنی مشرکوں سے زیادہ کوئی
گمراہ نہیں جنھوں نے پوجا پکار اللہ پکار کے سننے اسکے دعا کے قبول کرنے والے قادر کی چھوڑ کے انکی پوجا پکار کی جو انکو
جواب نہیں دیتے دعا نہیں قبول کرتے اگر سن بھی لیں پکارنا انکا اور یہ تو زیادہ ہے کہ جانیں انکے بھید اور رعایت کریں
انکی مصلحتوں کی اخیر دنیا تک جب تک دنیا ہے اور وہ اون کی پکار سننے دعا مانگنے سے
غافل ہیں اسلئے کہ وہ جن کو وہ پکارتے ہیں یا تو بے جان ہیں (جیسے بت) یا اللہ کے بندے
(جاندار) مسخر مشغول ہیں اپنے احوال میں انتہی (جیسے فرشتے جن کو مسیح وغیرہ اہل عرب پوجتے
پکارتے تھے) جب تفاسیر سلف جن میں سے ضحاک کی تفسیر ان یدعون الا اناثا
میں فرشتوں کے پکارنے کی تصریح کی اور تفسیر مظہری سے نقل ہو چکے
اور دوسرے نیک بندوں کو پکارنا آڑی مصیبت میں اون کے بچاؤ کیوں کا
نشئے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے اور صلیب سے مدد چاہتے تھے۔
اور جیسا سیر و تواریخ میں مذکور ہے دومۃ الجندل والے مشرک ودّ کو پکاریں

نیست ارسے کفرہ درحق بعضے از معبودان خود پیرپرستان از زمرہ مسلمین در حق پیران خود امداد را ثابت

میکنند و در وقت احتیاج ہمین اعتقاد باانہا استعانت مینمایند الخ ترجمہ اور اس قسم کے تقرب مین اللہ

کو دو چیزین چاہئین اول اعانت علمی ذاکرون کے دلی اور زبانی ذکرون کے ساتھ باوصف باہم مختلف

ہونے مکانون زمانون اور اکثر زبانون کے توکہ ذکر قلبی و زبانی کو ہر ذاکر کے جانتے دوسرے

قوت نزدیک ہونے کی عرف شرع مین جسکو دنو وتدلی قرب و نزول کہتے ہین الخ اور یہ دونون صفتین خاصہ

اللہ تعالی کی ذات پاک کا ہین کسی مخلوق کو حاصل ہونے کی چیز نہین ۔ ہان کفار اپنے بعض معبودون کے حق

مین اور پیر پرست فرقہ مسلمانون مین کا اپنے پیرون کے حق مین امداد کو ثابت کرتے اور حاجتون کی وقت

ساتھ اسی اعتقاد کے اُن سے مدد چاہتے ہین الخ ترجمہ تمام ہوا حضرت عطار قدس سرہ پندنامہ شریف

مین فرماتے ہین — در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ٭ زانکہ نبود جز خدا فریاد رس ٭ ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر

کیست در دنیا از و گمراہ تر ٭ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری توشیح مین فرماتے ہین و منہم الذین

یدعون الانبیاء والاولیاء باعتقاد ان ارواحہم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم

الحوائج وذلک شرک قبیح وجہل صریح قال اللہ تعالی ومن اضل ممن یدعوا

من دون اللہ الآیۃ ترجمہ اور منجملہ مشرکین وہ ہین جو پکارتے ہین انبیا علیہم السلام و اولیا

علیہم الرحمۃ کو باین اعتقاد کہ روحین اونکی حاضر ہین سنتی ہین پکار اور ندا کو اور جانتی ہین حاجتون کو اور یہ

شرک قبیح ہے اور جہل صریح فرمایا اللہ تعالے نے اور کون زیادہ گمراہ اوس سے ہے جو پکارتا ہے غیر اللہ کو

الآیۃ اولیاء اللہ قدس اسرارہم کی شان مین جو ہم القاسم مین افادات علماء دیوبند سے یہ دیکھ چکے ہین

کہ ایک ہی وقت مین ایک ولی کا بہت سے مقامون پر حاضر و موجود ہونا ثابت ہے ہمکو اس کے ماننے مین

عذر نہیں مگر اوس کے معنی وہ ہین جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین نہ وہ جسکو

وہم پیر پرستون نے اپنا اعتقاد خراب کر رکھا ہے ایسا ہی فیض و برکات و تصرفات روحانی اولیاء اللہ

کا حال ہے ۔ امام موصوف مکتوبات شریف جلد اول کے ۲۱۷ مکتوب بنام میرزا حسام الدین احمد مین فرماتے

ہین ۔ و اولیاء کہ صاحب علم و کشف اند جائز است کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا کنند بلکہ صدور

لہ قولہ من یدعوا الخ کالکواکب والنجوم المسخرۃ قال الملا علی القاری فی المسیح الازہر اتفقوا کلہم علی ان الایمان

من جہۃ تعرف الکواکب السبعۃ وغیرہا والخضاب بہا وحفظہا والسجود لہا والتقرب بما یناسبہا من ہما نیا

من اللباس والخواتیم والبخور ونحو ذالک فانہ کفر انتہی نافلا عن الحجۃ انما من عن کتاب المواعظ سیحنا ۔ ۱۲ منہ

مثالیہ ایشان را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہائے عجیبہ از ان صور بظہور آرند
کہ صاحب آن صور را تنہا اطلاع نیست ع از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند چہ حضرت مخدومی قبلہ گاہی
قدس سرہ مے فرمودند کہ عزیزی می گفت عجائب کار و بار است مردم از اطراف و جوانب می آیند بعضے
میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ام و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے دیگر میگویند کہ ترا
در بغداد دیدہ بودیم و اظہار اشتیاق مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نبر آمدہ ام و ہرگز این قسم مردم را
ندیدہ ام چہ تہمتی است کہ برمن میکنند اللہ سبحانہ اعلم بحقایق الامور کلہا زیادہ برایں انتخاب ست صفحہ ۲۲۲
اس سے مثل آفتاب نیمروز کھل گیا کہ متعددہ مقاموں پر ایک ولی کا ایک ہی وقت میں ظہور جو واقع ہوتا ہے
ا جہاں میں بجائے خود تو وہ ولی حقیقۃً ہوتے ہیں باقی مقاموں میں اونکی مثالی صورتیں ہوتی ہیں ۔
کہ حقیقی صورت کو تو اونکی خبر بھی نہیں ہوتی ۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد کے فرمان سے بھی یہی
ثابت کیا اور انکو اپنے عزیز نے سنایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجکو موسم حج میں مکہ معظمہ میں دیکھا اور ساتھ
ساتھ حج کیا ہے ۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی موسم میں بغداد میں دیکھا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اس وقت
میں گھر سے باہر نہیں گیا نہ ان لوگوں کو میں نے دیکھا ۔ اللہ سبحانہ کی قدرت ان صور مثالی سے عجیب غریب
کام لیتا ہے سو لطف کہتا ہے جہاز کو تباہی سے بچا تا مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے بچاتا اللہ تعالے
جس صورت سے جو چاہے کام لے ۔ صورت مثالی سے یعقوب علیہ السلام کی وہ کام لیا کہ یوسف علیہ السلام
کو مہلکہ سے بچا لیا ۔ جائز ہے کہ ان صور مثالی میں فرشتوں کا ظہور کراتے اور بعض موقع اوس ولی کو بھی
اطلاع بخشی اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے کلام (و آن شخص مقدس کہ آشنودہ وحی است ہمان جا است
و این صورت کہ در تخیلہ او انداختہ اند صورت مثالی است) سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ محل
ظہور صورت مثالی خارجی مقام نہیں متخیلہ ہے خیال کرنے والے کا دماغ ہی ۔ اور اوسی کے ۲۶
مکتوب باقی فرماتے ہیں ۔ و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش
ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او سے آید و از و مستفاد میگردد ۔
بلا توسط او ہیچ کس بآن دولت نمے رسد مثلاً نور او و رنگ دریاے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ
است و آن دریا گویا منجمد است اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ است و باو اخلاص
دارد یا آنکہ آن بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ میشود
و از ان راہ بقدر توجہ و اخلاص از دریا سیراب میگردد الخ ۳۱۲ قطب عالم کے نور ارشاد و
ہدایت سے تمام عالم بھرا ہوا ہے جس کسیکو رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے

مین بھی ایک قربانی بتون کے لئے کیجاتی جسکا نام رجبیہ اور عتیرہ تہا - دوشخص ہوشیا ہوڑی معا بلہ کیکے اکثر قربانیان کرتے اسکا نام مُعَاقَرَہ تہا - جواس مین بڑھ جاتا معزز اور فیاض کہا جاتا اس مادہ کے مٹانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرما دیا لاتقبلوا دعوۃ المتباریین یعنی جو دو ہوڑی باہم ایک دوسرے پر بڑھ جانے کے لئے شیخی جتلانے کو جو کہا نا کرتے ہین اونکی دعوت مت قبول کرو - ماخوذ ہے فاضل میرٹھی سلمہ کے الاسلام وغیرہ سے -

لڑکیان جیتی دفن کرتے تھین اور کنوئین مین جہونکدی جاتی تھین

بہت سے مشہور قبیلہ کے عار سے بعض پرورش کے بارسے بعضے غنیم کے ہاتھ پڑجانے کے خیال بلا خوف سے دختر کشی کرتے تھے - عرب کے سپوت اور ہند کے رجپوت اس ہتھیا سے نہ چوکتے تھے - اللہ بھلا کرے ہماری گورنمنٹ کو جزا ئے خیر دے کہ ہند سے یہ ظلم جانکاہ جسکی بدولت رفع ہوا - اور آہین کے تحریہ کے صفحون مین جو بہت سے بے زبان بچے کنواری بتون نے جیکر زندہ دفن کردئے معاذاللہ دین عیسوی نے اونکی ہرگز اجازت نہ دی تھی [۱] عرب مین شوہر کے تیور بدلے دیکھکر مان ہی اپنے بچے زندہ بلکتی گڈہے مین پاٹ آتی - نالہ مین ڈوبا کر یا پہاڑ پر سے دکھیل کر مار ڈالتا جہہ برس کی ہوجاتی اور دو ذبح سے تو اوس بچی کو سجاکر کنوان جہنکا نا اور پیچھے سے دہکا دیکر اسے گرا دیتے آنا منہ مین گلا دبوس مار ڈالا نالہ کے بیچی زندہ ہی دبا دیتی جو دیا جاتا ضلع مراد آباد علاقہ حدید یا سنبہل کے قریب ہی با دریائے مین نالہ دن الابلیغ مشہور ہے جسمین کہود سے حد با نالہ دین کلی پنہا ہنمین بیگناہ جیتی بچیان دفن کی گئی تہین اونکی بہا نکرین پائی گئی تہین - افسوس جیو ہتیا ماننے والے ملک مین یہ بے امانہ حرکت ایک تعجب خیز معاملہ ہے -

عورتین ترکہ نپاتین اور یتیم	ہون ناکی عورتین حد ہاہم	آتا ساتی جو رو بھی جو رو بدل	باپ کی جو رو بنا تی حرم

بہنون بیٹیون یتیم لڑکون کو مرنے والے کے یہ کہکر ترکہ سے محروم کردیا جاتا تہا کہ جو دشمن سے لڑسکے وہی ترکہ پر قبضہ کرے - مطلقہ کو طلاق دیکر رجوع کر لینے کے جہیڑ مین ڈالکر اوہر لٹکتی رکہتے - عدت کا نفقہ تو درکنار دیا ہوا مہر پہیر لیتے - زیور کپڑے اوتار بہزاردلت نکالدیتے - بالطلاق سے زناکی کمائی کرلتے - یتیم بچون کا مال جلد اوڑا دیا جاتا - نابالغ لڑکیون کے ولی و عصبہ طبعہ رقون سی مال کی طمع مین

[۱] پوس مقدس نے جو تمام عمر کنواری بھلنے یا ترک نکاح کرنے کے لئے حکم دیا تھا تو کیا ارشون سے معاذاللہ زناکاری اور اولاد زنا کی جان ہاری کو کہہ باتھا کہ حکم جیتی دعثمان بی ... دی سے زندہ گور کیا کرنا یا دو سے زیادہ معترض ہی تو کہہ سکتا ہے کہ اس حکم مین نفسانی نفس بہ نظر نہین کی گئی دور اندیشی کو کام مین فرمایا گیا -

جب سال پورا ہوتا تو کسی جانور یا پرندے کے کسی حصہ بدن سے اپنی شرمگاہ رگڑ کر سوگ کی کال کوٹھری سے نکل آتی۔ سینگنیاں جھولی میں ڈال نکل کر جو لوگوں کے مارتی پھرتی تب وہ جانتے کہ اسکی مدت تمام ہوئی تب لوگ اوس سے نکاح کی خواہش کرتے تو وہ جس سے چاہتی نکاح کرتی۔ اس مضمون کو اس رسم جاہلیت کی حدیث میں بھی بیان کیا ہے جسکو چھوٹوں اماموں نے روایت کیا ہے۔ حمید بن نافع سے تلخیص الصحاح جلد ۴ باب الحداد والاستبراء کی فصل ۱ کی پہلی حدیث دیکھو (یہ ماخوذ ہے ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ اور **الرشاد** وغیرہ سے) یہ سب کچھ تہا مگر شریف عورتوں میں زنا جب بھی لپچنے کی بات مانا جاتا تھا کما سیاتی

تھی شراب یک تا کرتے تھا جوا حلت دختر کی تھی کب امتیاز	اونکے ٹوٹنے شگون بد دمبدم ذوق سے مردار کو کرتے ہضم	سود خواری بچپن میں یاد گہات شاعروں کا انتہا میں تھی صلح و جنگ	کاہن اور پیری کا کرنا تہا دہرم ہجو و الفت شاعری کرتے بہم

اہل جاہلیت کے معاملات اسدرجہ بگڑے ہوئے تھے کہ بیع حصاة اور بیع ملامسہ میں بائع مشتری کی رضامندی اور اختیار کوئی چیز نہ تھے۔ دکاندار خریدار سے کہتا کنکری پھینک جس تھان پر گریگی وہ ایک درہم میں تیرا ہو چکا بیع ملامسہ اندھیرے میں تھان وغیرہ چھونے سے ہو جاتی عکاظ پر مذہبی میلا جس روز رہتا۔ قیدی اسی میلہ میں بکتے یا اونکا کوئی رشتہ دار فدیہ دیکر چھڑا لیتا۔ اسی بازار میں اقرع بن حابس ہمیشہ سالانہ حکومت کو فرمان اور حکم نامے حوالہ کرتے قوم اور قبیلہ کا سردار مقرر کرتے تھے۔ ایک بیع حَبَلُ الحَبَلہ اونٹنی کے پیٹ کے بچے پھر اوس بچے کے بچہ ہونے کے وعدہ پر ہوتی تھی۔ سود کھلم کھلا لیا جاتا تہا۔ جوا کھیلنا کمالات انسانی میں شمار کیا جاتا تھا جو نہ کھیلتا نکو بنا کہتا[1] بہت قسم کے جوے مروج تھے۔ دس یا گیارہ تیروں کا جوا بڑی شان رکھتا تہا "مال نہ تہا لیکن بچے داو پر لگ جاتے۔ کھیتی والا آم لکو لونڈی غلام بنا تا۔ شراب بلانے والی جو بہت خوبصورت ہوتی تھیں جو دور شراب میں ناچتی رہتی تھیں۔ پھر مستی اور بیہوشی میں جو کچھ بھی ہو اوسکو کیا کہنے والا کون۔ ناقل کہتا ہے کہ شراب نگری کے محبوب پیالے اُسکی دہرتے سینے میں اور اوسکے سہنے والے جو دوڑ کر پیتے ہیں۔

صحیح بخاری کے باب من یستحل الخمر و یسمیہ بغیر اسمہ کی ایک حدیث میں خمر کا نام اہم الدواح

---

[1] بعض سلمان نضار کا جوے میں نام تہا اونہوں نے پلٹ دیا وعدہ نہ تھا اس وقت سے نا دیکر نا ہی سمات ہوا کہ تاج العبادی اس یاد دیکر جوے کی عادت چھوڑ دو۔ دیکھ لے مروت سے کا بیان وہ جو گوسفند کا صدہ سانپ ہو ماردو [illegible] جوا سماد الجہ دعیرہ دریہ جنکا بد قوی بخیے کا بیان اسکی یہ آیہ و منشر ملت ما جسا کا نام سا ملا حذر قسم اسکے ول ددیا مد ا) کیے ہاتھ سے آجہاۓ نہیں۔

یعنی خوشبوؤن اور شادیون کی مالش رکھنا کفار کا کلام کہا گیا ہے - جنگ کا نام رُدّ و ابیلم کو جنت کا پھول
کہنا بھی قریب اسی کے ہے انتہی کلامہ) جانور کا گھوڑا ہو یا پہاڑ پر سے کہ گرا ہو یا درندہ کا لیس خوردہ
سب برب - خیال پرستی اسقدر بڑھی تھی کہ تھیلی مین ہاتھ ڈالکر پانسا نکالتے حکم کا نکلتا تو کام کرتے
منع کا نکلتا تو کام رک جاتے تھے تھیلے کے پانسے کعبہ کے متولی کے پاس تھے کاہن اور نجومی تو گویا اُنکے خدا تھے
کہ اونکی زبان سے نکلی ہوئی بات ٹلنے ہی نہین سکتی - اتنا نہین سوچتے کہ اگر آیندہ کے برے بھلے دن انکو
معلوم ہوتے تو انکے گھرون مین وہ مصیبتین کیون نازل ہوتین جنکے دفعیہ کا ان سے بندوبست کرایا جاتا ہے
عمرو بن لحی جسنے عرب کو شرک کی گندگی مین سانا ہے وہ کاہن تھا کہانت ہی کی بدولت اوسکو عرب نے
پیغمبر کی طرح مانا یہ بدنصیب جسنے ملک و قوم کو دین و دنیا دونون مین تباہ کیا بیت اللہ کا متولی اس درجہ فیاض
تھا کہ موسم حج مین ہمیشہ دس ہزار اونٹون کی قربانی سے دعوت عام کرتا دس ہزار جوڑے کپڑے
پہناتا - اسی لالچ سے اسکی چلائی ہوئی بت پرستی پھیلتی رہی - یہانتک کہ علاوہ مذکورہ بالا بتون کے گھر کے اندر
ہر گھر مین ایک بت تھا جسکو وہ سونے سے جاگنے کے وقت سفر سے آنے کے وقتون مین پوجا کرتے تھے
ریگستان کے سفر کو جاتے چار پتھر ساتھ لیجاتے تین کا چولہا بناتے چوتھے کو پوجتے - نہ پاتے تو جو پتھر
سفید اور خوبصورت پاتے اسی کو پوجتے - پتھر نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا پوجتے - ٹیلا نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا بناکر
اوسپر دوہیل اونٹنی کا دودھ چھڑک کر تر کرکے ٹیلا بنا اوسکو پوجتے - کچھ نہ ملتا ستو کا بت بنا کر اوسی کو پوجتے
سارا پتھر سب سے مورت کے انصاب کہلاتے اونپر بھی قربانیان کرتے علاوہ مانند کے طاق چڑہاتے
جو انکو مار پہناتے - شتر مرغ کے انڈے سے چڑہاتے منتین مانتے - جو شخص ان بتون کے میلون مین شریک
ہوتا اوسکا نصیب سمجھا جاتا - جو شکیہ ہوار شوالے کے مہنت اور مجاورون مین رسوخ پاتا مشہور قوم بنجاتا -
جو انکی پوجا کے طریق بھی مختلف تھے - کسی کی پوجا سجدہ سے کسیکی اوسکے گرد گھومنے طواف کرنے سے
کسی کی چھونے اور بوسہ دینے سے کسی بت پہ قربانی کرتے - کسی پر دودھ - علاوہ مانند چڑہاتے
اونکی پوجا کرتے تھے (چھونا بوسہ دینا گھومنا - اگرچہ افعال عبادت مین محصور نہین - بچون کا بوسہ لینا چھونا
پیار کے طور پر گرد گھومنا محبت کے مقتضا پر جیسے مور مورنی کے اور مرغ مرغی کے گرد گھومتا کبوتر کبوتری کا
بوسہ لیتا ہے - بزرگونکی پیشانی و ہاتھون اور دوستون کو چومتے بوسہ دیتے ہین جیسے حجر اسود کے درمیان
چونکہ اقرار نامہ دربارہ توحید لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا محفوظ رکھا ہوا ہے جسکو اللہ کی کبریائی
اور یکتائی بولکر عہد الست پورا کرنے کے لیے جو بارہا اسلام سے اوس اقرار کی جے بولکر - لہذا یہ افعال عبادت
نہین - اور چونکہ یہ افعال عبادت کی نیت سے لیے جاتے ہین اسلئے اونکو طریق عبادت کہا گیا

بیان کیا ہے ورنہ دراصل یہ کام عبادت کے نہین)
بارہا ایسا ہوا ہے کہ باہر سے کتے نے آنکر بتون کے سامنے رکہے ہوئے دودہ مکہن کے چڑہاوے کو
کہا پی لیا مگر اون کے اس عقیدہ مین کمی نہین آئی کہ یہ خدائی پیشکار ہمارے حاجت روا ہین علیٰ ہذا اسکے
عورتون کے رحم مین بچے ڈالتے حمل کی لڑکیون کو لڑکون سے بدل دیتے مصیبتین ٹالتے ہین - تخیلات
وہمیات کا اتنا غلبہ تہا کہ کوئی کام شگون لونے ٹوٹکے سے خالی نہتا - جب سفر کا ارادہ کرتے پرندا و ر لئے
داہنے بازو کی طرف کو اوڑ جاتا سفر کرتے بائین جانب کو اڑتا رک جاتے کوتے کے گہر پر آن بولنے کو
جدائی کی اطلاع سمجہکر منحوس ٹھہراتے - بیماری کو اڑکر لگنے کو حق سمجہتے - چیچک وغیرہ کے مریضون سے الگ
ہو جاتے - سہیل کے طلوع سے جو بالون مین مری پہیلنے کا اعتقاد رکہتے - مہمان کے پیچہے برتن پہوڑ دینا اوس کے
پہر نہ آنیکا ٹوٹکا تہا - مسافر مڑکر پیچہے کو دیکہتا تو کہتے اسے راستے سے لوٹنا پڑیگا - بڑے شخص کی موت سے
سورج گہن یا چاند گہن ہونا مانتے - کال پڑتا تو سلع اور عشر کی لکڑیون کا گٹہا گائے کی پونچھ مین باندہ
آگ دیکر پہاڑ پر چڑہا دیتے - پہر مینہ کی دعا مین مانگتے ہوئے اسکے پیچہے ہو لیتے - گویا گائے خدا کی درگاہ مین
اونکی شفیع تہی - طرح طرح کے جنتر منتر تنتر بہی اون مین رائج تہے - جن مین ہوا سورج جن - بہوت ارواح
خبیثہ سے مدد مانگتے تہے - جنات اور ارواح خبیثہ کے چہٹ جانے کا علاج گلے مین حیض کے چہیتڑے
یا مردہ کی پرانی ہڈیان ڈالنا تہا - سانپ یا بوع قنفذ کے مارنے سے جن کا اثر ہو جانا اعتقاد کرتے
دوا سے آرام ہوتا تو جنات کی حیثیت چڑہاتے - اور مارے ہوئے سانپ کی دیت دیتے - مٹی کے اونٹ
پر گیہون لادکر سانپ کے سوراخ مین پہنچاتے - اونکا اعتقاد تہا کہ جبراً جماع کرنے سے اولاد قوی بہادر بیدا غیر
ذکی پیدا ہوتی ہے - رتوندے کا علاج اونٹ کی کوہان اور کلیجہ کا کہانا تہا[۱] - ایک بالک پر انگشت شہادت
پہیر کر منتر پڑہکر دم کرنے - خاوند کے بالون تلے کی مٹی آنہا کہنا خاوند کے جلد واپس آنے کا عمل تہا محبت
ہمیشہ قایم رہنے کے لئے مرد عورت کا برقع پہاڑ دیتا عورت مرد کی چادر پہاڑ دیتی - خاوند سفر کو جاتا تو
ایک ڈورا کسی درخت کی جہکی شاخ مین باندہ جاتا واپسی پر اوسکو ویسا ہی پاتا تو بیبی بی کو پاکدامن خیال
کرتا اور ڈورا کہلا یا ڈہیلا پاتا تو کہتا میری بی بی اپنی عصمت کہو بیٹہی دوسرون سے دل لگاکر میرے عقد سے
نکل گئی اس وہمی خیال کی بدولت پاکدامنین فاحشہ کہلائین - اور بدکار چالاک عورتین پاکدامن قرار پائین

---

[۱] اکوار سنیچر سات بوٹیان کلیجی کی کہلانا رتوندے والے کو یہ بہی کفار کی نقلید ہے - طبیب حاذق دینداں
علاج اسکو بدون تعین یوم بتاسے تو کچہہ مضائقہ نہین — ۱۲

مقلات مرت بیانی عورت جسکی اولاد نہ جیتی وہ اولاد جینے کے عمل مین کسی شریف مقتول کی لاش اپنے
پانون سے روندتی جس لڑکے کا دانت ٹوٹتا وہ سورج کو دانت دکہا کر اوس سے اچہا مانگتا جسکی خبر
نہ ملتی اوسکو کنوئین مین جہانک کر پکارتے کنوئین کی گونج سنکر کہتے زندہ ہی وہ جواب دے رہا ہے
کسیکا پانون سو جاتا تو وہ اپنے پیارے کو پکارتا[1] خیال تہا دیر لگنی اسنے مین خون اوتر جاتی نام پیارے کے
نام پکار لیکا ہوتا جس فریق مین لڑنے کی طاقت نہوتی اپنی عورتون سے طرفین کی صفوف قتال کے درمیان
پیشاب کرواتا اسکو لڑائی کی آگ بجہنے کا ٹوٹکا سمجہتے ناچار صلح ہو جاتی ۔ جو تری دار گہوڑے پر سوار ہوتے
گہوڑے کو پسینہ آجاتا تو یہ خیال کرتے کہ سوار کی عورت غیر مرد سے ضرور ہیٹہی جاتی عورت سے بدگمان
ہوکر جدا ہو جانے سے اوس کو بدکاری کا موقع دیتا پہر اپنی شناخت کے اعتقاد مین پختہ ہو جاتا دیا
اور جنات کے اثر سے بچاؤ کے لئے گدہے کی آواز بولتے ۔ جڑا وہر گول تو وہ بناتا اونٹنی کا پانون باندہکر
دو جنگا کہینچتا جدا رہتا ۔ اونٹنی کے کان مین اوسکی مان کا نام لیتا بدکنے کا علاج تہا سارے گہوٹتا
ہوتے آنکہہ پہوڑتیان تو شکلین کسی اونٹ کے اور داغ دیا جانے دوسرا تندرست ۔ ہزار اونٹ والا
نظر لگ جانے کے بچاؤ کے لئے ایک اونٹ کی ایک آنکہہ پہوڑ دیتا دو ہزار ہو جاتے تو دوسری بہی
پہوڑ دیتا ۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کے گلے مین عورت کا زیور ڈالتے ۔ جہانجہہ بجاتے ۔ کلمات کفر شرکیہ
دہاگون مین گرہ لگاتے ۔ سانپ اور نظر بد سے بچانے کو بچے کے گلے مین خرگوش کے ٹخنے کی ہڈی ۔ لومڑی
بلی کے دانت ڈالتے ۔ زچہ او بچہ کی حفاظت کے لئے سرخ گوندہ کے نقطے پیشانی پر اور سیاہی کی لکیر
بچے کے منہ پر لگاتے ۔ مختلف قسم کے منکے گلون مین پہنتے ۔ اونکی مختلف تاثیرین مانتے ۔ حسب بعض
منگنی نکاح تسخیر قلوب کے شرکیہ منتر پڑہے جاتے ۔ ساری بڑائی اور مفاخرت کا مدار شعرون پر تہا
شعرا اپنی جادو بیانی سے برسونکے بگڑے ہوے لوگونکو بہائی بہائی بنا دیتے ۔ دو الفت والے قبیلون مین
ایسی جنگ برپا کراتے کہ ہزارون بچونکو یتیم سیکڑون عورتونکو بیوہ بنا کر چہوڑتے ۔ جب کوئی نو آموز عمدہ شعر
کہنے لگتا تو اوس قبیلہ کے تمام آدمی جمع ہو کر عید مناتے ۔ عورتین ناچتی گاتین تماشے دکہاتین دوسرے
قبیلون کے لوگ مبارکباد دیتے ۔ عمدہ کہانے پکا کر کہلائے جاتے ۔ کسی کی ہجو کا ارادہ کرتے تو مثلاً شاعر
آدہے سر پر تیل لگاتا ایک پانون مین جوتا پہنتا ایک ننگا رکہتا ۔ چونکہ عرب مدح اور خود سرائی کے دلدادہ تہے
ہجو سے پریشان ہوتے ۔ جب کوئی شاعر قید مین آتا تو اوسکی زبان ڈورے یا تسمہ سے باندہتے ۔

---

[1] حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ کہنا پانون سو جانے مین پیارے کے نام لینے مین من کا خیال بٹانے کو
تہا نہ بخیال اہل جاہلیت ۱۲ منہ

شیہ کی دوڑ میں سبقت لے جانے والے گھوڑے کا سینہ شہسوار کے خون سے رنگتے - کمزور قبیلہ
دوسروں سے داب کھانے کی نسبت مرجانا بہتر سمجھتا - دیت پر مشکل سے راضی ہوتے - ناچاری میں
بھی آسمان کی طرف تیر پھینکتے - بے خون لگا واپس آنے کا حیلہ لگا کر خون بہا پر راضی ہوتے - باندی کی اولاد
اگرچہ باپ سے پیدا ہوتی باندی غلام بنائے بغیر نہ چھوڑتے - اون میں سے لائق کو آزاد کرکے بیٹا بنا لیتے
ناراض ہو کر بیٹے کو بیٹا ہونے سے خارج کرنے کا اعلان میلہ یا بیٹھک کے بھرے مجمع میں دیتے قتل خطا کی
دیت کا مطالبہ اس کا اولیا سے اور اس کا اہل سے اٹھ جاتا - آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر بیچ لیتے
اون لیکر کسی کے گھر میں داخل ہونا پردہ کرنا کوئی چیز نہ تھا - حضرت بعض شرفا کی عورتیں پردہ نشین تھیں
باقی سب بے پردہ - پردہ نشین والی عورت اور اوس کا خاندان نظر حقارت سے دیکھا جاتا - مال دولت
عام رفتقوں سخاوت - شجاعت - حلم - عفو - شرافت نسبی وغیرہ میں بڑائی مانتے - مُردوں تک کو گنا دیتے
قید کیا آتے ذی رتبہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑتے - اون بالوں کو مجمعوں میں دکھاتے کہ ہم
فلاں رئیس کے ہیں جسکو شجاعت سے قید کیا تھا - اور سخاوت سے چھوڑ دیا - عرب میں دو شخص ملتے
جاتیں عموماً لیاں پکارتے - سلام کے ساتھ پھول ایک دوسرے کی نذر کرتے - جاہلیت کا سلام دوپہر تک
کا اور تھا اور شام تک کا اور رات کا اور دن کا اوسی جیسے انگریزی سلام وقت وقت کا جدا ہے - عورتوں
میں کھال گندھوانے کا عام دستور تھا - موچنے سے بال اوکھیڑ کر ابرو کو باریک کرتیں - دہن میں
دانت گھسوا کر سونے کی میخیں لگواتیں - رجب ذیقعد ذی الحجہ محرم کے مہینوں کی تعظیم کرتے -
ان چار ماہ میں لوٹ مار جدال قتال بند رہتا - خود غرضی ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بدلکر
قتال وغیرہ کا موقع بھی نکال لیتے - اسکا نام نسی تھا جسکو سب سے پہلے بنانے والا حذیفہ قلمس تھا حج کی رسم
اونمیں رسم قدیم سے تھی - اگر اوسمیں بیشمار بدعتیں تھیں جنکے کچھ اضافہ ذکر ہی تھیں جنکی تفصیل منقول منہ میں
موجود ہے - یہ نمونہ ہے زمانہ جاہلیت کے اُن عقاید و اعمال عبادات عادات و معاملات وہمیات و
تخیلات کا جنمیں عام باشندگان عرب ڈوبے ہوئے تھے جن کا اثر چاروں طرف پھیلکر دوسرونکو اپنی شوریدہ
طوفان میں غرق کئے جاتا تھا - اس بگڑی ہوئی قوم کی بدحالی و بداعتقادی کا نقشہ تھوڑا سا کھینچکر
دکھا دیا جس سے اوسکی تصویر قوت خیالیہ میں آسکے - پس اب ذرا توجہ کے ساتھ سوچو کہ ایک بڑا ملک ہے
جسمیں دو قسم کے آدمی آباد ہیں - عہدہ دار - مالدار سلاطین اونکی حالت تو یہانتک گر گئی ہے کہ اون کو
تماشہ کی صورتوں ہی سے وحشت ہے اونکو علما کی باتوں پر ہنسی آتی ہے - مال و سلطنت کا مزہ اونکو ظالم جفا شعار
بنا دیتے ہیں - رعایا کی پاسبانی اُنکے نزدیک اسی کا نام ہے کہ رعایا کو اپنا غلام مملوکہ بندہ سمجھیں اور اپنے آپکو

سب کا مخدوم بلکہ خدا اونکے نزدیک دین کوئی چیز نہیں نہ آنے والی زندگی کوئی شے ہے جسکا فکر ہو نہ دوزخ کسی وجود کی چیز ہے نہ جنت و دنتی ہے کہ طمع کریں نیک و بد افعال کی امتیاز فضول ہے اور ترقی دنیا سب سے تو پہی کسل وکاہلی کم ہمتی و دناءت ہے نبوت کوئی چیز نہیں جو مانی جائے اور نہ اصول آخرت کی بگاڑ کوئی قابل سماعت امر جسپر کان دھرا جائے۔ دوسری قسم وہ جو دیندار کہلاتی ہے جنکو علما درویش احبار رہبان کہا جاتا ہے یہ لوگ اللہ والے مجاور متولی خانہ خدا سمجھے جاتے تھے ۔ انکی حالت یہانتک گری ہوئی تھی کہ شرک و کفر انکے یہاں اعتقاد توحید اور وحدانیت کی جگہہ ہو گیا تھا۔ بدعات و رسومات واہیہ کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ چونکہ عوام اتباع کو انپر اعتقاد اور اعتماد تھا اس لئے کفر و شرک و بدعات اور انکی تحسین ہیں اونکے داؤ گھات سب دین کی صورت میں مقبول تھے۔ انھوں نے محبت جاہ و نمود نکر بس اپنی بڑائی اور دادار ادائی خودی آپسہر اپنے تابعین کو پامال تو ہم پرستوں ۔ خواہشات نفسانی کے بندوں کا یہی دین تھا جسکا کچھ ذکر ہو چکا اب بتاؤ اون کا کونسا پہلو تندرست تھا جسپر نظر رکھکر بیچاری طبیعت کو علاج کی ہمت ہو۔ اُن کے کان آنکھ دل سب کچھ تھا مگر حق کو دیکھکر سنکر حقیقت حق ادراک کرنے کا جوہر قلبی جہالت کی تاریکی میں کھو بیٹھے تھے کفر و بت پرستی کی ظلمت کے ایسے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے جس سے نجات دشوار تھی ۔ ایسے تخم کے اندر پیدا ہو کر انھیں میں نشو و نما پایا ہوا وہ یتیم بچہ بتاؤ کس عقیدہ اور کس خیال کا ہونا چاہئے جسکی تربیت کیلئے باپ کا سایہ بھی سر پر نہو اور ملک بھی ایسا کہ جہاں علوم کا چرچا نہو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اوسکی حالت اپنی قوم سے ممتاز و جدا ہوگی ۔ کیا یہ نونہالت جن کو آنکھ کھولتے ہی اپنے کنبہ اور خاندان کی عورتوں ۔ ہمعمر بچوں سے بوڑھوں میں یکسان دیکھتا اُس کے چھٹنے سے دلپر قبضہ نہ رہیگا ۔ کیا اوس کو اپنی جان عزیز پیاری نہوگی کیا لوگوں کی موافقت کرکے اون کا مخدوم بننا اوس کو اچھا معلوم ہوگا ۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اوسکو ان باطل عقائد و خیالات سے ہٹائے جبکہ اوس کے ملک نے پرورش پائی اور یہ بچہ بھی اونھیں میں پیدا ہوا اور انھا پھولا پھلا ہو اور اوس کو ان عقائد و خیالات کی خرابی سمجھانے والا بھی اس زمانہ تک کوئی نہ ملا ہو۔ باینہمہ اُن کے عقائد و اعمال و توہمات و تخیلات سے خلقۃً بیزار پیدا ہوا ہو ۔ اور بیزار ہی نہیں بلکہ سب کا مصلح و ہادی بنکر کھڑا ہو گیا ہو۔ اُنکی ایک ایک توہم پرستی کو چن چن کر برا بتایا ہو اور برائی کو کھول دکھایا ۔ اونکی عبادات مذہبی و مالی کی ظلمت کو مٹا نور سے بدلنا سکھایا ۔ اونکی معاملات میں ترمیم کی اونکی بدعات عملی و اعتقادی شادی و غمی کی رسومات مذاہب الہی کی غرضیں اور برائیاں ظاہر کیں بچانے اونکے سہل دین دنیا اور آخرت دونوں بنج و بیخ ۔۔۔ ہر شخص کی حیثیت کے موافق قابل برداشت و شمر بر داشت طریقہ سکھایا اون سے تمدن اور معاشرت سے نقصانات بتائے اونکے عقائد کی مضرتیں کھولیں ۔ اُنکے روحانی امراض مزمنہ کے

آثار و علامات کو کتاب کے اوراق کی طرح کہولکر علاج کے لئے ملاحظہ مشفقانہ طور پر تیار ہو گیا اور انکے دلوں سے
برسوں کی گندگیوں کو دھو دیا۔ بدعات و رسومات قومی و ملکی جیبوں میں چھپی ہوئی بیماری کو یک لخت بغض و نفرت سے
بدلکر ملیا میٹ کیا اونکی آنکھیں کہولکر اونہیں نور بھر دیا۔ کانوں میں حق نیوشی کا مادہ ڈالدیا۔ ہاتھ پاؤں کی رگوں
میں حمیت حق کا خون دوڑا دیا اون کو متحرک قابل گرفت و رفتار الٰہی بنا دیا۔ دلوں میں پاکیزہ حیات کی روح پھونک کر
زندہ دل بنا دیا۔ عقل و فہم ہوش و حواس کو ایسا منور کر دیا کہ چالاک سے چالاک بھی اونکو دھوکا نہ دے سکا
کیا اس شخص اعجاز مجسم کو عیسیٰ فرشتہ اور اس کے کارنامہ کو اعجاز نامہ کہہ سکتے۔ دنیا کا رنگ ڈھنگ دیکھو۔ زندہ دیکھو
تجربہ کاروں۔ واقعات پر نظر ڈالنے والوں سے پوچھو۔ چھوٹی سی برادری میں بڑی ہوئی بد رسم سردار مانتے ہوئے
بڑھوں سے بوڑھوں کے مٹائے نہیں مٹتی۔ ایک نوجوان بچہ یہ کہکر مخالف ہو جاتا ہے کہ جو بات بڑوں سے چلی
آئی ہے اس کو کیوں چھوڑ دیں تو اوس کمزور مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور تجربہ کار بڑے میاں نکو جھکولے
اپنی ڈاڑھی کو دھوپ میں سفید نہیں کیا تھا اپنی خیر خواہانہ اصلاح میں کتنے الجھاؤ پیش آتے ہیں اور پھر کتنی
کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ سب ہی ایک انکار پر اصلاح عرب اور اشاعت اسلام کے اس عالیشان
عمل کی تعمیر کو قیاس کرو جسکا معمار وہ پاک نفس معجزہ مجسم تھا جسنے عیسوی سال کی چھٹی صدی کے اخیر میں تاریکی
پیدا ہو کر اسی توہم پرست ملک میں پرورش پائی جسکی کایا پلٹنی اور اونکو دنیا کا استاد بنانے کے لئے دنیا میں آیا تھا
اور صرف تریسٹھ سال زندہ رہکر ساتویں صدی کے وسط میں اپنی سوانح کو ایک سچا اور پائیدار معجزہ بنا ہوا چھوڑ کر
مظفر و منصور رخصت ہو گیا۔ واللہ اگر اللہ کا فضل امت محمدیہ کا حامی و مددگار نہوتا تو یہ پیغمبر روحی فداہ زیادہ
مستحق تھا کہ اگر عزیر و عیسیٰ علیہم السلام اپنی امت کی زبان سے ابن اللہ کہلائے گئے تو یہ حیرت خیز کارنامگذار
اپنی امت کے نزدیک خدا قرار پاتا لیکن ایسا ہوتا تو اوس کمال پر نقص تھا جسکا ہم ثبوت دے رہے ہیں پس
باایں کمال و عظمت سب کو اقرار ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
رسومات مذکورہ کے بیان کرنے سے یہ بھی نفع ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ آج زمانہ کی مروجہ رسومات سے
زمانہ جاہلیت عرب و ہند کے اندھیرے کا کتنا رنگ اور اندھیرے رکھا ہے۔ قریش کی زیادہ ترانائیاں بڑھنے کا
بڑا سبب اصحاب فیل کا عبرتناک واقعہ بھی ہوا۔ کہ حق تعالیٰ نے جابر نخوت پسند بادشاہ کے پنجہ سے مکہ کو بیت اللہ
کی خاطر محفوظ رکھا۔ نجاشی بادشاہ حبش کے صوبہ دار یمن ابرہہ نے جو عیسائی تھا خانہ کعبہ کو مرجع خلائق دیکھکر
حسد کیا۔ اور اپنے دار الخلافہ شہر صنعاء میں ایک عالیشان گرجا طیار کرا کے لوگوں کو مجبور کیا کہ کعبہ
کی مانند اوسکی تعظیم کریں مگر اس میں ابرہہ کو کامیابی نہوئی۔ گو صوبہ کے لوگ ہم با شریعت اوسکا [illegible]
[illegible]۔ اتفاق سے گرجا کے قریب قافلہ مقیم تھا انکی لئے اوس [illegible] کلیسا کو آگ لگ [illegible]

جلا دیا۔ جس سے ابرہہ کے دل میں اشتعال پیدا کیا ہوا جب تک مکہ کے مقدس گھر کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دونگا آرام سے نہ بیٹھونگا۔ ابرہہ تیرہ ہاتھی اور لشکر جرار لیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ باشندگان شہر کو لوٹا کیا مال غنیمت نذر شاہی میں لیا۔ باشندگان شہر مکہ شہر چھوڑ پہاڑیوں - غاروں جنگل کے وادیوں میں جا چھپے۔ جب صبح نمودار ہوئی ابرہہ نے فوج کو مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور جنگی ہاتھی جن سے مضبوط مکان منہدم کرائے جاتے تھے آگے بڑھائے گئے سب میں زبردست ہاتھی محمود نام چند قدم چلکر بیٹھ گیا۔ فیلبان نے مارکر اوٹھایا مگر اُسنے مکہ کی طرف چلنے کا نام نہ لیا یہاں اس پریشانی میں سب مبتلا تھے کہ دفعتہ جدہ کی طرف سے چڑیوں کا غول نمودار ہوا ان کے پنجوں اور چونچوں میں سنگریزے اور کنکریاں تھیں۔ اوس غول نے سرو پر پہنچکر اونپر کنکریاں پھینکنی شروع کیں ان عذاب الہی کی کنکریوں نے بندوق کی گولیوں کا کام دیا جس سوار کے سر پر پڑیں جسم کو چیرتا پھاڑتا ہوا انتڑیاں کاٹتی ہوئی گھوڑے کے پیٹ سے گذرتی ہوئیں زمین پر گریں ہزاروں سپاہی اسطرح ہلاک ہوئے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ پہلا عذاب ختم نہوا تھا کہ دوسرا عذاب آیا۔ سمندر کی طرف سے طوفان نمودار ہوا اور سیلاب عظیم نے بھاگتے ہوؤں کو خس و خاشاک کی مانند بہا کر سمندر میں لیجا ڈالا مغرور سپاہیوں کے پانوں میں دبکر ابرہہ کا عضو عضو چور چور ہو گیا۔ آخر اسی حالت بے بال و پر پرند کی طرح کاندھے پر ڈولے صنعا پہنچی ابرہہ نے چند روز میں تڑپ تڑپ کر جان دی۔ دفن کے بعد اوس کا بیٹا یکسوم گدی پر بٹھا دیا گیا۔ چونکہ یہ ایک مہتم بالشان واقعہ تھا جو آج چودہ سو برس تک تاریخی صفحات کا جزو بنا ہوا ہے اسلئے اہل عرب نے اسکو سال کا مبدا قرار دیا اور آیندہ واقعات کی تاریخ کا حساب اسی سے شروع کیا یہ سال عام الفیل کہلایا اور یہی سے سنہ ایک و دو آخر تک گنے جانے لگے۔ یہاں عبدالمطلب نے پہاڑی سے اوترکر لاشوں کو دو گڑھوں میں دفن کیا - چاندی سونے جواہرات کے ڈھیر جمع کرکے بحصہ رسدی سب ہموطنوں پر تقسیم کردئے عبدالمطلب کے حصہ کا مال اسقدر رہا کہ عمر بھر مالدار بنکر تمام خاندان کی زندگی بسر کرنے کو کافی ہوا۔ اصحاب فیل کی اس ہلاکی و ناکامی کو سورۃ الفیل میں بیان فرما کر قریش پر احسان جتایا ہے مقتضائے شکرگذاری رب کا یہ تھا کہ وہ رب البیت کے احسان مند ہوکر کعبہ کی سچی عظمت برقرار رکھتے جسکے احترام کی درستی عرب کو نصرانی اشکریت سے بچا سکی اور خاشع خاضع شکر عبادت الٰہی میں ترقی کرتے۔ مگر افسوس بجائے اس کے ذہنوں میں تکبر نخوت غرور پیدا ہوا فخر کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم ایسے با عزت لوگ ہیں جنکی خاطر بیکسی اور بےبسی کی حالت میں لشکر جرار رکھنے والے اصحاب فیل نگونسار ہوئے۔ اسکے بعد اُن میں طرح طرح کی بدعتیں خرافات رسمیں اور بھی پیدا ہوگئیں جنکو عام اہل حجاز یہ کہکر تسلیم کرتے گئے کہ قریش کا جو بھی کام ہے خدا کو پیارا ہے۔ جب قریش کی عزت و عظمت نے اہل ملک کے دلوں پر قبضہ کرلیا اور

اور اونکی ہر بُری سے بُری ادا بھی خوبی کے ساتھ دیکھی جانے لگی تو جو کچھ بھی ظاہر ہو وہ تھوڑا ہے۔ چنانچہ اس باب میں جو کچھ رسومات و توہمات پرستی کا ڈھنڈورا دکھایا گیا ہے وہ فتنہ مشرکیہ و بدعیہ داہیہ کو جگہ دینے والی ایسی حالت تھا ایک شعبہ تھا اور اونھیں کی اصلاح کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعجاز مجسم دنیا میں تشریف لائے تاکہ سب سے پہلے اونکے قلوب کی گندگیاں اور فاسد صوری و معنوی اُنکے دور کر کے نورانیت سے منور کریں اور جب ادنی طرف سے اطمینان ہو تو الاقرب فالاقرب اطراف عالم کے جملہ جن و انس کو صراط مستقیم دکھا کر معرفت الٰہی کے مراتب طے کرائیں۔ ناقل کہتا ہے طیراً ابابیل کی سنگریزہ باری سے فوجوں کی ہلاکت پر جو استبعاد کیا جاتا ہے کہ یہ محال عادی ہے اس عناد اور فلسفیت کی ٹھوکر کھانیوالی افتاد کی دھجیاں الفاسم حالیہ نمبر ۲ و ضمیمہ میں پورے طور سے اڑادی ہیں۔ افسوس انسان کا سکھایا ہوا بیلا کنویں میں سے کوڑی بیسا ڈھیلا ہوا کرتے ہوئے کو راستہ میں سے بچا لاوے۔ طوطا توپ میں بتی لگا کر توپ چھوڑے۔ مجلس میں پان بانٹے۔ اور اس کے سوا اور پرندے اعجوبہ تماشے تماشا گاہوں میں جو بھی ہوئی آنکھیں دیکھ چکیں وہ کو اوپر تو استبعاد والا انسان کے سکھائے ہوئے پرندوں پر کرتب سب ممکن اور وقوع استبعاد ہو تو کسپر اللہ کے سکھائے ہوئے پرندے بھلا کیسے تاک کر سر پر کنکریاں چھوڑیں اور اون کنکریوں نے کیسے گولی کا کام دیا۔ حال کا تجربہ جنگ کا ہو نہ کہ ایسے کرم خوردہ دماغوں کو آنکھیں ملنے سے ابھی فارغ نہیں کرچکا۔

تھیں جو ہر شادی غمی کی تقریب
کرد تھے تیجے بی رام ودہم
ہوتی جب مجلس تو کرتے لوٹ مار
خرچ کرتے بے تحاشہ درم

خوشی کی تقریبوں پر پندرہ کھانے کئے جاتے تھے پہلا کھانا ولیمۃ الخرس دردزہ سے نجات پانے کی خوشی میں ہوتا۔ دوسرا عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن۔ تیسرا کھانا اعذار نام ختنہ کی دعوت میں دیا جاتا چوتھا کھانا ذو الحذاق نام عام برادری مختلف قبیلوں کے لوگوں کو شادی۔ تیراندازی۔ شاعری وغیرہ میں کمال حاصل کرنے پر دیا جاتا۔ پانچواں کھانا ولیمۃ الملاک نام منگنی کی تقریب میں دیا جاتا۔ چھٹا کھانا میاں بی بی کے یکجا جمع ہونے پر ولیمۃ العرس کے نام سے دیا جاتا ساتواں وکیرہ مکان بنانے کی خوشی میں کھلایا جاتا۔ آٹھواں کھانا شندخ کھوئی ہوئی چیز ملنے پر دیا جاتا۔ نواں کھانا تحفہ دوستوں ملاقاتیوں کو کھلایا جاتا۔ دسواں کھانا سفر سے بخیریت واپس آنے کی خوشی میں ہوتا اور نقیعہ کہلاتا۔ گیارہواں کھانا قری مہمانوں کا تھا۔ بارہواں ودیمہ فیاضی کے طور پر کھلایا جاتا۔ تیرہواں کھانا عتیرہ ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی میں ہوتا۔ چودھواں کھانا نقری جسکے لئے خاص خاص لوگ بلائے جاتے تھے۔ پندرہواں کھانا جفلی دعوت جسمیں سب کو کھلایا جاتا۔ مُردے کے کفنانے دفنانے کا بھی رواج تھا۔ نوحہ کرنے والی عورتیں بلائی جاتیں جو مُردے کی خوبیاں شجاعت سخاوت فیاضی۔ شرافت کو اشعار یا مقفی عبارت میں

بیان کرتے جاوتی رونا روتیں رلاتیں ۔ کنبہ کی تمام عورتیں اپنے سر کے بال کھول کر ۱۱ سے منہ کھول کھڑی ہو کر میت کا نام لے لے چیختیں چلاتیں پچھاڑیں کھاتیں ۔ چھاتیاں کوٹتیں بال کھسوٹتیں گریبان پھاڑتیں مونہہ نوچتیں رخسار سے پیٹتیں ۔ جنازہ کے ساتھ ننگے پاؤں ہوتا جب جنازہ قبر پر پہونچ جاتا تو اوس کا ولی امام کی طرح اوس کے سامنے کھڑا ہو کر اوسکی تعریفوں کنبہ کے صدمہ و نکار رونا روتا ۔ جو لوگ دُعا کراتے سب میت والے گھر میت کے رشتہ داروں کی لائی ہوئی کھچڑی کھاتے اس کھچڑی کا نام وضیمہ تھا بعد اس کے روزانہ صبح کے وقت اور جب کوئی ماتم پرسی کو آتا تو بھاڑے پر نوحہ کرنے والی مجھے دارغم کے گیت گا گا کر محلہ کو سر پر اوٹھا لیتیں ۔ اس کھچڑی کے علاوہ غمی کی تقریب میں کچھ ضیافتیں اور بھی کی جاتی تھیں ۔ تیسرے ۔ نویں پندرھویں ۔ چالیسویں دن ۔ چھٹے مہینے اور برسی جن کو اہل محلہ دوست آشنا برادری کے لوگ میت والے کے گھر جمع ہو کر کھاتے تھے اور ان تقریبوں کو تیجہ ۔ نویں ۔ پندرھویں چالیسویں ۔ چھماہی برسی کے نام سے پکارتے تھے ۔ عرب میں رئیس اور بڑے شخص کی موت کا اعلان دیا جاتا ۔ اوسکی قبر کے پاس گڑھا کھود اونٹنی گردن مروڑ کر اوس میں ڈال دیجاتی بلکہ اوس کا نام ہوتا کہتے قیامت کو مردہ اوسکا اس پر سوار ہو گا ۔ اور بہتیرے تو قیامت حشر نشر جزا سزا کے منکر تھے کہتے بوسیدہ ہڈیوں میں پھر جان نہ آئیگی ۔ قبر پر صدقہ اور خیرات کو خصوصیت کے ساتھ نافع سمجھتے قبروں پر قربانیاں کی جاتیں ان کے خون سے قبر تر کی جاتی ۔ غرور سے چشم اور دل ٹھنڈا کرنے کو شراب اوس کی قبر پر چھڑکی جاتی ۔ کہتے مقتول کی کھوپڑی گل کر اوس سے ہامہ اور صدی کو کی شکل کا پرند پیدا ہو کر روتا چیختا پھرتا ہے ۔ قاتل سے بدلا ملنے پر اسکی پیاس بجھتی ہے ۔ یہ اوپر کی عبارت تبلیغ کی نظموں کے ذیل مسطور ہے ماخوذ ہے الرشاد جلد ۱ نمبر ایک تا ۷ سے اور احسن المواعظ اور ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند اجزا سے ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامھما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخرا وریاء رواہ البیھقی فی شعب الایمان صفحہ ۲۷۹ مشکوٰۃ لا تقبلوا دعوۃ المتباریین بصیغہ نہی بھی صحیح حدیث میں وارد ہے

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فخر کرتے دکھانیکو ایک دوسرے پر بڑھجانے کو دعوت کرنے والوں کی دعوت نہ قبول کیجائے اور نہ کھایا جائے کھانا اون کا ۔ فرمایا امام احمد نے (متباریان) کے معنی یہ ہیں کہ فخر اور ریا کی راہ سے ضیافت کے ساتھ دو باہم معارضہ کرنے والوں کی ضیافت نہ قبول کی جاوے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوٰۃ)

خوشی کی تقریبوں میں منڈرہ کھانے اور ضیافتیں اور سات بھتیاں اور ضیافتیں غمی کی تقریب مین
پنچ زمانہ جاہلیت کے جو ہوا کرتی تھیں جنکی تفصیل معتبرین تواریخ اور برگزیدی انکی اور زمانہ کفر و جاہلیت کے
دوسرے اُن کاموں اور رسموں کی نسبت جن کا جاہلیت سے ہی تعلق تھا ملت ابراہیمی و اجازت شریعت
مصطفویہ سے کیا حکم رہا - اسپر بطور ضابطہ تو یہی کہ جو رڈا ہوئی ایک دوسرے پر ترجیح پانے کیواسطے
فخر دنیا کے طور پر جو دعوتیں ہوتی ہیں اون کو قبول ہی مت کرو جیسا کہ حدیث سے گذرا دوسرے حدیث
صحیح مرفوع متصل قولی رسومات جاہلیت کے عموماً مٹانے کے لئے یہ بس ہے جسکو روایت کیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثنی بمحق المعازف والمزامیر
والصلیب وامر الجاهلیہ جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت کی علت معازف اور مزامیر و صلیب اور جاہلیت کے زمانہ کے رسمی کاموں کا مٹانا بھی
ہے تو ان باتیں ضیافتوں - جشنوں اور اونکی خصوصیات اور تعینات میں سے مستثنی ہے وہی ہوگا
جسکی شرع محمدی اجازت دے - اور یہ اجازت دینا بنقل صحیح و قابل اخذ ثابت ہوجاوے جیسے عقیقہ
یعنی (ساتویں) ہفتم روز ولادت اور طعام ولیمہ اور شکریہ کا کھانا کھلانا اکرام کے ساتھ اور پہلے
دن اہل بیت کو کھانا بھیجنا نہ کہ خود اونکا کھانا اور صلہ رحم صدقات خیرات جود و سخا لوجہ اللہ تعالے
اور کوئی مانع شرعی ہو تو دعوت کا قبول کرنا ان امور کی ترغیب اور مشروعیت کے ثبوت میں حدیثوں سے
کتب احادیث کے ابواب بھرے ہیں - تصریحات فقہیہ موجود ہیں - امام محمد کا عقیقہ کو مکروہ کہنا کسی کو نہ کھٹکے جبکہ
رسومات جاہلیت سے عقیقہ بھی ٹھہرا - اور رسومات جاہلیت کا مٹانا منجملہ اہم مقاصد شارع ہوا تو وہ منجملہ
محقق نبوی ہے تبھی ہوگا جب اُس کی اجازت کی نص ہمیلہ نصوص محقق امور جاہلیت ہوگی پس یا تو نظر
امام عالی مقام میں ایسا ہی ہے نہیں یا اطلاق عقیقہ میں کراہیۃ لفظی کی وجہ سے کلام ہے اسکو نسیکہ
کہنا چاہئے اور زیادہ بسط اس مسئلہ میں دیکھنی منظور ہو تو کتب معتبرہ فقہیہ و شروح موطا و صحیحین وغیرہ خصوصاً التعلیق
الممجد دیکھو بصیر کو اس سے سبق ملتا ہے کہ جب عقیقہ جسکے ثبوت میں حدیثیں موجود اور بس امام محمد وہ کلام
ہو تو دلیمہ اور نحر لیں در روزہ سے سخات اسے کی خوشی کا کھانا اور ولیمۃ الملاک نام منگنی کی تقریب کا کھانا
اور عقیرہ نام ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی کا کھانا اور وضیمہ یعنی اہل میت کے گھر پر پہلے دن کی
بھی کھانا اور تیجے اور نویں اور بیسویں اور چالیسویں دن اور ششماہی اور برسی کی بھتیاں ضیافتیں
کیا ما وغیرہ جنکی رسمیت زمانہ جاہلیت بلکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام اور اصحاب قرون
ثلثہ نے انکو طریقہ مسلوکہ فی الدین نہین ٹھہرایا اور ان پر ہے کسیکا نہ ذرا درجہ جاہلی ہو ابھی تو فوراً

اوسپر رد و انکار شدید ہوا جیسا کہ ختنہ کے بلاوے میں چنانچہ امام احمد کی مسند میں حسن سے روایت ہے
کہ حضرت عثمان بن العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے جانے سے انکار کیا۔ آپ سے اوسکی وجہ پوچھی
گئی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم میں نہ ختنہ میں کبھی جاتے تھے اور
نہ اوسکے لئے بلائے جاتے تھے (اصلاح الرسوم) حضرت سید الاولیا محبوب سبحانی سیدنا شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین شریف میں فرماتے ہیں دَعْوَةُ الْخِتَانِ دُنَاءَةٌ یعنی
ختنہ کی دعوت کمینہ پن اور دنی چیز ہے انتہی۔ میت کے بارہ میں دستور زمان نبوت کا مجد الدین فیروز آبادی
شافعی نے سفر السعادۃ میں اور حضرت شیخ عبد الحق محقق دہلوی حنفی نے اوسکی شرح میں ایسا بیان کیا ہے
اور عادت نہ تھی میت کے لئے غیر وقت نماز (جنازہ) میں جمع ہو کر قرآن پڑھنے اور ختم کرنے کی نہ قبر پر
اور نہ دوسری جگہ اور یہ مجموع بدعت ہے اور مکروہ ہاں ماتم پرسی اہل میت کی اور تسلی دینا اور صبر کرنے کو فرمانا
سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع (لوگوں کا) تیجے میں اور دوسرے تکلفات اور خرچ کرنا مال کا بلا وصیت
یتیموں کے حق میں بدعت ہے اور حرام (میت کی تعزیت (یعنی ماتم پرسی) کی حد تین روز تک ہے اور تین
روز کے بعد تعزیت مکروہ ہے اور بعض نے سات روز تک تجویز کی ہے۔ اور تعزیت ایک بار سے زیادہ
نہ کرنا چاہئے جو ایکبار ماتم پرسی اہل میت کی کر چکا دوسری بار نہ کرے ایسا ہی مروی ہے ہمارے امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اور عزا کے لئے بیٹھنا دروازہ اور راہ پر سخت مکروہ ہے جاہلیت کی رسم
ہونے کی وجہ سے اور گھر یا مسجد میں بیٹھے تو اسکی رخصت ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعفر
اور زید اور ابن رواحہ کی شہادت کے بعد مسجد میں محزون بیٹھے تھے اور لوگ آتے تھے لیکن سادہ اصل
کیفیت کے کہ ابتک دستور ہے اور ایام متعددہ میں کرتے ہیں (جیسا کہ بعد تیجہ کے دسویں بیسویں چالیسویں
چھماہی برسی میں کرتے ہیں) نہ تھی اور بر سر قبر قرآن پڑھنے میں (قاری کو بٹھانے میں) اختلاف ہے۔ اور جو کچھ
زیارت کرنے کے وقت پڑھا جاوے بالاتفاق جائز ہے الخ ترجمہ تمام ہوا جب عزا کے لئے دروازہ
اور راہ پر بیٹھنا جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوا تو تیجہ۔ نویں۔ پندرہویں۔ چالیسواں
چھماہی۔ برسی۔ عرب کے زمانہ کفر و جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے۔ اور تیجہ دسواں۔ بیسواں
تیراں۔ ستر ہویں۔ چالیسواں۔ چھماہی۔ برسی ہنود کی رسم مشکل ہونے کی وجہ سے بہت سخت مکروہ
ہونی چاہیے۔ اسیواسطے جب سے یہ رسمیں میت کے بعد زندہ ہو کر چل پڑی ہیں اوسیوقت سے ان پر
رد و انکار ائمہ و فقہا و محققین کا ہوتا رہا ہے۔ اور جاہلیت کی رسم اگرچہ مشروع چیز کے ساتھ ملکر
ظہور میں آئی تاہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت انکار ہوا ہے۔ باب السویہ بدعا

کرنے کا صورتیں مسخ ہو جاتیں کی مقصد ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت کی فصل ثالث میں یہ حدیث۔ وعن عمران ابن حصین وابی برزۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی جنازۃ فرأی قوما قد طرحوا اردیتھم یمشون فی قمص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آبفعل الجاھلیۃ تاخذون او بصنیع الجاھلیۃ تشبھون لقد ھممت ان ادعو علیکم دعوۃ ترجعون فی غیر صورکم قال فاخذوا اردیتھم ولم یعودوا لذالک رواہ ابن ماجۃ **ترجمہ** عمران ابن حصین اور ابوبرزہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نکلے ہم ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک جنازہ (کی اتباع) میں پس دیکھا حضرت نے ایک قوم کو کہ چادریں اتار ڈالی ہے (اور صرف) کرتوں میں چلتی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو یا جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو البتہ البتہ قصد کیا میں نے اس کا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ پلٹ کر ہو جاؤ تم اپنی صورتوں کے غیر صورتوں پر۔ کہا پس لے لیا انھوں نے اپنی چادروں کو اور آئندہ ایسا نہ کیا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے صرف جاہلیت کی رسموں میں سے اتنا ہی کیا تھا کہ چادریں اتارے تھے جس پر حضور نے بددعائے مذکور سے ڈرایا اُن لوگوں نے فوراً چادریں لاکر اوڑھ لیں اور پھر ایسا نہ کیا تو پھر دوسری رسمیں جاہلیت کی مٹائی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک فرمائی ہوئی صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کی آج کیونکر زندہ کرنی حلال ہو جائینگی۔ کہاں تو تیجہ وضیمہ۔ نویں۔ پندرہویں۔ چالیسویں۔ چھماہی۔ برسی کی سات بھتیاں زمان جاہلیت میں غمی کی تری آن بان کے ساتھ مروج تھیں اور کہاں ایسی مٹیں کہ بجز تعزیت اور اہل میت کو پہلے دن کھانا دینے کے اہل میت کے پاس جمع ہونے اور اہل میت کو کھانا تیار کرنے کو صحابہ کرام نوحہ جاہلیت میں شمار فرمانے لگے امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ قبیحۃ روی احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر ابن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ **ترجمہ** اور اہل میت سے کھانے کی ضیافت لینا اور اُن سے ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ وہ مشروع ہے شادیوں میں نہ غمیوں میں۔ اور یہ بُری بدعت ہے بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے شمار کیا کرتے تھے ہم (زمانہ رسول اللہ میں) اکٹھے ہونے کو اہل میت کے پاس اور انکے کھانا تیار کرنیکو نوحہ سے ترجمہ

تمام ہوا جاہلیت کی رسومات کے مٹانے میں آپ کا یہ ارشاد کہ میں اُنکے مٹانے کو مبعوث ہوا بر رسم جاہلیت
اتباع جنازہ میں چادرین اوتارنے پر سخت صورت کی بد دعا کی دہمکی دی میت کے کھانو لینے منع کرنے میں
وہ اہتمام جو حدیث کے امامونکی صحاح ستہ سے عنقریب آتا ہے جسپر عمل صحابہ کی یہ شان کہ صحابہ کرام نے
نماز جنازہ کے غیر وقت میں اہل میت کے پاس جمع ہونے اُنسے کھانا لینے کو نوحہ کی مد میں شمار کر رکھا تھا صرف
تعزیت کو جاتے اور چلتے ہوتے۔ اونکے پاس بجز اتفاقیہ امر اجتماع نکرتے تھے۔ قرون ثلاثہ میں جو ایصال
ثواب الی المیت ہوا وہ پابندی ایام و طرز جاہلیت کے تقیدسی مجتنب ہوکر ہوا اگرچہ کنواں کھدوا کر اسکا
پانی فی سبیل اللہ کر دیا اور میت کو اوس کا ثواب بخشدیا۔ مگر یہ نہوا کہ اوسطرح پر کھانا کیا ہو جس سے کھانیوالونکے
چشم انتظار اور منہ کی خواہش کسی دستور معین کی وجہ سے اوس کھانے کی طرف سے لگے ہوں۔ الضار لئے زیارت
قبور کے وقت جتنا چاہا قرآن شریف پڑھکر ثواب بخشدیا اس کام کے لئے وہ کسی مقبرہ میں بہ پابندی تاریخ اکٹھے
ہوئے نہ مسجد میں نہ اہل میت کے گھر اہل میت پر نہ اونھوں نے اپنی خورد و نوش آو بھگت دیکھنا کا بار رکھا
اور نہ اہل میت نے خوشی یا کسی دباؤ اور دستور کی وجہ سے نقد یا کھانا شیرینی وغیرہ اونکو دیا تو قرون ثلاثہ
اور مجتہدین آئمہ اربعہ زمانوں کے بعد بھی تخصیص ایام وغیرہ کی پابندیاں مٹائی ہوئی شرع کی کیسے مشروع
ہو جاینگی۔ اور وہ جو عاصم بن کلیب کی روایت کو سنن ابی داؤد و امام احمد سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر
اہل میت کے یہاں کا پہلا تیار شدہ کھانا آپ نے بھی کھالیا ہے گو بمانع دیگر لقمہ اگلدیا ہے۔ یہ حجت
ساتھ بھتیجوں میں سے ایک بھتی وضیمہ کے جواز کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ اس موقع کے بعد پھر کبھی آپکو
وضیمہ کھانے کھلانے کھلوانے جاری رکھنے اجازت دینے محقق نے استثنا فرمانے کا اتفاق نہیں ہوا
ممکن ہے کہ جیسے اہل میت کو طعام بھیجنا مکارم اخلاق سے ہے اسی میں آپنے اپنے آپ کو
اور اپنے ساتھیونکو منجملہ اہل میت شمار فرمایا ہو یا میت والے اور بیمار دار کے یہانکے کھانیکو بیماری
اور موت لگجانے کے خوف سے جو بعض کفار نہیں کھاتے ہیں اوس کے ابطال کا اسمیں مقصد فرمایا ہو
اسلئے کہ کھانا پہلا تیار شدہ اوس میت والے کے گھر کا ہی تھا باہر سے نہین آیا تھا۔ اسیواسطے فقہانے
اسکو منہی عنہ اور مخصوص سے مستثنے نہیں کیا اور پھر جیسے دنکی بھتی بھی تو دوسرے کسی صحابی کے یہان نہیں ہوئی
چہ جائیکہ دستور ہوجاتی۔ شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے رسالہ ردعات التعزیہ میں مرقوم ہے
الاول الاجتماع للقراءة بالقرآن على الميت بالتخصيص في المقبرة او المسجد او
البيت بدعة مذمومة لانه لم ينقل من الصحابة رضي الله عنهم شيئا
ترجمہ اول اکٹھا ہونا قرآن پڑھنے کے لئے میت پر ساتھ تخصیص کے مقبرہ یا مسجد

یا گھر میں بدعت مذمومہ ہے اس لئے کہ اس میں سے کچھ صحابہ سے منقول نہیں **جامع الرموز** میں ہے
وَ یُمْنَعُ القراء عنہ ولا یعطی لھم شئ کما فی المنیۃ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ
الایام وکذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی **ترجمہ** اور منع کئے جائیں قراء کھانے پینے سے
اور نہ دیجاوے انکو کوئی چیز جیسا کہ منیہ میں لکھا ہے اور مکروہ ہی تیار کرنا ضیافت کا ان دنوں میں اور ایسے ہی
مکروہ ہے کھانا اسکا جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا اہل میت کا
کھانے کو لوگوں کو کھلانے کے لئے پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتوں کے اور لیجانا کھانا
طرف قبر کے موسموں میں مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہے مقرر کرنا دعوت کا بدلے قراءت قرآن کے اور جمع کرنا
صلحا اور فقرا کا ختم کے لئے یا سورہ انعام یا سورہ اخلاص کی قراءت کے لئے انتہی۔ نیا تاریخ جب بعض میں آتا ہے
یا کوئی تہوار ہوتا ہے تو بعض جگہہ کھانا تیار کرکے قبر کی طرف لے جاتے ہیں وہاں قبرستان کے خدمتگار کو
دیدیتے ہیں یا حاضرین کو بانٹ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے اور بنظر تقریب اگر قبر پر چڑھایا جاوے تو چڑھانا فعل
فاعل کا اور چڑھاوا دونوں جدا جدا حرام ہیں انتہی یہ مولینا محمد ارشاد حسین الرامپوری وغیرہ من علماء مذہب
وعلماء بلدنہ **جامع الروایات** میں سطور ہے فی شرح المنہاج للامام النووی الاجتماع
علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام
المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین
والشھر السادس والسنۃ بدعۃ (مذمومۃ) ممنوعۃ **ترجمہ**
امام نووی رح کی شرح منہاج میں ہے جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا گلاب کے پھول اور اگر کی
بتیاں اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ پانچوں نواں دسواں بیسواں چالیسواں دن چھماہی
برسی بدعت ممنوعہ ہے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ یہ دو مسئلے ہیں ایک قبر پر تیسرے دن جمع ہوکر پھول اور اگر کی
بتیاں بانٹنا جسپر دوہری لکیر ہے۔ دوسرا مسئلہ کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ تا برسی جسپر اکہری
لکیر ہے ان دونوں کا حکم بتلایا کہ بدعت ممنوعہ ہیں۔ پس مولف انوار ساطعہ مرحوم کا پچھلے مسئلہ کو بھی
قبر پر کھینچ لیجانا کہ وہاں جاکر ان ایام مخصوصہ میں تیجہ پانچویں۔ نویں۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں
چھماہی۔ برسی کے کھانے کھلانے کو قبر پر لیجانے کی وجہ سے بدعت ممنوعہ یعنی مکروہ فرمایا ہے نہ ایام
مخصوصہ کی وجہ سے یہ کوری تحریف ہے دونوں مسئلوں کو واو عاطفہ سے جدا جدا بیان کیا ہے۔ قبر پر کا
تیجہ جدا اور گھر پر کا تیجہ تا برسی کے کھانے جدا۔ اور اگر یہ ایک ہی مسئلہ تھا تو دو تیجے کیسے اور پھر
ہمارے فقہا و حنفیہ کی تصریحات صدر کے ہوتے ہوئے ایسی دھاندلی کب چل سکتی ہے

ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا اموات کو مشروع طور پر ہونا چاہئے نہ جاہلیت کی رسموں و رواج مخصوصہ کے علاوہ میں ان کے مثالے راسے کو افسوس ہم کیا حشر دکھائینگے جبکہ ہم ان دنوں کو منائینگے مشروع طور پر قربانی کر دیا تلاوت حج کر دیا عمدہ کھانا کھلاؤ یا دوسری قربت سب کا ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں صرح ہے از انجملہ وان تبرع عنہ اے عن المیت له الاکل لانه یقع علی ملك الذابح والثواب للمیت (للشامی رد المحتار) یعنی اور اگر بطور تبرع اپنے مال سے قربانی کی میت کی جانب سے جائز ہے واسطے اُسکے کھانا (اوس قربانی کا ہے) اسلئے کہ وہ ملک ذابح پر واقع ہوتی ہے اور ثواب ہوتا ہے میت کے لئے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ اور اگر قربانی کی میت کی وصیت پر میت کے ترکہ سے تو اوس کو صدقہ کرے خود نہ کھائے۔

قال فی رد المحتار انه ان بامر المیت لا یاکل منها والا یاکل انتهی

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ترکہ میں سے خرچ کرنا سوائے تجہیز تکفین کے درست نہیں اور اگر ورثا نابالغ ہوں تو اونکی اجازت معتبر نہیں۔ ولی کو اُنکے مال میں سے خرچ کرنا اس امر میں حلال نہیں۔ بالغ اپنے مال سے کریں درست ہے۔ اور وہ جو بعض کتب فقہیہ میں نقل کیا ہے کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ صدقے میں کچل میں (صدقہ دینے والے) لوگون کے اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں جو میت کے کھانے سے نہی وارد ہوئی ہے۔ اس کی توجیہ میں فرمایا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالے عنہ نے فتاوی عزیزی میں۔ مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز میخورانند و وجہ اماتت قلب آنست کہ بیشتر از ہنگام سوانح موت میت و ہم بعد از آن خیال سرانجام طعام و تقسیم آن فیما بین الاقربا یا سکان مساجد و امثلہ خاطر میشود کسانیکہ این طعام با آنہا میرسد از وقت موت میت روح و چشم دوختہ بدین طعام میباشند مقصود شرع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند و پند پذیرند و در تفکر آخرت مشغول شوند و از غفلت دنیا شوند این مقصود ازین صورت بالکلیہ مفقود میگردد و آنچہ در حدیث صحیح آمدہ است و در صحاح ستہ موجود است ہمین قدر است کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن طعام المیت جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ترجمہ مراد میت کے کھانے سے وہ کھانا ہے کہ چالیس روز تک کھلاتے ہیں اور (اوسکو کھانے سے) دلکو مارنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے موت کے سانحے کے وقت سے پیشتر اور نیز بعد میں اوس ہی خیال سر انجام طعام اور اوس کھانے کے بانٹنے کا اقربا یا مسجدوں کے باشندوں کے واسطے خاطر ہوتا ہے جن لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ میت کی موت کے وقت سے چشم و دل لگائے ہوئے طرف اوس کھانے کی

ہوتے ہیں (اور) مقصود شرع یہی کہ میت کی موت سے عبرت پکڑیں نصیحت پائیں تفکرات آخرت میں مشغول ہو کر غفلت سے ہوشیار ہووین۔ اور یہ مقصود صورت مذکورہ مین بالکل نیست و نابود ہوتا ہے اور جو کچھ حدیث صحیح میں آیا ہے اور صحاح ستہ (یعنی بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) میں موجود ہی اسقدر ہی کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میت کے کھانے سے ترجمہ تمام علما یعنی میت کے کھانے منہی عنہ سے اسی قسم کے کھانے مراد ہیں اور یہی وجہ زمان جاہلیت کی غمی کی ساتوں بھاجیوں کے مٹانے کی ہوئی ورنہ ایصال ثواب طعام و دیگر عبادات مالی کا جو باتفاق مذہب ارباب میت کو پہنچتا اور احسان محض ہے اور شرعاً ثابت ہے اوسکی نہی کیسی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبادت مالی کا اتنا بڑا کام کہ کنواں کھدوا کر ام سعد کو ثواب پہونچانے کے لئے وقف کروا دیا اور چونکہ ام سعد کے ترکہ سے اونکی وصیت سے نہ بنا تھا لہذا اوس کا پانی واقف اور غنی و فقیر سب کو روا ہوا اور نیچے قرض بٹنانے کے کام کا نہ تھا پس جو کھانا اپنے مال سے کوئی میت کو ثواب پہنچانے کے لئے تیار کرائے اوس کو پانا اوتارنے میں کھانے ہوتے کے معاوضہ میں کھلانا حلال نہیں پس اوس کنوئیں کی طرف نہ پہلے سے کسی کی خواہش قلبی و چشم انتظار لگی ہوئی تھی اور نہ کوئی دستور اس کا اسپر وار بنا رہا تھا کہ جب ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرمائیں اور کنوان بنے۔ اور نہ اوس کنوئیں کے تیار کرانے پر بدلے اور معاوضہ کا ڈھنڈورا پھیرا جاتا تھا جیسا کہ غمی کی بھاجیوں جیا فتوں پر ہوتا ہے اور اپنا کھایا ہوا اٹھایا جاتا ہے۔ جیسے شادی و نادر تجہیز و تکفین کی شرکت اتباع جنازہ ماتم پرسی کی اجرت المعروف کالمشروط میں حسب سلوک مشتہر کیا جاتا ہے۔ ہمارے نفس امارہ نے یہ کام غمی خالص لوجہ اللہ کرنے گوارا نہ کئے زمان جاہلیت عرب و عجم کی طرح کچھ نہ کچھ ڈھب کھانے کا ضرور لگا لیا۔ اور ان کھانوں کے لاگو اور اونکی اعوان سے جو ایذا لسانی بمصلین کو پہنچتی ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

ہمارے شیخ مقصد میں فرماتے ہیں

تفسیر مظہری میں بیہقی ہندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں وَاَیضًا لَا یَجُوزُ مَا یفعلہ الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد علیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسًا انتہی **ترجمہ** اور ایسے ہی جائز نہیں وہ جو کرتے ہیں جہال اولیا اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ سجدہ کرنے اور اون قبروں کے گرد گھومنے۔ طواف کرنے جاری ہونے اور ان قبروں پر چراغان کرنے اور اون قبروں پر مسجدین بنانے کی قسم سے ... اکٹھے ہونے سے بعد سال کے مثل عیدوں کے۔ اور نام رکھتے ہیں اوس اجتماع کا

عرس۔ ترجمہ تمام ہوا ملا علی قاری مکی شرح مناسک میں فرماتے ہیں لا یطوف
اے لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطوف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم
والعلماء **ترجمہ** نہ طواف کرے یعنی گھومے نہیں گرد اگرد بقعہ شریفہ (مزار اقدس مبارک
نبوی) کے اسلئے کہ طواف ان امور میں سے ہے جو کعبہ منیفہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں تو اسی لئے) حرام
ہوگا گھومنا گرد اگرد قبور انبیاء و اولیاء کے اور کچھ اعتبار نہیں اوسکا جو کرتے ہیں عوام جہلا اور اگرچہ ہوویں
وہ مشائخ اور علماء کی صورت میں ترجمہ تمام ہوا طواف کی ممانعت میں۔ مولوی احمد رضا خانصاحب
بریلوی بھی موافق علامہ علی قاری کے ہیں دیکھو اون کا فتوے دیا ہوا بجواب استفتاء حافظ کریم بخش
صاحب مراد آبادی مسلہ ۱ بعد ان عبارت کے چند کتب فقہیہ سے ایسا ہی نقل فرما کر اور نیز یہ کہ بموجب تصریح
بعض کتب فقہیہ کہ اگر سوائے خانہ کعبہ کے کسی دوسری مسجد کا بھی طواف کرے گا تو اوسپر خوف ہے کفر کا لکھا
منہج مستقیم میں پانچ اقسام مبتدعین کے مرقوم ہے ومنھم من دارت علیھم المشیخۃ (الی قولہ)
سموہ یوم العرس ولیلۃ لیلۃ بارعام یضربون الخیام ویطبخون الطعام ویاتون
بانواع الاثام انتہی **ترجمہ** اور منجملہ مبتدعین وہ ہیں جنپر گھوم رہی ہے پیری (یعنی
بزرگوں کی اولاد میں گنے جاتے ہیں یا بزرگوں کے جانشین ہیں) (الی قولہ) اور نام رکھتے ہیں (سال
تمام ہونے پر جو ان کی وفات کا دن آتا اور یوم وصال کہلاتا ہے) اوس دن کا دن عرس کا (دولہا دلہن
کے وصال کے دن کے محاورہ سے لیکر) اور اس دن کی رات کا شب بارعام نام رکھتے خیمے کھڑے کرتے
ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے چند قسم کے گناہ کرنے کی ترجمہ تمام ہوا۔ ناقل
کہتا ہے ؎

تیرے نقش قدم نے کردیا گلشن بیابان کو ۔۔۔ بنایا لفتہ فلو برین کلیر کے میدان کو

ایک مشہور رنڈی کی زبان سے جسنے اوسی یوم عرس اور لیلۃ بارعام کے ایام میں سنا ہوگا اور فقہا
کی تصریحات مودعہ ضمن کتابات میں مخفی نہ ہوگی ہر چند کہ یہ فتنے اور امراض لاعلاج مہلک اور وقوع ہونے کی چیزیں
مگر دیندار کے لئے بدعتوں سے اپنے دین کو بچانا کچھ دشوار نہیں حق و باطل کی امتیاز کے اسباب لفضلہ تعالےٰ
ابھی ہیں سے اوٹھ نہیں گئے)
بعض رسائل میں **منہاج المرام** سے نقل کیا قال الشیخ الامام الاحیا ابو صالح محمد بن ۱۶
الشیرازی ما یقع فی بلاد العجم من بسط الفرش وضرب الخیام عند مقابر الاولیاء الکرام
والعوام یستمدون بھم ویستعینون ویدعون الیھم کلہ مکروہ والمکروہ اقرب الی الحرام انتہی

ترجمہ: فرمایا شیخ امام اجل ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم شیرازی نے جو عجم کے شہروں میں فرش بچھانے اور خیمے کھڑے کرینگا اولیاء کرام کے مقبروں کے پاس رواج ہے اور عوام لوگ ڈھونڈتے ہیں (والعیاذ باللہ) وسیلہ انکے اور عاجزی کرتے گڑگڑاتے ہیں طرف انکی یہ سب مکروہ ہیں اور مکروہ بھی کونسا جو قریب زیادہ ہی طرف حرام کے ترجمہ تمام ہوا چونکہ یہ حوالہ سنے مانا اون چیزوں کا نہیں جو شخص بالبداہۃ ہیں بس جو وسیلہ انکی مانگنا ہو یہ مختلف فیہ ہے متاخرین میں ہاں صرف فرش و غیرہ خیام مقابر کے پاس اسکی کراہت میں کسیکو کلام نہیں۔ اگر کسی میں بات کو علماء ان ہولہ یہ صرف مجتہدین کے اجتہادی خیالات کا خاتمہ ہے جیسا کہ تقلید پرست کھتا ملا ہے واللہ ہوا کرتا ہے تو ہم اونکی ہدایت کے واسطے طریق مخصوص سنت نبوی اونکی روحی غذا کے لئے پیش کرتے ہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ رَوَاہُ النسائی وَفِی منتھی المقال و معنی لا تجعلوا قبری عیدا امام سبکی چنین گفتہ کہ مراد ازان تخصیص و تعیین وقت است برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال وقت فرصت زیارت است و یا مراد تشبیہ باعیاد است در اظہار زینت و تجمع و اجتماع چنانکہ در عید ہا مرسوم است۔ بلکہ باید کہ بزیارت و دعا و سلام انتصار کند انتہی قال الامام الخطیب الحافظ ابو بکر البغدادی لما کان یوم الفصل ذا النحر یعود کل سنۃ والناس یعودون الیہ اجتماعا واجتماعا من الآفاق یسمی عید العود مرۃ بعد اخری فنہی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتہ عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماع عید لاقامۃ مراسم العید کفعل اہل الکتاب ودیدنہم بقبور انبیائہم والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید

۱؎ مولانا عیسی بن قاسم سندھی نے تنبیہ الہرام میں لکھا لا یجوز الاستعانۃ باہل القبور علیہ السلام یعنی استعانت جائز نہیں اہل قبور کے وسیلہ سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور غرائب فی تحقیق المذاہب کی عبارت ہے راے الامام ابو حنیفۃ من یاتی القبور لاہل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول یا اہل القبور ہل لکم من خبر (الی قولہ) فسمع ابو حنیفۃ یقول یخاطب بہم فقال ہل اجابوک قال لا فقال لہ سحقا لک تربت یداک کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرء وما انت بمسمع من فی القبور انتہی

تزیناً واجتماعاً انتہی **ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (یہ فرماتے ہوئے) نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں[۵۱] اور نہ ٹھہراؤ میری قبر کو عید۔ اور درود بھیجو مجھ پر پس درود تمہارا پہنچتا مجھکو جہاں کہیں کہ ہو گے تم (رہ کر) روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی نے اور منتہی المقال میں ہے معنی لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا کے امام سبکی نے ایسے فرمائے ہیں کہ مراد اوس (قبر کریم کو عید بنانے) سے خاص کرنا اور معین کرنا وقت کا ہے زیارت (شریف) کے لئے جیسا کہ خاص کر عید کے لئے ہوتا ہے بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیادت کا ہے اور یا مراد منشا یہ ہو جاتا ہے ساتھ عیدوں کے زینت اور تجمل اور اکٹھے ہونے کے اظہار میں جیسا کہ عیدوں میں دستور ہے۔ بلکہ چاہئے کہ زیارت اور دعا اور سلام پر اقتصا کریں انتہی (اور زیارت کرکے چلتے ہوویں عیدوں کا سا یکوقتی مجمع قبر مقدس پر نکریں) فرمایا امام خطیب حافظ ابو بکر بغدادی نے عید ہر وہ جگہ کہ دن عید الفطر اور عید قربانی کا ہر سال ربہ تجدد واشال لوشتا رہتا ہے اور لوٹنا بھی چاہئے اہل طرف سے اسکی طرف لوٹتے ہیں متفق اور اکٹھے ہو کر[۵۲] اسلئے نام رکھا گیا ان عیدوں کے دنوں کا عید ان دن ہے کی لوٹ آنے کی وجہ سے ایکبار بعد دوسری بار کے تو منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی قبر بزرگ پر اکٹھے ہونے سے مثل اکٹھے ہونے اونکے کے واسطے قایم کرنے مراسم عید کے مثل فعل و عادت اہل کتاب کی اپنے انبیا کی قبروں کے ساتھ اور معنی لا تجعلوا قبری عیداً کے یہ ہیں کہ نہ ٹھیراؤ میری قبر کو مانند عید کی زینت دینے اور بناؤ کرنے اور اکٹھے ہونے کی راہ سے

ترجمہ تمام ہوا ہر دو امام کے بتلانے سے ہوتے ہر دو معنی پر حدیث کے سالیانہ اجتماع کی قبر اقدس پر نہی معلوم ہو چکی ہوتے ہوتے جس نہی کے سالیانہ عیدیں عرسوں کی قبور پر جائز نہیں ہو سکتیں اور یہ امام ابو بکر اور امام سبکی ایسے نہیں ہیں بحکم صحیح و صریح حدیث کے کھلے ہوتے معنی بیان کر دینے میں جنکے قول کو وہابیت کی تہمت لگا کر ٹالدیا جاوے وہابیت سے ازبس نا رض مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنکی شان میں بیچ اپنی کتاب الامن والعلی کے یہ ارقام فرماتے ہیں امام علامہ سیدی

---

[۵۱] یعنی اپنے گھروں کو برکت نماز سے محروم نکرو نفل وغیرہ انمیں بھی پڑھا کرو وہ گھر قبر نہیں ہے جو اوس میں نفل فرض کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے ۱۲

[۵۲] جیسے عید الفطر کے لئے پہلی تاریخ شوال کی وقت چاشت کے اور عید الضحی یوم نحر دسویں شوال کی وقت چاشت کے ۱۲ [۵۳] یعنی لوگ عید کے دن عیدگاہ میں غول کے غول آتے جاتے ہیں اور اکٹھے ہو کر فرض منصبی عید کے دن کا ادا کر کے ایکساتھ ہی چلے جاتے ہیں اپنے اپنے گھروں کو ۱۲

تقی الملت والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی جنکی امامت وجلالت محل خلاف وشبہت

نہیں یہانتک کہ میان نذیر حسین دہلوی اپنے مہری مصدق فتوے میں اُنھیں بالاتفاق مجتہد مانتے ہیں مسئلہ عبلا اس کے مقابلہ میں وہ روایت جسمیں سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیارت اورسلام کے لئے تشریف لیجانا مذکور ہے جس روایت کی جڑ جاسے تین طبقے اوپر کے خالی رہے اور چوتھے طبقہ میں وہ روایت آن براجی کیسے قابل اصغا ہو سکتی ہے خصوصاً اوس صورت میں کہ حدیث لاتجعلوا قبری عیدا اوراس معنی کی اور دوسری طرق سے دوسری حدیثیں جن مین سے قدرے آئندہ بیان کرینگے ایسہ حدیث سلف وخلف میں محکم غیر منسوخ معمول بہا ٹھہر چکیں تو اون کو طبقہ رابعہ میں منہ دکھانے والی وہ روایت کیسے مخصص کر سکتی ہے جسپر یہ ایراد وارد ہے قال الامام ابن الہمام فی التحریر وبحر العلوم فی شرحہ اذا انفرد واحد بخبر قد شارکہ خلق کثیر بالاحساس وھو مما یتوفر الدواعی علی نقلہ ممن معہ فی احساسہ حتی یقطع بکذب الخبر وعیرہ خلافا للشیعۃ انتہی ترجمہ فرمایا امام ابن الہمام نے تحریر میں اور بحر العلوم نے شرح تحریر میں جبکہ اکیلا ہو جاوے کوئی ایسی خبر دینے میں جسکے دریافت کرنے میں باہم شریک ہوئی ہو خلق کثیر اور وہ خبر اوس قسم کی ہو جسکی نقل پر دواعی بسیار ہوں اون میں سے جو اوس خبر دہندہ کے ساتھ تھے اوس خبر کے دریافت کرنے میں تو غایت ایسی خبر کی یہ ہی کہ تہمت قطعاً یعنی یقیناً) ایسی خبر جھوٹی اور اوس خبر کا دینے والا جھوٹا خلاف ہی اسمیں شیعہ کا ترجمہ تمام ہوا - اب انصاف کیجئے اور سمجھ بوجھ سے کام لیجئے کہ شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر دے ایک شخص چوتھے طبقہ کا اوپر کے راویوں کا نام لیکر جس خبر کے جڑ جسے تین طبقے اوپر کے خالی اور نہ اہل قرون ثلاثہ کا بطور توارث ہی اس پر عمل ثابت اور نہ بطور روایت - اور وہ خبر بھی ایسی نہیں جسکو پردہ واستتار سے تعلق ہو دن دہوں کی عید قبور شہدا پر تو صحابہ ایسی سنت کے تارک کیونکر ہو سکتے ہیں اور شہدا مختلف تاریخوں میں شہادت پانے والے کے شہید ہونیکے دن سے سال مراد ہو تب تو کیے بعد دیگرے بہت سی عیدیں قبور شہدا کی جن کو آج عرس کہا جاتا ہے دفعۃً بن آتیں جنکو خلق کثیر دیکھتی حالانکہ اس خبر میں پہلے طبقہ کا صحابی تو کیا اس خبر ہی میں شریک ہو سکتا چوتھے طبقہ کا بھی کوئی شریک نہیں تو یہ خبر اور اس خبر کا دینے والا بھلا کیسے ہوسکے اوپر کی عبارت سے تو جھوٹ اور یہاں تو خلاف شیعہ کا بھی کام نہیں آ سکتا اسلئے کہ یہ خبر ایسی نہیں جسکو تقیہ سے تعلق ہو اور کہا جاسکے کہ بخوف خلفاء ثلاثہ اس کا اظہار نہ کر سکے اسلئے یہ روایت مخلصین شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے

سینہ بسینہ ہی چلی آتی رہی جو چوتھے طبقہ میں موقع پاکر اس کا ظہور ہوا ۔ اور جبکہ بستان المحدثین میں خود حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تصریح فرما چکے کہ چوتھے طبقہ کی حدیث نہ عملیات میں لی جاتی اور نہ معتقدات میں تو سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر تشریف لانے کے تذکرہ والی سے وہی جو چوتھے طبقہ کی حدیث سے احتجاج کیسے فرمائینگے صرف ذکر کر دینے سے احتجاج نہو جائیگا اور لا تجعلوا بیوتکم قبورا اور لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث جیسی نسائی سے اوپر منقول ہو ایسے ہی ابوداود[۲] صفحہ ۲۸۱ سے باسناد حسن اور ابو یعلی موصلی کی مسند کو دوسری اسناد کے ساتھ جس امام جعفر صادق کی اولاد میں سے جعفر ابن ابراہیم امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اطلاع کہ آپنے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ ایک شگاف کی طرف سے جو قبر مطہر کے پاس تھا آتا ہے ۔ اور اوس کے اندر جا کر دعا مانگتا ہے ۔ آپ نے اوسکو منع فرمایا اور کہا تم کو میں ایک وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے اپنے باپ سے اور اونھوں نے دادا سے اور اونھوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گھروں کو قبریں اسواسطے کہ تمہارا سلام جہاں میں ہو تم مجھے پہنچیگا[۲۱۹] ۔ اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی نے روایت کیا ہے اور سعید بن منصور نے سنن میں اپنی دوسری اسناد کے ساتھ ایسا ہی روایت کیا ہے مگر اوس میں ابن سلام کی جگہ دو وجہ سے اور پھر دوسری اسناد کے ساتھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے آسنے کیے ذکر کو ویسا ہی روایت کیا ہے جسپر اخیر حدیث کے یہ زیادہ ہے لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹھہرالیں انھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجدیں اور درود بھیجو مجھپر کہ تمہارا درود مجھکو پہونچتا ہے تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہ دو نو مرسل حدیثیں ان دو مختلف صورتوں سے اصل حدیث کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں خصوصا اوس صورت میں کہ جسنے اوسکو مرسل کیا ہے وہی اوسکو اپنی حجت ٹھہراتا ہے ۔ اس سے لازم آتا ہے کہ اوسکے نزدیک[۲۲] حدیث ثابت ہے ۔ اور یہ جب ہی کہ ان دو وجہوں کے سوا کوئی اور روایت مسند نہو پس بیان دوسری حدیثیں بعینہ الفاظ اور متقارب الفاظ کے ساتھ مسند اور بھی بیان ہو چکیں تو پھر ثبوت کیسے نہوگا شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ دلالت حدیث کی وجہ یہ ہی کہ قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روے زمین کی قبروں سے افضل ہے جب اوسی کو عید بنانے سے منع فرما دیا تو اور دوسری قبروں کو عید بنانا بدرجہ اولے ممنوع ہوگا ۔ یہ ماخوذ ہے ترجمہ الفاظ سے متون اور بشمول اسنادوں کے دیے گئے ۔ پس جبکہ امام بیہقی اور اونکی مد مقابل امام ابن القیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے ثابت بالاحادیث قبروں کی عید عرس میلا تکی ہی سنوا چکے تو اوس کے خلاف آلانے سے اولی نہیں ۔ جیسا کہ عمل کرنے کے لائق ہو ۔

باب قراءة القرآن للميت

مشروع طریق میت کے لئے قرآن خوانی اور قل فاتحہ خوانی کا یہ

عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه قال قال لي ابي اللجلاج ابو خالد يا بني اذا انا مت فالحدني فاذا وضعتني في لحدي فقل بسم الله وعلى ملة رسول الله ثم سن على التراب سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ذلك رواه الطبراني في معجمه الكبير واسناده صحيح **آثار السنن**

حاشیہ قوله رواه الطبراني الخ قلت قال حدثنا الحسين بن اسحاق التستري قال حدثنا علي بن حجر ثنا مبشر بن اسماعيل ثنا عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه فذكره وقال الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد رجاله موثقون قلت وله شاهد من حديث عبد الله بن عمر قال سمعت النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره وليقرأ عند رأسه بفاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة رواه البيهقي في شعب الايمان وقال والصحيح انه موقوف عليه قلت وفي الباب روايات اخرى قال السيوطي في شرح الصدور واخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرؤن له القرآن واخرج ابو محمد السمرقندي في فضائل قل هو الله احد عن علي من مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد احدى عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن علي الزنجاني في فوائده عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال اللهم اني جعلت ثواب ما قرأت من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الى الله تعالى واخرج القاضي ابو بكر بن عبد الباقي الانصاري في مشيخته عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي خرجت ليلة الى مقابر مكة فوضعت رأسي على قبر فنمت فرأيت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن رجل من اخواننا قرأ قل هو الله احد وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة واخرج عبد العزيز صاحب الخلال بسنده عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من دخل المقابر فقرأ يس خفف الله عنهم وكان

لہ لیلۃ من فیہا حسنات قال السیوطی ہذہ ان کانت ضعیفۃ لکن مجموعہا یدل
ان لذالک اصلا ۱۰ تعلیق الحسن صفحہ ۲۴ بحذف اسانید ترجمہ روایات الباب سنا یہ ہے

فرمایا ابو خالد رضی اللہ عنہ نے اے میرے بیٹے جب میں مرجاؤں تو بغلی قبر کھودنا میری پس جب
رکھے مجکو میری قبر میں تو کہنا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ۔ پھر مجھپر مٹی جھاڑ دینا پھر پڑھنا
میرے سر کے پاس فاتحۃ البقرۃ (یعنی الم سے مفلحون تک) اور خاتمہ اوس کا (یعنی
آمن الرسول سے ختم سورہ تک) پس بلاشبہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا
اسکو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں ۔ اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے نیموی دوسری
اسناد نقل کرنے کے بعد ذکر کرکے اس حدیث کا کہتے ہیں کہا حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں رجال
اس اسناد کے ثقہ کہے گئے ہیں اور واسطے اوس کے شاہد ہے حدیث عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالے
عنہما) سے ابن عمر فرماتے ہیں سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جب مرے کوئی
تمہارا تو نہ روکو اوس کو اور جلد لیجاؤ اوسکو اوسکی قبر کی طرف اور چاہئے کہ پڑھے پاس سر میت کے فاتحہ
البقر اور اوس کے پاؤں کے پاس خاتمہ البقر کا ۔ روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں
اور کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے[1] ابن عمر پر اور کہتا ہوں میں (نیموی) اس باب میں روایتیں اور بھی ہیں
فرمایا سیوطی نے شرح الصدور میں روایت کی خلال نے جامع میں شعبی سے ۔ کہا جب مرجاتا تھا
میں کوئی میت مختلف ہوجاتے اوسکی قبر کے (چاروں طرف) اور پڑھتے اوس میت کے لئے قرآن اور روایت
کیا ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا روایت ہے
جو گذرے قبرستان میں پڑھے قل ہو اللہ احد ۱۱ گیارہ مرتبہ پھر بخشے ثواب اس کا مردوں کو دیا جاتا
اجر بشمار مردوں کے اور روایت کی ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرۃ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو داخل ہووے قبرستان میں پھر پڑھے فاتحہ الکتاب
(یعنی الحمد شریف) اور قل ہو اللہ احد ۵ اور الہکم التکاثر پھر کہے اے میرے اللہ
بخشا میں نے ثواب اوس کا جو پڑھا تیرا کلام قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو وہ شفیع ہوں گے اسکے
اللہ کے پاس اور روایت کی قاضی ابوبکر بن عبد الباقی نے اپنی مشیخت میں سلمہ بن عبید سے
کہا حماد مکی نے نکلا میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف تو ایک قبر پر سر رکھکر سو گیا تو دیکھا میں نے

---

[1] اور یہاں یہاں موقوف بھی حکم مرفوع کا ہے ۔ اور یہ مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کی گئی ہے ۱۲

(خواب) میں مردوں کو حلقے باندھے ہوئے پس کہا بیٹے کیا قیامت قایم ہوگئی بولے نہیں ولیکن ایک مرد ہمارے بھائیوں میں سے قل ہو اللہ پڑھکر ثواب بخشگیا تھا ہمکو پس ہم بانٹ رہے ہیں اوس کو ایک سال سے - اور روایت کی عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی مسند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو داخل ہووے قبرستان میں پس پڑھے یٰسین ہلکا کر دیگا اللہ انسے اور ملیگی اوسکو بشمار اونکی جو قبروں میں ہیں نیکیاں فرمایا سیوطی نے یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعہ اون کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکی کچھ اصل ہے - ترجمہ تمام ہوا فرمان نبوی سے فاتحہ خوانی کی یہ ہیئت ثابت ہوئی کہ بوقت زیارت بعد ادائے وظیفہ مسنونہ (سلام) سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے - پھر انکے پڑھنے کے بعد دعا مانگے (اے اللہ میرے بخشا میں نے ثواب اسکا قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو) اب آپ کی بتلائی اس صورت کو جو یوں متغیر کرے کہ قل فاتحہ کو بھی دعا کی ہیئت میں ہی داخل کرلے تو وہ تعلیم نبوی میں اصلاح کرتا ہے اور جو محل آپ نے قل وفاتحہ خوانی کا بلا انعقاد مجلس فاتحہ خوانی نعلیم علی ضعف [illegible] فرمایا ہے اوسکو بے محل اور متغیر الہیئت کئے دیتا ہو - غرض کی چھیتوں اور اموات کی فاتحہ خوانی کی نسبت جو ہمارے زمانہ کے علماء میں اختلاف اور نزاع ہے بعض مجوزین نے اون عوام کو [illegible] لگا رکھا ہے کہ یہ لوگ اموات کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتے ہیں - پس ہر منصف حق ترس جو اپنے دین کو عدیہودیت ونصرانیت سے بچانے میں اپنے دین کی خیر سمجھتا ہے امور ذیل میں وہ غور کرکے حق خالص اور طریق صواب کو قبول کرے - مثلاً مانعین بدعت مردوں کی قل وفاتحہ خوانی قرآن خوانی کا وہ طریق بتلاتے ہیں جو آثار السنن وغیرہ کی حدیثوں سے انصار صحابہ کے برتاؤ سے ثابت ہے - پس جو لوگ بمحل قرآن خوانی فاتحہ خوانی مشروع طور پر بتلاتے ہیں پیمبر کی تابعداری غلامی بجا لاتے ہیں اسکو تو اس خیر خواہی اور امداد اموات کا منکر بنایا جاوے - اور جو نئے نئے طریق اپنی ایجاد کی اس فاتحہ خوانی قرآن خوانی [illegible] کرین صحابہ کے طلاف اماموں کے خلاف گو یا بزبان حال کہتے ہیں کہ پیمبر کے سیکڑوں طریقے اور دستور جاری ہیں تو دو چار ہمارے بھی سہی وہ دینی وضع کے متغیر کرنیوالے خیر خواہ اموات بن بیٹھیں ایسے ہی میت کی چھیتیاں جو زمان جاہلیت میں بپابندی تواریخ بعود دسو مروج تھیں - عرب اور عجم کے کفار ومشرکین میں اور شارع علیہ السلام نے اونکو شاکر کسی دوسری تاریخ میں اون چھیتوں کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ ایصال ثواب عبادت بدنی ومالی میں کسی تاریخ کا مقید نہیں کیا بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے میت کے کھانے کی طرف کھانے والوں کی چشم انتظار اور حرص دلی

لگے رہنے کو مقصود شرع کے خلاف سمجھ کر الیت کھانوں جنتیوں سے میت کی منع فرمایا تو آج وہی تعینات
بہ پابندی تواریخ مروج کرنا حضور کے منشا سے ہوتے کو زندہ کرکے ہمیشہ کا مقابلہ کرنا اور اماموں اور
پیشواؤں سے نرالی چال چلنا ہے اور کھانے ہوئی بھاجیوں کا بیچارے مردوں کے بہانہ بدلا دینا
مُردوں کو دھوکا دینا ہے اور اس کا نام مُردوں کی خیر خواہی رکھنا ایسا ہے جیسا کوئی بیحیا کا نام
حیادار اور بے وفا کا نام وفادار رکھے - افسوس جن نا مشروع بدعتوں میں یتیموں کے حق تلف ہوں
اون کے مال و حصول میں بکھرے جائیں وہ دینی وضع بتلائی جائیں - قل ہو اللہ کا ثواب تہائی قرآن
کی برابر الحمد للہ افضل الدعا بموجب حدیث ترمذی مُردوں زندوں سب کو نافع اوسکی ایسی ضرورت
کہ اوس بغیر کوئی رکعت نہ ہو دونوں کے فضائل کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں وہ کونسا مسلمان ہے
جس کو انکے انکار ہو کلام بے محل پڑھنے میں ہے نہ بر محل میں ہم لوگ قرآن و حدیث کے سچے پیرو
ماثورکے مکلف پیشواؤں کے مقلد ہیں احادیث معجزات سے آزادانہ استدلال کر کے جیسے یہ لوگ
خود رائی سے نرالا مقصد ثابت کرنے لگتے ہیں ہم اوسکے کم ہی مثال کے طور پر آپکو دکھاتے ہیں موجب
حدیث مذکور جب الحمد شریف افضل دعا ہوئی اور بموجب حدیث صحیح میں اکثروا الدعاء فی السجود
فقمن ان یستجاب تکثرت سے سجدہ میں دعا کرنے کا حکم اور قبولیت کا وعدہ ہے بس اس سے تو
فاتحہ خوانی سجدہ میں بلا تکلف ثابت ہوئی - گر تمام سلف اور خلف سے نرالی رہی لہذا کوئی اسکا قائل
عامل نہیں بس طعام معوات پر دعا کرنے کی حدیثوں کو سے وہ زیادہ نرالی لائے ہیں کا جسکا ذکر آتا ہے
ہمارے زمانہ کے بعض فضلاء سے مبالغہ رسم فاتحہ کی مجموعی ہیئت کذائیہ کو ایک طریقہ رقیہ
کا ٹھہرا کر جواز کی طرف اشارت یا صراحت فرمائی تھی - اور فی الواقع اگر اس میں کوئی دوسرا مانع ہو تو
رقیہ میں سمجھ کر بہ تحبت ہی لامحالہ جسکو اس عمل سے نفع ہو گا اوس کو جائز اور مباح ہو گا - مگر یہ بناوٹ نبتی نہیں
اسلئے کہ جب کھانے اور اس پر فاتحہ وغیرہ کی تلاوت کا آخیار اور اموات کو ثواب پہنچایا جاتا ہے تب تو
یہ تلاوت وغیرہ عبادت بدنی اور مالی کی معجون مرکب ہوئی اور اصل عبادت خصوصاً بدنیہ میں موجب
تصریح امام غزالی و علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالے نیابت نہیں ہوتی مگر سنیہ اور بموجب عبارت مجموعہ
فتاوی لکھنوی وغیرہ انہیں سے تو وہی مشروع ہو گا جسکو شرع مشروع رکھے اسکو مباحات
اور اباحتیہ اصلیہ مشروع نہیں بنا سکتی اور اصل عبادات میں یہ ہے کہ اوس میں سے کوئی چیز ممنوع
نہ ٹھہرے جب تک کہ مستثنیٰ نہ ہوا سے تفصیل اولہ شرح اور بسط کے ساتھ اس مسئلہ کو ہمارے
شیخ نے اپنی کتاب القاذ الخیرات عن رائحۃ المبدعات اور تنزیہ المعجزات عنہ طبقۃ المحدثات

مین بیان فرمادیا ہے ۔ اورکتب مبسوطہ فقہیہ و اصولیہ مین ہمارے فقہاء اور اصولیون نے
اسکو کہولکر مبرہن و مدلل کردیا ہے ۔ حال کہ تالیفات مین صحیحین وغیرہما کی احادیث کے یہ تبرک
الفاظ نقل کرکے دلیل جواز و استحباب فاتحہ مروجہ مین پیش کئے جاتے ہین وضعٌ یدہ علٰے
تلک الحیسۃ و تکلم بما شاء اللہ الحدیث اور اخرجت لہ عجینا فبصق فیہ
وبارک ثم عمد الی برمتنا فبصق فیہ وبارک الحدیث و امثال ذلک یہ حدیثین
ابواب معجزات کی ہین جنکا مختص نبوت ہونا ایسا امر ہین جو مسلمانون کے عوام اور خواص پر پوشیدہ
ہو اور منشاء غرض یہ کہ اگر مالیدہ پر دست مبارک رکہکر جو اللہ تعالےٰ نے چاہا پڑہنا حضور اقدس
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا گندہے آٹے میں آب دہن مبارک ڈالکر دعاء برکت فرمانا
پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوکر گوشت میں بہی آب دہن مبارک ڈالکر برکت کی دعا فرمانا اگر آپ سے خصوصیت
نہیں رکہتا بلکہ یہ طرز طریقہ مسلوکہ فی الدین بنانے امت کے برتنے کو تہا تب تو ان خصوص صحابہ
کرام اور اہل سنت عظام کے دلدادگان و ائمہ مجتہدین نے ضرور اسپر عمل کیا ہوتا بلکہ اسکو دستور العمل
ٹھہرایا ہوگا سب جہگڑے اس ہی سے طے ہوتے ہین ۔ مجوزین فاتحہ مروجہ اسکو نقل فرمائیں اور اسمیں
کوئی نقل صحیح و ضعیف ملیگی نہیں تو اسباب معجزات کی نقالی پر ہرچہ غیر ابد اکو آمادہ نہ فرمائیں ادب معجزات
رسالت پناہی کوئی رفیع الشان چیز ہے اور پھر اسمیں خود ہی رافع نزاع موجود ہی اول حدیث کے
اخیر میں ہا ثم بدعوا عشرۃ عشرۃ وقال اذکروا اسم اللہ و لیاکل کل رجل مما یلیہ موجود ہی جسکا کہلا ہوا ترجمہ یہ ہے
پہر آپ دس دس (صحابہ) کو بلا کر فرماتے رہے کہ بسم اللہ کر کے کہاتے ہر فرد اوس طرف سے جو اسکے
متصل ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا اپنے لائق کام آپنے کیا صواب کے لائق جو کام تہا صحابہ نے کیا الحمد سبحانہ
ہوا اور جو کام تہا وہ اللہ نے کیا کہ ایک پیالہ بہر مالیدہ سے تین سو صحابہ شکم سیر ہوئے اور مالیدہ و تقیہ
تہا جتنا حضرت انس لاتے تہے بلکہ اور زیادہ ہوجانیکا گمان ہوتا تہا ۔ یہ خود اسی حدیث کا بیان ہے
نہ کسی کی ایجی تائی اگر مالیدہ پر ہاتھ رکہکر کچھ پڑہنا آٹے اور گوشت میں تہوک کر دعاے برکت
کرنا دینی برتاؤ کی غرض سے ہوتا تو سب سے پہلے صحابہ پہر تابعین پہر تبع تابعین آئمہ مجتہدین ایسی سنت کو کیسے
ترک کرسکتے اور جب انہی آزی شان پا نکر کسینے بہی اسکی نقالی میں ہاتھ رکہکر مالیدہ پر کچھ نہین پڑہا
نہ کہانے مین تہوک کر کسی نے دعاء برکت کرنا طریقہ مسلوکہ فی الدین ٹہرایا تو انکے پیچہے بغیر بتایا دین
کب بنا جعل ہوسکتا ہے ۔ بعض فضلاء سے مراد آبادی نے جو یہ فرمایا کہ اگر اس حدیث کے بموجب دعاء برکت
کرنا سنت ٹہریگا تو کہانے میں تہوکنا اوس سے پہلے سنت ہوگا اسلئے کہ دعاے برکت سے پہلے

حدیث مذکور میں تھوکنے کا ذکر ہے اسپر صاحب تبیان نے نہایت سخنی سے کام لیا اور تھوکنے کے خلاف کو ہی نہیں بلکہ نفس تھوکنے پر انکار فرما کر لکھا کہ تھوکنے کا ذکر نہیں بلکہ آپ نے (مبارک) ڈالنے کا ذکر ہے اسپر مظاہر حق کی عبارت پیش کی مگر سب ہیچ حضور کی طرف نسبت کرتے ہیں آب دہن لفظ فارسی پر اکتفا کرنا نہایت ادب سکھاتا ہے اسکا ترجمہ اگر ہندی میں کیا جاتا تو تھوکنا ہی کیا جاتا۔ صراح میں مرقوم ہے البصاق والبزاق واحد اور مولف الوار ساطعہ مجوز رسم فاتحہ مولوی عبدالسمیع کی حد یاری تھا ہے تھوک کو کہتے بزاق اور ریق رال ہے ڈکار آروغ قے منہ کا اچھال ÷ اس سے وہی ثابت ہو گیا جو صاحب اتباع السنتہ نے فرمایا تھا۔ اعتراض مذکور نئی چال ڈھال برتتے دین کی ہڑ سے بغیر رستہ خلاصہ کلام یہ کہ فاتحہ خوانی قل اور سورہ تکاثر کی ثواب رسانی کا طریقہ وہی جو آثار السنن اور اسکی شرح کی روایتوں سے گذرا نہ وہ جو اپنے اوپر سے

گوشے جانانسے خاک لائینگے ہوا اپنا کعبہ جدا بنائینگے

کا الزام پڑ ہنیسے مزو کے انتہی۔ مختصراً ملتقطاً والبسط فی الکتابین المذکورین۔ چونکہ احادیث میں آئے ہوتے صحابہ کرام کے برتے ہوتے طریقہ اہل قبور کی ثواب رسانی کے لئے قل و فاتحہ خوانی میں محض لوجہ الآہی شان ہے اسکے معاوضہ میں کھاون ماون کا ڈول نہیں لہذا نفس سرکش لوبھی نے اس فاتحہ خوانی کو روکھا پھیکا سمجھ جب سلوک کرنے کی فاتحہ خوانی کا ڈھب لگا یا کہ اگلی قبور پر شیر برنج شیرنی وغیرہ لذیذ کھانے سامنے رکھو اکر دل تھمن کر لی فاتحہ خوانی مشروع کی صورت ہی بدل لی سامنے کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کھانے پر اٹھاتے ہوتے فاتحہ خوانی ہو رہی ہے کل کا اُدہار نہیں بلکہ لمحہ بھر دیر کرنے کے لئے قرار نہیں اکثر تو بصورت المعروف کالمشروط ہی ہے شاید کسی نیک بخت کی اور کچھ نیک نیتی ہو واللہ اعلم

جنگ داحس بکر و تغلب کی قتال — کر گئے دونوں قبیلوں کو ہضم

جنگ جاہلیت بھی اہم باسمے تھی بکر و تغلب دو قبیلوں میں بیالیس برس جنگ برپا رہی طرفین کے ستر ہزار آدمی تیر کی آنی اور تلوار کی دہار کے پار اتر گئے سبب اس کا یہ تھا کہ اونٹ نے کھیت کھا لیا کھیت والی عورت نے اس اونٹ کو مارا۔ اونٹ والے نے اس عورت کی پستان کاٹ ڈالی جب طرفین کے قبیلے لڑمرے ایسے ہی گھوڑا بدکانے پر لڑائی شروع ہو کر طرفین کے قبیلوں میں ساٹھ برس جنگ برپا رہی تینک کے قبیلے ختم کر گئی۔ جب اسلام نے عرب کی زمین پر قدم رکھا تب اس جنگ کی آتش بجھی۔ سیر و تواریخ میں یہ اور اس قسم کے اور بہت سے قتال عرب کے

مذکور ہین جنکی بنا محض جہالت پر تھی۔

بت پرستی کا سبب ہے اور بھی
بت کو اندر سے شیطان کا تکلم
آسمان کی تارون سورج چاند کا
بولتا ہی یا نہیں احمق بت کا بول
جسکی ہی تاثیر سے خلقت کا وہم
اونکی دانا کہتے ہی روحانی دم

عزی کی جتنیہ کے تماشے دانت بجانے کی حدیث اور کندی اور دلائل ابو نعیم کی روایت سے سواع بت کے اندر سے آواز آنا کہ ایک نبی اولاد عبد المطلب سے اس جہان میں تشریف لاتے ہیں اور اسپر ایک شخص ظالم نام کا مسلمان ہونا پھر اون کا نام راشد رکھا جانا اوپر منقول ہوا باقی کتب سیر و تواریخ سے چند روایتین امام ابن القیم نے اغاثہ مین نقل کی ہیں جن سے بعض بتون اور آتشکدون کے اندر سے شیطان کی آواز کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کی روایت بت ہبل کے اندر سے اپنی ہلاکی کی آواز آنا حصہ دویم میں آئیگا انشاء اللہ تعالے اغاثہ میں یہ بھی مذکور ہی کہ کواکب پرستون میں کے سمجھدار لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ارواح کواکب کی ان کو بتون میں بول رہی ہے اور اُن کے ناسمجھون کا یہ خیال ہی کہ بت ہی بول رہے ہیں۔

مندر وہی جسکی تھا عالم سیاہ
جسکی ہر ہر بت میں تصویر تھی
جو بنایا تھا شہ قابوس نے
تھی مکان اونکی بت اونکی خدم
حضرت عثمان نے وہ توڑے صنم
سب سے بڑھکر کہیں ہی منہدم
جنمین تھا صفہان میں انکا مکان
شہر فرغانہ مین سورج روپ کا
تھا جو گوہر ہی خاص اندھیارا نہ تھا
تین تھے مندر جنمین تھے صنم
معتصم باللہ نے توڑا صنم
کفر نے کالا کیا تھا کل عجم

یہ مضمون اغاثہ اللہفان اور چند کتب سیر و تواریخ کی روایتوں کا ہی۔ اصفہان ملک فارس میں نہایت آباد شہر ہے عمارتیں اوسکی دلچسپ آب و ہوا نہایت عمدہ اور صنعا تخت گاہ ہے ملک یمن کا اور وہ بادشاہ صوبہ گلشن کا ہمیں گذرا ہے۔ اصفہان کے ایک تیجا زمین اور صنعا کے تین مندرون میں زہرہ ناچنے گانے والی کی نہایت خوبصورت تصویریں تھیں جن مندروں اور اون مندرون کے اندر کی مورتون کا توڑنا مٹانا اللہ سبحانہ نے حضرت سیدنا عثمان خلیفہ سویم کے دم قدم کی برکت سے آسان کیا۔ شہر فرغانہ مین سورج کی مورت بنی تھی جسکے ہاتھ میں ایک جواہر آگ کی مانند روشن و تابان تھا جسکو معتصم باللہ نے مٹایا۔

ہندوونکی سنکرت بھی زیادہ
ڈھالی سونے کی تھی زنجیر میں
سیسے اوسکا تھی با وہ زنجیر
ہر شہر ملتان میں تھے گے بہم
ٹیج ربانی تھی جیسے گھنٹا و سیدہم
[illegible]
سب سے تھا اسکا بڑا [illegible]
بادشاہ محمود نے توڑا جسے
[illegible]
تھا ہولی اسکی بت سمعین صنم
آئینہ میں دیکھ لو [illegible]
[illegible]

ڈھالی سونے کی زنجیر اور گھنٹہ کا ذکر بقول [illegible] مولف تاریخ آئینہ نامے کیا ہے باقی

مضمون اغانیہ کی روایتوں کا ہی۔ آریہ گوت ہندو فارس و بابل وغیرہ عجم کا سب ایک صرف بعض
امور عملی و اعتقادی میں مختلف ہیں پس سیدنا خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کا تحقیق کرنے کے لئے ہند
میں آنا ضرور نہیں نجم الہیہ کا مزدود اور مزدود یو نیر پورا کر دیا گویا سب پیدا کر دیا ہے۔

	پوجنا سورج کا ہی ہندو دھرم	تین سو سے زیادہ فرقے ہیں ہنود	

ہر چند کا سلسلہ ہمارا جار تجربہ الآباد میں یہ عذر پیش کرتا کہ وید کے رشیوں کو تجربہ سے معلوم تھا کہ سب لوگ ایک
دستور کے پابند نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جیسا جس فرقہ کا اعتقاد اور دستور تھا اوس پر صاد کر دیا تاکہ اپنے اپنے
خیال پر ہر گروہ منزل مقصود کو پہنچے۔ اسی واسطے ویدوں میں بر خلاف خیالات و اعتقادات متضادہ کا بیان
پایا جاتا ہے انتہی محصلاً عقلا کے نزدیک یہ عذر بدتر از گناہ ہے جسمانی و روحانی امراض میں بیماروں کو
شربت بیمار کردینا دیدہ و دانستہ اونکو ہلاکت میں ڈالنا ہے واضع قانون چور کو چوری زانی کو زنا کی
قاتل کو قتل کی تعلیم دیکر خود ہر قسم ذلت انتظام والا کا ٹھہریگا۔
ویدوں کے مضامین کی تتبع کرنے والا یہ رائے قایم کرسکتا ہی کہ کثرت فرقوں کی ہندو دھرم میں
وید کی روشنی ماند پڑنے یا تحریف ہو جانے سے جسکی سری کرشن جی کو بھی شکایت ہے اور استداد زمانہ
رسم و رواج کے پرانے پرانے پڑ جانے کی وجہ سے مختلف صورتوں کے احتمالات پیدا ہو جانیکی وجہ سے
ہی نہیں ہوئی بلکہ وید کے گیت گھڑے جانیکے وقت ہی کہنے والوں کو مختلف خیالات اور مصالح کی مراعات یہ تفرق پیدا
کرا رہی ہے ویدکی بابت یوروپین محققین کی تحقیقات بھی اس رائے کی تائید کرتی ہے پس ہمارے
مہربان آریوں کا ویدکی نسبت ودن کی لینا اور وید کو توحید کا معلم اور بت پرستی کا دشمن بتانا مناسب
نہیں باکچہ تحریر وید اوسیا جائیں منتر ۹

اندھم تمہ پر وشنتی یے سمبھوتی مپاستے + تتو بھوئے اِو تے تمو یے او سمبھوتیام رتاہ
ترجمہ گہرے اندھیرے میں پڑتے ہیں جو غیر مادی چیزوں ہیں پوجتے اس سے بھی زیادہ گہرے
اندھیرے (دوزخ) میں جاتے ہیں جو کہ اشیاے مادی میں دل ہیں لگاتے یعنی جو لوگ مادی چیزوں
اشیا کو نہیں پوجتے وہ گہرے سے گہرے اندھیرے میں دوزخ کے جاتے ہیں (یجر وید ادھیاے ۴۰)
وید کی اس تعلیم نے بت پرستی مورتی پوجن ظہورات طبیعی کی پرستش کا جو بازار گرم کر رکھا ہی صورت عملی
اوسکی خود تصدیق کر رہی ہے پاشی متھرا شہر گانوں میں ہندوستان کے اوتار بھوت بھویہ سانی
اور دیوتا حتی کہ خود مشہور مقاموں میں شو لنگ جیسے بیج خود دیکھ لو۔ اور جب آپ غیر مفاہیم کی کے
لفظ یہ جا برانہ فرض ہے تو وہ خیال بر حد مذکورہ کہ وید نیکی کا راستہ بتاتا ہے بلکہ جسکا

جیسا خیال ہوا اس کو اوس میں رہتا ہے صحیح ہونا اسلئے کہ وید کے منتر مذکور نے خالق الارض بیچھے جہان سے مادی وغیرہ مادی مخلوقات کی پوجا پر دہکی دیکر لگاتے ہیں - آریہ جو اسپر تحریف کی گبری جڑ ہاتے ہیں وہ پر اسنے استحکام کو دہجاک نہیں سکتی - چترئی اہل بصیرت کی نظروں میں مضحکہ صبیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی آیندہ وید منتر ونکے ترجموں میں دیانند جی کا برہان بھی سورج اور ہوا اسکے بچانے اور سرور بخشنے علم و دولت وغیرہ دینے میں دکہائی دیتے ہیں -

کیا عجب ہے غور یہ کرتے ہیں ہم	گر تمہاری کو کہدیوں لہار	آگ کو گھر کو کہا خالق سہم	صاف نادان یہ کہو ہو
جیسے چندر بنی ہے چندر کا دم	کہتے سورج بنی ہے سورج کی نسل	چاند تاروں کو کہیں اسکا کرم	جیو گیانی دیوتا اوسکو کہیں
جس سکا نہیں اوسکی ہوتی ہے یہم	ہاتھ میں جسکے جواہر آگ سا	واسطے اوسکی بنایا ایک صنم	کہو یہی سورج کو بنانی خلق ہے

ستتہہ بیچھ اوساؤں کے مقدمہ میں دیکھو پرمیشور کے منہ سے اگنی پیدا ہونے کا بیان ہے - پھر اگنی کا دوبارہ پرمیشور پر حملہ کرنا سو ہاکا پرمیشور سے جدا ہو جانا اور اگنی کے دفیعہ کا مشورہ دینا جسپر پرمیشور کا پچھتا کر اپنی ہتیلیاں افسوس میں ملنا اور ان سے دوبارہ دودہ نکالکر اگنی پر ڈالکر اگنی کو سرد کرنا اور اگنی پر دودہ جو جیسے سورج اور ہوا کا پیدا ہوکر موالید ثلاثہ کو پیدا کرنا مذکور ہے - مگر ہم سکت کے جسکے ہم معنی منتر اور بھی نقل کرینگے یہ سمجھا جاتا ہے (۲) برہمن اسے مکھم اسیت باہو راجنیہ کرتا ارو تد دسیہ یدویشیہ پد بھیام شودرا جایت (۳) چندرما منسو جاتشچکشو سوریا اجایت مکھادندرشچ اگنشچ پراناد وایور اجایت

ترجمہ (۲) برہمن اوس پرمیشور کے منہ سے پیدا ہوتے - اور اوس کے بازوں سے راجپوت ہوئے اور رانوں سے ویش یعنی بیپاری ہوئے - اور دونوں پاؤں سے خدمتگار پیدا ہوئے (۳) چاند اوس کے دل سے پیدا ہوا اور اوسکی آنکھوں سے سورج پیدا ہوا اور کانوں سے آسمان اور خلا پیدا ہوا اور اوس کے سانس سے ہوا پیدا ہوئی اور چہرہ سے اُسکے آگ پیدا ہوئی ( ) اس سے معلوم ہوا کہ کائنات مذکورہ منتر کو پرمیشر سے جزئیت کا علاقہ ہے - بابو پیارے لال ملک عدم میں لکھتے ہیں ہمود یا رسی حبشی امریکا کی دیسی قومیں سورج کو باپ اور خالق موالید ثلاثہ اور خدا مانتے چلے آتے ہیں - ارسطو نے اس سورج کو بے داغ بے مثل مانا ہے - پھر اوسی ملک عدم میں دوربین کی دید سے پانچ کرور ساٹھ لاکھ سورج ثابت کرنے کے

(۱) اس منتر میں ایسے الفاظ سنسکرت مروج ہوئے ہیں جو ہندی اردو کی محاورہ میں تھوڑے سے تغیر سے ویسے ہی بولے جاتے - مکھ منہ کو کہتے ہیں - باہو بازو کو باہیں کہتے ہیں - راجنیہ راجپوت برہمن معلوم مکھم معلوم باہو راجنیہ سب کہلے ہوئے سوا ہے یہی جو ان قوموں کے نکے پرمیشور کے اعضا سے نشو نما پیدا ہونے کے بجز یہ - پیدا کرنے والیکا جسمیں پتہ نہیں ،،

بعد لکھتے ہیں اسکی مانند کئی کئی سورج ہی چاند کی جگہ بعض نظاموں میں بڑے بڑے سورجوں کے گرد
گھوم رہے ہیں - اور بعضے سورج تو اس سورج سے ہزار گنے بڑے ہیں اور یہ سورج بھی چاند کی طرح دامنداز
نکلا اور کسی مہاسورج کے گرد یہ بھی گھوم رہا ہے ۲۴ روز میں اس کا ایک دور ختم ہوتا ہے - اب تو اسکی
خدائی میں بھی کلام ہوگیا یہ خلاصہ ہے بابو موصوف کی تقریر پر تہافت کا خیر سورجوں کی تحقیقات میں اقوام
مذکورہ ہندو فارس و چلش و امریکا وغیرہ کی باغیانہ شرکیہ غلطی تو کھل گئی - اور وید و اپنشدوں وغیرہ
دھرم پستکوں اور دساتیر کے ناموں کی کرامات پرستی عناصر پرستی کا بھانڈا پھوٹ گیا اور اپنے استاذ
افلاطون سے بچھڑ جانے والے ارسطو کی فلسفیت کی تہافتیں اور ٹھوکریں تو کھل گئیں سورج کو ہمیشہ
داغ تبلا کر اس کے پجاریوں کے دل بہلانے کا ڈھڑا ٹوٹ گیا کہ اس داغدار کی شکل اور اس سے
بڑھکر گردش میں گرفتار اور بہت سے سورج خدائی خدمتگار بندے مجبور و ناچار ثابت ہو گئے اور یہ بھی
اسلیے کہا کہ چیونٹی اور جوں تک کو تو یہ اختیار کہ بلا پابندی جدھر چاہے چلی جائے - اور سورج کو
یہ مجبوری کہ اپنی معمولی گردش و رفتار سے باختیار خود تل بھر بھی تجاوز کر سکتا کہو اترا کھا و دکھن
سمت کو سیدھا چلتے کسنے اسکو دیکھا ہے بحکم سخر لکم الشمس والقمر الآیہ ہماری خدمت پر
مامور بھلا یہ خادم کیسے مخدوم اور معبود بنجائیگا - یہاں ایک امر اور قابل گذارش ہے ویدیں اگرچہ ادیتیہ
اور سورج نام کے کئی دیوتا بیان ہوئے ہیں - مگر یہ کرہ سورج ایک ہی بیان ہوا ہے - حالانکہ اپنے معبودوں
سورج نارایوں کی تلاش اور بحث اوس کا موضوع اور وظیفہ تھا اوس سے وید سبے زبان اور اون کا
سراغ لگایا تو کسنے گلولوکی دوربین نے حالانکہ وہی مؤلف ملک عدم فخریہ کہتے ہیں کہ ہمارے علما نجوم
بقاعدہ علم نجوم اپنی کتب میں علاوہ سات سیاروں کے دو سیارے اور بتلا گئے تھے سو ہی دوربین
ایجاد ہونے پر وہ دونوں نیپتوفن و نیچون دوربین میں دیکھ گئے - مگر حیف دھرم پستکو تمکو سورجوں
اور چاندوں کی کثرت کا کوئی سپنا بھی دکھائی نہیں دیا کتب سماویہ علم ہیئت کی کتابیں نہیں اس
کثرت کا اظہار ان کا وظیفہ اور نہ منصب ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایک عالم سورج ایک ہی بتلا رہا ہو -
اور اوسکی کثرت کا اظہار موقوف علیہ کسی ضروری امر کا ضروریات دین سے بھی نہیں خواہ مخواہ اس
کثرت کے اظہار سے آسمانی کتاب کو آلہ لغزت بنانا حکمت کے خلاف ہے - اسیواسطے قرآن کریم کی متواتر
قرأتوں میں اس کا نام تک نہیں لیا - اہل ارباب کشوف اولیاء اللہ نے بھی اسکو اسی کوئی تہ
پر ہو ڑ دیا جیسے بوستان میں - در پاکیزہ پیکر چہ حور و پری ؛ چو خورشید و مہ از سہ دیگر بری
اور ایسے ہی عارف رومی نے مثنوی شریف میں افادہ فرمایا کہ سورج کی مثل حساب

مین نہیں[۵] تو ذہن مین تو اوسکی مثل متصور کر سکتا ہے ۔ مگر اللہ سبحانہ کی مثل جیسے خارج مین نہین ایسے ہی ذہن میں بھی متصور نہین ۔

مگر قربان جایئے قرآن مجید کے اس کثرت کا بیان جن کا وظیفہ تہا اور ان سے اس کا اظہار نہوا اہل بصیرت بیدادن کا نقص ظاہر کرنے کے لئے قرأت غیر متواترہ مین اس کا اظہار بھی فرما دیا چنانچہ سورۂ الفرقان کے حمزہ اور علی کی قرأت میں سُرُجًا بصیغۂ جمع سورجونکی کثرت ہے اور چونکہ ہر سیارہ اول میں جلتا بلتا ہوا کرتا ہے اور پھر ٹھنڈا ہو کر رہی سے بے نور چاند سا ہو جاتا ہے باین وجہ چاند سورج ابتدا تو ایک لہذا اس کثرت میں چاندونکی کثرت بھی آگئی جدا قمر کی جمع لانے کی ضرورت نرہی اور جو اسکی بھی جمع بغیر سیری ہو تو اعمش وغیرہ دو قاریوں کی قرأت میں قمرًا بھی بصیغہ جمع آیا ہے جسکو امام رازی نے تفسیر میں القمر کی جمع ٹھہرا کر چاندنی راتونکی کثرت کی تاویل سے ٹھکانے لگایا اور بعضہ صفون کے اعتراض سے آیت کو بچایا ہے اور ایسے ہی سورجون کی کثرت مین یہ تاویل کی ہے کہ بڑے بڑے تارون کو سورج کہدیا ہے مگر اب تو دوربین کی دید کا جھگڑا مٹ گیا اب تو ان قرأتوں میں سورجوں اور چاندونکی کثرت کی اظہار ہمارا دست و گریبان نہ پکڑواسے اعتراضات اور طعنہ زنی پر اور ہارکھاسے والا تو اب موقع یہ ہے کہ وہ یہ سے سرگوشی کی جاسے کہ حیف تو نے وظیفہ کے اظہار سو ایسا کھٹا کھایا کہ لوگ زبان تک اون کا ذکر نہ آیا اور تجھے اونکی خبر ہی کب تھی یہ خبر اوس بشیر کو تھی جسکا یہ کلام ہے دونوں قرأتون مذکورہ بالا میں تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سُرُجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا

ترجمہ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے بنائے آسمان مین برج اور رکہا اوس مین بہت سے سورج اور بہت سے چاند ترجمہ تمام ہوا سراجًا کی مستقل جلالین میں ہے وَفِي قِرَاءَةٍ سُرُجًا بِالْجَمْعِ اے نیّرات **ترجمہ** اور ایک قرأت مین (حمزہ اور علی کی کما بین) سُرُجًا بصیغہ جمع آیا ہے یعنی نیرات (بہت سے سورج) اور اس تحقیقات کو بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو ہمارے شیخ کا رسالہ مستقل انہین دیکھو۔

اغاثہ میں ہے کہ یہ لوگ سورج کو فرشتہ نفس و عقل والا بھی مانتے ہین (یعنی جیو گیانی دیوتا) جسنے موالید ثلاثہ یعنی نباتات جمادات حیوانات کے جسمون جانوران کا یا صرف جسمون کا بنانے والا

---

[۵] یعنی جیسے یہ سورج ہمکو دکھتا ہے ۔ ایسے اسکی مثل اسکی برابر کا ہمکو نہیں دیکھتا تاکہ دیکھے بھالے کی دوسرے دیکھے بھالے سے مماثلت خارج مین دکھلا سکین ۱۲

عنصروں یا اون کے گروہوں یا صرف سورج اور ہوا کو مانا یا انکو صفت تکوین الٰہی میں شریک و مددگار کارخانہ تخلیق ماننا۔ الوہیت کے استحقاق کی معرفت میں ایسا باغیانہ شرکیہ جرم کیا کہ عقل سلیم کے مرتبہ ابتدائی کے بھی لایق نتہا۔ اور خواص الوہیت کو او نپر جھکا یا جن کو اپنے خلاصہ اشرف المخلوقات انسان ملکہ اوسکی حوان کی برابر بھی قدرت اختیاری نہ تھی۔ دنیا کے کاریگروں کاسبوں کی کاریگری میں غور کرو پانی مٹی سے مصور تصویر بنا آگ سے بچار رنگ چڑہا تصویر طیار کر لیتا ہے۔ کمہار مٹی سے بذریعہ چاک و اوسے برتن بنا پکا لیتا ہے لوہار لوہے سے بذریعہ لہاری و اوزار وغیرہ طوق زنجیر بنا تا ہے بڑھی لکڑی سے بذریعہ آری نہانی برمہ بسولا وغیرہ میز کرسی تخت تیار کر لیتا ہے۔ اس سے کسی کند عقل والے کو بھی یہ وہم نہیں ہوتا یہ تصویریں پانی مٹی آگ ہوا رنگ نے اور یہ برتن مٹی اور چاک و اوسے اور یہ میز کرسی تخت لکڑی آری برمہ نہانی بسولہ وغیرہ نے یا ان بیگروں مٹی پانی لکڑی لوہا وغیرہ کے خزالاں نے مصور کمہار نجار لہار کے ساجھے میں یا بے ساجھے بنائی ہیں اور جو ایسا کہے بیوقوف کہلایا جاتا اور مضحکہ بنتا ہے۔ تو اسے عقل سلیم کی روشنی سے دیکھنے والو مقتضیٔ عقل سلیم اور فہم ثاقب کی روسے کہدو تخلیق اجسام خدائی کام اُن عناصر و کرات عناصر کے سر کیسے منڈہ دسے جاویںگے جو اس کارخانہ تخلیق میں خود خرچ ہو رہے ہیں اور نہ[۹۱] جانتے ہیں اور جنسے صرف حرارت و برودت وغیرہ لی جارہی ہے وہ بھی حرارت و برودت وغیرہ جبھی دے رہے جب لینے والا خود اونکی خوراک دیکر جبر نقصان کر رہا ہے اور جب اُس کو بند کر لیگا تو شہر جاینگے فنا ہو جاینگے اور ان اشیا کا ان کے ساجھے سے بنا ماننا بھی ٹھیک نہیں اگر یہ کام شرکت سے چلا ہے تو بڑھئی کے ہاتھ لگانے سے بغیر لکڑی نہانی برمہ بسولہ سے حصہ رسدی میز کرسی تخت اد بابر دانچہ تو بنوا دیجئے تاکہ باقیماندہ کو اپنے حصہ کے موافق نجار بنا کر پورا کرے بغیر نجار کے ان سے تحت تک نہ چھیلیگی اگرچہ ہزار برس تک لکڑی بر دہرے رہیں یا لکڑی انکے اوپر پڑی رہے۔ اور یہی خیال دوسرے کاریگروں کی نسبت بھی کر لو اور اسی سے فلاسفہ اور طبائعین اور اونکے چیلوں کی فلسفیت کا اندھا پن شرک اسباب کے قول میں پرکھ لو پس جبکہ قسم اول کسیٔ میں بشکل ممکن کو شریک بنانا حماقت ہوا تو ثانی کارخانہ تکوین میں غیر اللہ کو جو تحویل اشرکت ہے شریک ٹھہرانا بغاوت شرکیہ بارگاہ الوہیت سے ہوگا تو اوس کیا ہوگا۔ اور نیز چونکہ عناصر اور انکے کرے اجسام ہیں اور اجسام کے کام جسمانی قوانین

---

۹۱ ۔ برج میں دُم دار ستارے وغیرہ ایندہن کی جگہ نہ جھکنے رہتی تو کبھی کا بے نور ہو گیا ہوتا۔

سے نکلکر صرف ہو جائیگا کسی چیز کو بنا نہیں سکتی غایت یہ کہ اونکی حرارت برودت وغیرہ پہونچ سکتی ہے
اون کو صورت گری میں اتنا بھی دخل نہیں جتنا مصور کو نہ اتنا جتنا رنگ بھرنے کو اور نہ عنصروں کو
کر ہونکو کسی نے مثلاً انڈے اور بچہ دان کے اندر خاک باد آب آتش کی لگدی بنی ہوئی پائی ہے
گڑھتا دیکھا اور نہ اتنا اور بچہ دان بچہ کی شکل کے ہونت کا سانچا اور پھر یہ کام تو سانچہ کے
بس کا بھی نہیں بیرونی و اندرونی اعضا رگیں پٹھے نہ دیتین۔ آنکھ ناک کان دل دماغ جگر
پھیپھڑہ وغیرہ اور اونکی ادراکات گوناگوں حکمتوں منفعتوں پر مشتمل اون بے شعوروں بے اختیاروں
سے بن پانیکی چیز ہیں جن کو خود بھی پہچاننے کا مادہ نہیں انڈے کے اندر بیٹھکر اپنے دوست
دشمن کی پہچان جو ناک مناسب و نامناسب کی امتیاز کیا انہیں عناصر بے شعوروں مجبوروں نے
سکھلائی ہے۔ کیونکہ بچہ اس پہچان کو انڈے کے اندر ہی سے لاتا ہے چیل کوّے کو دیکھ
ماں کے پروں میں چھپ جانا غذا مناسب کو لپکنا سیکھا ہوا آتا ہے اس معرفت میں یاگولک جی
کے سما چار یا گولک سمرتی کے ۱۷ و ۲۳ شلوک میں یوں ہیں کہ ہوم کرنے سے سورج دیوتا خوش
ہوتا ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے نباتات پیدا ہوتی ہے اور نباتات
کھانے سے منی بنتی ہے۔ اور جب نطفہ و مادہ جفت ہوتے ہیں۔ اور نطفہ خون حیض میں ملجاتا ہے
اوسوقت پانچوں عنصر اور روح اور پرمیشور اوس میں متعلق ہوکر قیام کرتے ہیں انتہی چونکہ یاگولک جی نے
کاریگر کے ہاتھ لگائے مباشر فعل ہوئے بغیر کاریگری کو بنتا نہ دیکھا تھا اور بچہ دان چونکہ بچہ کے جسم مناسب ہیں
اندرونی و بیرونی اعضا وغیرہ بنانیکا سانچہ نہ تھا ناچار منی اور خون حیض میں پانچوں عنصروں اور روح کے
بھیجنے پر پرمیشور کو متعلق ہوکر اونکے ساتھ قیام فرمانے کی ضرورت ہوئی تاکہ وہاں ٹھہرکر اون اشیاء مذکورہ
کی لگدی سے بچہ کی صورت بنادے۔ جب قادر مطلق سرب شکتیمان جسم سے منزہ ذات عالم کن کو
صورت بنانے کے لئے بچہ دان میں قیام کی ضرورت ہو تو سورج کو خالق اجسام ماننے والوں کو انکار ہے
کہ سورج کو تو بدرجہ اولی بچہ دان میں ٹھہرکر صورت بنانے کی ضرورت ہوگی اور چونکہ سورج کا قیام وہاں ہو نہیں سکتا
لہذا وہ خالق اجسام کسی ڈھنگ سے بن نہیں سکتا۔ اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا کمال اوس
احتیاج سے منزہ ہے جسکو یاگولک جی نے مخلوق کاریگروں کی کاریگری پر قیاس کرکے اوس قدوس
تعالی شانہ کی طرف منسوب کیا ہے سبب یہ کہ سب قدرتوں سے بڑھتی چڑھتی قدرت والا تو وہی
مانا جاویگا جب اوس کا حکم کن وہ کام بنادے جو ساری کائنات کی محنت [illegible] کمالی کی مجموعی
طاقتوں سے بھی نہ بن سکے اور ایسا نہ کرسکے تو وہ قادر مطلق سرب شکتیمان کیسے کہلائیگا۔

اگر کواکب مجبور بے اختیار کی تاثیر خدا دادسے یہ کارسازیاں ہوتیں تو تقریر نظام بطلیموس و نظام فیثاغورث و تسمیات متاخرین قانون حرکت وغیرہ تمام اجسام و اعضاء اجسام ہر فرد پر انفرادی تاثیر سے اس کروی ○ شکل پر اور ہر فرد پر کواکب دائرہ کی اجتماعی تاثیر ولنے اس پیچ پیچ ایک کروی بے شمار کواکب کروی در کروی کروی در کروی غایت تعداد تک ایسی شکل سے بھی زیادہ بے شمار پیچوں کی شکل بنجاتی یا کرہ زمین پر پنہار کی چوڑی کی طرح ہر جسم جھلا سا چڑھ جاتا جیسے چوڑی بنتے وقت رول پر چھلا سا چڑھ جاتا ہے اور یا کواکب کی تقابلی تاثیر و تصادم سے دیگر پڑنے سے ہر جسم کرہ زمین بکھرا نظر آتا بننے کی جگہ بگڑ بکھر جاتا کمہار کو دیکھو گھومتے چلتے چاک پر اوس سے ٹکورا چوکورا مثلث پہلو برتن بن نہیں سکتا وہ ہر برتن کے کروی بنانے پر مجبور ہوتا ہے ۔ باقی رہی تقریر نظام فیثاغورث پر اوسکی مثال یہ ہے کہ گھومتا شخص مثلاً پانی لوٹے کی ٹونٹی سے گراتے گراتے پانی کا دائرہ بنجائیگا اور یہ بھی کب جب لوٹے اور دست تاثر مقابل ہوں اور پہلے رد سے پر دا چڑنے کی نوبت آئے ورنہ وہی بکھیرا اور بگاڑ ان جسموں کا لازم آئیگا پہلے جسم بننے بچارہ بن بننے کی جگہ بگڑنے بکھرنے کی قیامت آگئی ۔ چونکہ ایسا ظہور میں آتا نہیں لہٰذا قطعاً ثابت ہوا کہ اس کرہ زمین پر کوئی ایسی قدرت جسموں کو بناتی ہے جسکو کسی کرہ موثرہ و متاثرہ تبدلات ہوتے سے کا عارضی حرکت و سکون اجسام و اعضاء و اجسام کی کرویت پہ مجبور نہیں کرتا اور اوس قدرت کاملہ کی روک عقاید امدادی سرانجام میں سب مجازی طاقتیں تاثیریں ناکام بمنزلہ معدوم اپنے بنا پر حکمت نہ بنا بر حاجت و ضرورت وہ جو کام ہے مجبوراً اوسیر لگی ہوتی ہیں ۔ اتنے پر بس کرتا ہوں زیادہ بسط اسمیں ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ میں امام متکلم رازی کی عبارت محصل کے ذیل موجود ہے ۔

شرک میں اسباب کی غلطاں کیا | الٰہیئے فلسفہ بلائے جہنم | خلق خالق کے کاموں کا قیام | وہ بھی تو لا ظلم کا مشتاق دم

کاریگران دنیا کا ساجھی ٹھہرایا بیکار اور اسباب و آلات کو جب کاریگر میں راست نہ آیا ہو جب تقریر صدور کے تو کارخانہ تخلیق میں اسباب تخلیق کیسے ساجھی ہونے راست آسکتے ہیں ۔ اس باطل رائے والوں نے جب دیکھا کہ کاریگروں کے بیکار لکڑی لوہا وغیرہ اور اونکے اوزار وغیرہ محض بے شعور مجبور ہیں اور کاریگر باشعور ذی اختیار اور اونکے سارے کام میز کرسی طوق و زنجیر وغیرہ بنانے کے اونکے شعور و اختیار سے ہوتے ہیں اور انھیں کے کاموں پر خدائی کاموں کو قیاس کیا تو شرک اسباب کے قول کا کچھ بھی لگتا نظر نہ آیا ناچار یہ کہنا پڑا کہ صانع تعالیٰ شانہ سے تمام مصنوعات بے اختیاری سے صادر ہوتی ہیں ذاتیہ تثبیت تو سو منزلت سے بھی زیادہ گہرے میں ڈوب گئی اور باطل کو دم دینے کی ہتے چوکا عذر لنگ لئے اور جعلی قاعدے اور اصول گڑھ گڑھ اسکی پشت پناہی کی گئی سب تواہمات ہی در حقیقت آبادی غم امغوری

وغیرہم حکماء اسلام کی تقریریں تو اس باب میں دیکھو شرک اسباب والوں کی قلعی کھولتی ہے

ہتی ہیں سنو کسو پر کھول دیا	جیسے دکھیا حال افسوس ہے ہم	مادہ جنکو نکلا کہہ دیا	بولو وہ جسمو نہیں لیتا ہے جسم
اسکی عضو یعنی خلق کا	مانا جب کیا نال ورجسم	کرلیا خود پر قیاس اللہ کو	سوتا و جگتا بھی کہا روح اجسم

آتما روح کو کہتے ہیں اور پرم آتما خدا کو جیسے ودّوا پرم ساوا یعنی پر ماوا اس سے معلوم ہوا کہ ہنود کی معرفت کی غایت یہی ہے کہ انھوں نے خدا کو کائنات سے نرالا نہیں مانا بلکہ منجملہ جنس ارواح اوسکو اعلے درجہ کی روح مانا ہے اور جب ساری کائنات انکے اعتقاد میں اوسی میں سے نکلی اوسی میں گھس جاتی ہے اور استحقاق میں بھی ظہورات طبعی اور اعلی چیزیں اوسکی برابر بلکہ بعض جگہہ وہ محروم اور غیروں کی ہوتی دھوم ۔ غرض جو سب ذی ارواح روحانیوں کا حال وہی اوسکا ایشور یعنی معبود بہتر ہے مگر وہ بیچارہ سہی گو آپ نہ پوجیں اور پرواہ نہ کریں موجہات کا دہوان یہ دہسک پھیلا رہا ہے ہستی صانع عالم کے سماجاروید بھگوان نے یوں گاتے ہیں رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ ۲ میں سیتارتھ پرکاش دیانندی کے صفحہ ۷ کی عبارت بھاشہ منقول ہے اور اوس میں اوس کا ترجمہ یہ ہے پرمیشور دنیا میں اور دنیا پرمیشور میں آباد ہے اسواسطے اوس کا نام بسو ہے ۔ وید بھاشا بھوبکا صفحہ ۱۳۳ بضمن وید منتر مرقوم ہے الخ یعنی پرمیشور میں تمام مخلوق کا قیام وقرار ہے اور اہل عرفان مرکزی میں جا گھستے ہیں صد۱ یجر وید ادھیا ۳۲ منتر ۱۱ پریتی بھوتانی پریتی لوکا ن پیریتی سیروا پردشا پردشاسچ اوپستہاے پرتھم جا مرتسیا تمنا تما نم ابھسیم ودیش ترجمہ لغوی) وہ پرمیشور بھرپور عنصری دنیا میں بھرپور اس لوک لوکا نتر یعنی ہر ایک کرہ میں بھرپور اس جملہ اشیا میں بھرپور دسوں جہت میں اور خلا صہ مکانوں میں الخ روح رو جونکی بے خوف پرویش کرنے والا یعنی جسطرح گندے آتے ہیں پانی ملا ہوتا ہے اسی طرح کل عالم میں وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہے ۔ ایک ذرہ بھی اوس سے خالی نہیں اور یہی ذیل کے منتر پری دیاوا پرتھوی سے ثابت ہے الخ صلا جسکا جی چاہے منتر مذکور کو مع ترجمہ منقول منہ میں دیکھ لے قرآنی طرز تفسیر آیت بآیت سے سبق لیکر منشی لیکھرام نے منتر مذکور کی مٹی یوں ٹھکانے لگائی کہ عنصری دنیا لوک لوکا نتر تمام مکانوں کو شوں جہتوں تمام چیزوں تمام عالم میں بھرپور ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے علم سے سب جگہ حاضر ہے منشی جی نے وید پر بڑی کرپا کی بڑھاپے میں دست گیری کرنا سپوتوں کا کام ہے ۔ مگر ان ناوٹ کو

سلہ اس داخلخارج کی تصریحات وید نے خلق کو آئینہ خالق اور خالق کو آئینہ خلق کی اصطلاحی تاویل کا بھی موقع نہ رکھا ۔

یہ پرمان وید بھگوان کا کیسے پتے دیگا کہ جس طرح گذہے آٹے میں پانی ملا ہوا ہے اسیطرح کل عالم میں وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہے اور کل اوسی میں سے نکلا ہے اور اوسی میں گھس جائیگا اور بسو بر کچھ دنا ہوا پرمیشور کے کہاں پلٹینگے قرآن کریم بیان ذات و صفات و اسما و افعال الٰہی میں کسی کی شبت بنا ہی کا محتاج نہیں وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ہ وَقَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ہ سے سمجھا دیا اور کسی کو احاطہ ذاتی کا خیال بطور ذوق و وجدان ہو تو اوس کو لیس کمثلہ شیء کی قلم سے مغالطہ شرکیت سے نکلنے دیا اتحاد و حلول کا اعتقاد نصاریٰ کا جب قرآن مجید میں بالیغ وجوہ رد کر دیا گیا تو اب کون اوسکے کسی کلمہ پاس ہاتھ میں تمہارا کہا سکتا ہے - اور اس طرح جس کی کل بگڑ گئی اوسے کون سنبھال سکتا ہے انجام کار منشی لیکھرام ہی کی زبان قلم سے وہی ٹپک پڑا جو دیدکی چھٹی میں بھرا دھرا تھا آپ الفاظ وید کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کا بھی پرمیشور انتہی تو اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طاقت کا بھی خدا اور خالق ہے تو اوس سے کیسے سماجار کیا ہے۔ جب وہ بیطاقت تھا سست تھی ہے تو بچہ میں طاقت رفتہ رفتہ ہی آتی ہے آریا اونکھے تک بھی وید کا چرانا رشا راگ میں بسا ہے اگر نہ دیلا جیسا منتر میں تھا ویسا ہی زبان قلم سے نکل گیا جب تمام عالم کو پرمیشور کے انش یعنی حصے بتلانے والے وید کے اندر احاطہ علمی کا کوئی منتر نہیں اور ہمارے بیان مذکورہ وید کو اوس کی حاجت بھی نہیں اسلیے کہ وہ برہم زن وید کی کا سے بچانی تعلیم کا ہے - تو انوار قرآنی کی روشنی وید میں بتلانا بیکار ہے لہٰذا اوس کو بابو پیارے لال ستاتن دھرمی کی کتاب ملک عدم میں ایسا دیکھا تھا کہ پرمیشور میں سے اکاش و پران نکلکر تا تمات کا سلسلہ چھڑ جاتا ہے اس حالت کو پرمیشور کی جاگنے کی حالت کہتے ہیں پھر جب مہا پرلے ہو مادہ عالم نہایت لطیف اور باریک ہو کر پرمیشور میں گھس جاتا ہے اور یہ عالم سنسان ہو جاتا ہے تو اس حالت کو پرمیشور کے سونیکی حالت کہتے ہیں رفتہ رفتہ اوس میں پھر طاقت آتی ہے تو اوس میں سے اکاش و پران نکلکر وہی دور دورہ شروع ہو جاتا ہے انتہی ملخصًا و ملتقطًا اسی کے مہنیہ میں یہ بھی لکھا ہے اشیور ایک ہے جس سے تمام دنیا (عالم) پیدا ہو کر پھر اوسی میں مل جاتی ہے وہ شروع میں ایتھر سے بھی زیادہ باریک لطیف صورت نکلتے ہوئے اکاش کے موافق غیر محدود خلا میں بھرا رہتا ہے۔ وہ ہماری طرح دن کو جاگتا اور رات کو آرام کرتا ہے۔ قیامت کے بعد اوسکی پیدائش ہوتی ہے انتہی ملفظہ پری دیا وا یہ تھوی رگوید منڈل ۶ کی تیسری ادھیا کے ورگ ۲۰ کا چھبیسواں منتر ہے - آریہ لوگوں میں اوس کا ترجمہ یہ کیا ہے اسے پرمیشور تم سوم ہوتی ہو سب اور سب کو اپنے میں بسائے ہوا ہو کل بستی کو

الغرض ہوا سے آگنی تو ہی سب کے انجام کا باعث اور صورت اور سروپ ہو اور ستیارتھ مطبوعہ بار
دوم کے صفحہ ۶ اپر یہ ہے جیسا کہ گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اوسی میں رہتے ہیں اور اوسی میں مر جاتے
ہیں ویسے ہی پرمیشور کے پیٹ میں خلقت ہی انتہی وید کی حقیقت میں عبارت متن مطبوعہ ستیارتھ
سے نقل فرما کر لکھا نہ معلوم وید کا مصنف اوس سے باہر کیون نکل آیا اور پھر کیون داخل ہو کر
قُل مچاتا ہے۔ مگر افسوس دیانند جی نے یہ نہ بتایا کہ جسطرح گولر شاخ میں اور شاخ پیڑ میں اور
پیڑ آگے تک سلسلہ کہتا ہے اسی طرح پرمیشور کے پیٹ میں مخلوق اور پرمیشور گولر کی طرح کونسے پیڑ
میں لٹک رہا ہے اور آریہ اوس کے سر یا سترین یا سینہ سے یا گینش کی طرح کسی دہرم پتنی کے
میل سے پیدا ہوتے ہیں یا اونکی پیدائش کسی دوسرے جہاڑ پھیل سے ہی ہو۔ وید چار مصنفوں کے
بنائے ہوئے ہیں جیسا جو عقیدہ تھا اوس نے وہی درج کیا جو ہمہ اوست (عقیدہ اطلاق حلول و
اتحاد والی) کا معتقد تھا اوسنے وہی لکھ مارا اور جو آواگون کا تھا اوسنے آواگون کی حمایت جسنے جنگلوں
میں آرتی سلگائی تھی اوسنے ارتک بنائی اور زمین شعر میں پارس کے پیس جائے اور جسنے
گولر پیڑ سے جھگڑا دراز ترائی تھی اوس کو وہی سوجھی توحیدی مضامین نازک خیالی کہاں سے آتی ہے
بلکہ ہر کس بقدر ہمت اوست[۲۱] اوس دیانندی ترجمہ منتر ہائے وید سے لیکھرامی بناوٹ اپنے علم سے
سب جگہہ حاضر ہونے کی ڈہے گئی اوسی ملک علم میں اسی پیدا ہونا چند اجزا کے اکٹھے ہونیکا نام ہے
اور مرنا اون کے جدا ہونے کا ۱۹۵ بموجب اس کے جب اکاش و پران پرمیشور میں سے نکلے تو
پرمیشور او سنے اور وہ پرمیشور سے جدا ہو جانے کی وجہ سے مر گئے اور جب اکاش اور پران
پرمیشور میں گھس کر اکٹھے ہو گئے تو اب پرمیشور پیدا ہوئے تم جو پھلا جن پستکون میں پرمیشور کی نسبت
ایسے سماچار ہوت اون سے قدم وازلیت باری کے ثبوت کی امید خیال خام ہے جن لوگون نے
خود پرمیشور کو قیاس کرکے اوس کے اعضا سے تناسل کائنات ارضی و سماوی اکاش اور پران
کا اور پھر سانپن کی طرح نکل جانا ان کا مانکر اوسکا نام سہو اور پرکھ و درا دھر لیا حاملہ کی طرح سے
کراہتا سوتا جاگتا مرن کرچہ ہرنی کے حمل سے ظاہر ہوتا وغیرہ لوازم جسمانیت اوس کے ستھے مارنے
لگائے بجائے وید اور بعض مختلف خیالات مذاقون والون کی مٹی پر چار ونی الف لیلا ہے۔ آج
اوس کو آسمانی او پان والون کی دیکھا دیکھی آسمانی کتاب بنایا جاتا ہے۔ اس لئے زمین و آسمان
کے قلابے ملانے اوس کے حمایتون کے گلے کا ہار ہو گیا ہے ورنہ ۔

لکھتم جا جا پرتم بھائی ☆ اوت نگر کی چٹھی آئی ☆ ہل چلاتی ڈھونڈگا تے ☆ آج گریہار کو مکم سنی پا نا ہے

جیسے گایا جاتا ہے ویسے ہی یہ وید گانے بجانے اُچنگ بجانے کی کہانی کہاں تہانی یعنی کہاں سُر تال
تا تک تکتے سے نانا جاتا تھا تنا تھئی تھئی تھا دُھن تمانُت سے بجاؤ ہاہب اور ستن
کی سُدھ بدھ نہ تھی کبھی کسیستے اوت بھوت بھومیا عناصر لوک لوکا منتر دیوتا ادن وغیرہ کی پوجا پاٹ
بلبنٹ جانوروں کے قربانی جھبنٹا انکے نام کا گایا بجایا گیسیتے آسمانی ادیان کے طرق کی بھی
کوئی بات کہہ سنائی اوسی ملک مدعم ہیں ہے کیونکہ اول تو وہ (فرشتے) کھاتے پیتے نہیں جس سے
بے اعتدالی ہو دوسرا اعتقاد نہیں رکھتے جو درویا اریم ہو صفحہ ۶۹ دو نقل سے ایسے خوش اعتقادی
اور پرمیشور سے ویسی آگ ہیں کہ اوس کو ستا جاگتا کر اتہا ابناش دیوان کو جنا گنگا وغیرہ سب کچھ
کہہ ڈالا منڈوک اُپنشد کا قول ہے کہ مکڑی جیسے باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی اپنے تن سے
تار نکالکر جالا پورتی ہے اور خود ہی اوس میں کھیلیں کھیلتی ہے ویسے ہی پرمیشور اپنے جسم سے
دنیا نکال خود ہی اوس میں گوناگون کھیلیں کھیل رہا ہے ستیارتھ سطیقہ اجمیر کے صفحہ ۱۴۳
میں ہے کہ تمام روحیں نجات پاکر پرمیشور میں ملجاتی ہیں اور پرش سکت کے دوسرے منتر میں ہے
پرمیشور ہی جملہ جہان ہے جو کچھ ہوا یا ہوگا یا ہے وہی تھا اور ہے اور ہوگا الخ فاضل سیانا چارج
اسکی شرح میں لکھتا ہے کہ انسانوں کے وجود گذشتہ و موجودہ و آئندہ سب پرمیشور کے وجود ہیں
اور جو کچھ انسان کھاتا ہے وہ بڑھتا ہے اور تمام عالم اوس کے ساتھ ساتھ پھولتا پھلتا فروغ پاتا ہے
یجروید کی ادھیا ۱۷ کے ۱۹ منتر کا ترجمہ یہ ہے ان گنت اوس کی آنکھیں ان گنت اوس کے منہ ہیں ان گنت
اوس کے بازو ہیں ان گنت اوس کے پیر ہیں سام وید اتھر وید کو دیکھو بھی ایسا ہی ہے یجروید کی ادھیا
۳۱ کے پہلے منتر کا ترجمہ ہندوستان کے تمام مفسران وید نے یہ کیا ہے ہزار سر اُس پرش (پرمیشور)
کے ہیں ہزار اوسکی آنکھیں ہزار اوس کے پیر ہیں وہ زمین پر سب جگہ اُلٹا سیدھا تو بھی بیٹھا ہے دس
اونگلی کے فاصلہ پر (عرض ناقل) بھلا حلیہ سنایا پرمیشور کا ایسی صورت کا عجیب الخلقہ جانور ذرا اوتی
صورت گجائی کے بالوں کی تعداد کو بھی جیتے مات کردیا جسکے ہر چہرہ پر ہر سر میں ایک آنکھ بھلا کون کہتا ہے
حدیثوں میں آنے والے کانے دجال کے چہرہ میں بھی ایک ہی آنکھ مذکور ہوتی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۱ میں ہے
برہم بھاش میں وقتِ دیانند نے اپنی تصنیف میں لفظ نابھ (یعنی ناف) بڑھا کر کہا وہ پرمیشور ناف سے اوپر
دس اونگلی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے یعنی دل میں اس منتر پر دیانند کی تاویلوں کے جاسے
تنے ہوئے لتے کھلے ہوئے سماچار وید کے نہ ڈھک سکے۔ کہاں ہیں وہ بُردُش ثم استویٰ
علی العرش پر اعتراض کے لئے جنکی رال ٹپکتی ہے اس منتر میں پرمیشور لٹو سیدھا ہے اوندھا ہے

پڑے بیٹھے ہوتے ہیں۔ دیانند جی کے مانے ہوئے برہما کے جنکے پیدا ہوتے ہی سیدھے نہیں ہوتے
مشکل سے دیانند جی نے خانہ ساز ناجو ڈال اوپر کو سر کھانا میں بچا سکتے ہیں کہ جنکا ایمان ہے ہر زمین پر
قلب انسان کامل عرش الرحمن ہے اور اوس کے جنیان کے رہنے کی وجہ سے تو عالم بالا کے
عالم قدس ہیں عالم قدس کا قلب عرش الرحمن ہو گیا یعنی اس قلب پر اوس کے کمالات کی تجلی ہانی تو
ہوا ہوا اور سب ہم ۔ بھلا چودھویں سمالاس کو ... پر اولنا سیدھا دیں انگلی بھر کے فاصلہ پر بیٹھا تبلایا ہے
اوس ایشک بربہانت وشواش رکھنے والوں کو استوا پر اعتراض کا منہ کب پڑ سکتا ہے۔ قرآن و حدیث
نے اوس کو عرش پر بیٹھا ہوا نہیں بتلایا قعود جلوس وغیرہ کوئی لفظ بیٹھنے کے معنی کی بو تک دینے والا
وارد نہیں ہوا بخلاف ستیارتھ پرکاش کے کہ اوس میں تو معاذ اللہ ان کو نا سیدھا بیٹھا سب کچھ کہہ ڈالا
اور اس سے زیادہ آئندہ آتا ہے سکھ شاستر کا اوس کے رہنے کی جگہ بھی بتلا دیگا قرآن میں تو استوی
آیا ہے جو کثیر المعنی وسیع الشان ہونے کی وجہ سے شان جہانداری کا مظہر ہے اوس کی تعبیر کا ڈھنگ
ہر متشابہات میں تنزیہ کو ملحوظ رکھنے والی آیتیں اس آیت سے قبل و بعد نازل ہونے والی قرآن کریم میں
خود موجود ہیں جیسے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ یعنی اللہ بے پروا ہے جہانوں سے۔ بھلا جو سب
جہانوں سے بے پرواہ سب سے بے نیاز اوس کو عرش پر آرام کی کیا حاجت لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الآیہ نے ڈنکے
کی چوٹ سنا دیا کہ کوئی اوسکی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں اور پھر اس مسئلہ میں خود
نزول قرآن کے وقت ہی فیصلہ ہو لیا ہے کہ کوئی نسبت لفظی و معنوی ایسی جس میں بوئے احتیاج باری
پائی جاوے اوس سے اللہ سبحانہ کی ذات پاک ہے وہ اوس طرف سے منفی ہے۔ جبکہ یہودی جب
ہفتہ کے دن اوس کے عرش پر آرام کرنے کا افترا کیا باتفاق مفسرین و بتصریح احادیث اونکی اس
خیال کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ **ترجمہ** بیشک بیشک پیدا کیا ہمنے آسمانوں
اور زمین اور اونکی درمیانی چیزوں کو چھ دن کی مقدار میں یا چھ حالتوں میں اور نہیں چھوا ہمکو تھکاوٹ
اور ماندگی نے کچھ بھی لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اونگھ نیند الکس اوس کے پاس نہیں

سلہ تحریف سے اگرچہ بائبل سے امان اوٹھا دی ہے تاہم ایوب کی کتاب میں دیکھئے باب ۴۰ ورس ۹ کیا
خدا کی تیری سی بانہہ ہے کیا تو اوسکی مانند اپنی آواز سے گرج سکتا ہے استثنا باب ۴ ورس ۳۴ زمین پر اوس کا
نظیر نہیں الخ صفحہ ۹ متشابہات کہ ان میں مماثلت کی نفی تاہم اس سے ثابت ہے ۔

پھٹ سکنے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا آسمان وزمین کی حفاظت اوسکو ذرا بھی بھاری نہیں بھلا جو
وہم پرستی یجروید کا گنوا یا بجایا ہوا آسمان کے پار مقام قیام پرمیشور کا تبلادی گویا آریوں کی تازہ گرفت کو حساب سے
اُنسے عدم الوجود جانے کہ خون حیض میں نطفہ روح پانچوں عنصر ملتے پر پرمیشور کا قیام بچہ دان میں سمجھا دے وہ اور
استوی پر اعتراض کیا پرمیشور کا ڈیرا اور قیام بچہ دان میں تبلایا ہوا یا گولک اسمرتی کا اوسے یاد نرہا۔ بھلا
سیسے ہی بنائی روح وجسم کی ترکیب بننے میں ایسے مقاموں میں قیام کی ضرورت پڑی اگر اوسی روح یا ذرہ
بنانا ہے تو پڑ جاتا تو نہ معلوم کون کون سے مصالح اوسمیں حرج ہوتے اور کتنے برسوں حقّوں تک کس کس
پیٹ میں قیام کرنا پڑتا۔ منتر ہرن گربھ کا بورا پتہ ستیہ بکیلم نے شرک چھپانے کی غرض ہی کو نہیں بنا
اور طرہ یہ کہ اوس کو کلام الٰہی بنا ڈالا (اور اوس میں سورہ اخلاص کا شبنا دیکھنے لگے) مگر آنکھ کھلی تو
کچھ نہ تھا کھیل بن گیا منوا مرگیا والی کہاوت ہوگئی کسمبی دیوانے تھوا اشا کا ترجمہ آپ ہی کا کیا ہوا
جسکو باطل کر رہا ہے تکذیب کا صفحہ ۱۰۰ دیکھو جسکا خلاصہ یہ ہی جو سینار کا پتی ہی ہم اوسکی بندگی کریں
اور آپ کے گرو دیانند جی کا ترجمہ وید بھاش کے صفحہ ۱۰۱۹ میں یہ ہی داصل عبارت منقول منہ میں دیکھو)
خلاصہ اوس کا یہ ہوا اے اولاد آدم جیسے ہم لوگ اوس ہرن گربھ خالق کل کی بندگی کرتے ہیں ویسے
تم بھی کرو اگر چہ یہ دونوں ترجمے بھی صحیح نہیں (کہ وید جنکے ہاتھوں سے دست بدست چلا آتا ہے گو اوپر
سند کا سلسلہ متصل نہیں) مگر یہ بھی دونوں ترجمے اونکی معنی گیری سے نرالے ہیں نئی معنی گڑھی ہیں
ہرن گربھ میں گربھ لفظ اردو تک میں انھیں معنی میں مستعمل ہے جن معنی میں سنسکرت اور بھاشا میں ہی
یعنی حمل کے معنی میں یہی سب سے پہلے وہ ہرنی کے حمل سے نکل آن کودا جیسا کہ آتا ہے) تاہم ان دونوں
ترجموں سے ثابت ہی کہ اس کا مصنف کوئی عابد پجاری ہی جو اپنی طرح لوگوں سے ہرن گربھ کو
پجواتا ہے اگر اس کو خدا کا کلام بنا ڈالوگے تو اوس متکلم خدا کا خدا اتبلانا پڑیگا ۔

پنڈت سادھو سنگھ جی نے صیا رتھ بلیک میں اس کا ترجمہ جو کیا ہے اوس کا اردو یہ ہے
اِس موجودات سے پہلے صانع عالم ایک ہرن گربھ (حمل) سے ظاہر ہوا یعنی پرمیشور ہرن کی
صورت بنکر سب مخلوقات سے پہلے موجود ہوا۔ پھر اُن نے چرند پرند انسان حیوان نباتات
جمادات زمین وآسمان وغیرہ سب کرہوں کو اپنی قدرت سے بنایا اوس ایک دیو پرمیشور کے لئے
ہم لوگ قربانیوں وغیرہ سے اوسکی پرستش کریں۔ انتہی۔ وید بھگوان کا بیان تو صرف اتنا تھا کہ سب
کائنات سے پہلے ہر ۔۔ ہرن کے گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوا اس سے پرمیشور کا حدوث اور
اوسکی ہستی سے پہلے ہرنی ہستی کا ہونا لازم آتا تھا جس سے تسلسل لازم آتا تھا۔ ناچار اس

حمل و حاملہ و محمول کی یہ تاویل کی (سب کائنات سے پہلے پرمیشور بران کی صورت میں ظاہر ہوا) وید کی
حقیقت میں منشی لیکھرام کا ترجمہ کرایا ہوا وید منتر کا صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں منقول ہے اوس میں یہ بھی ہے اس پارکھی
سے اپنے پجاری کو اپنے میں استھر (داخل) کرے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے منتر ہرن گربھ
کی لے دے ردّ تکذیب براہین احمدیہ حصہ دویم میں دیکھو جو سکا صفحہ ۹۰ سے عبارت سرقہ کرکے اوسکا
سر اوڑا دیا تاکہ یہ کھلی وے کہ یہ تہذیب کا کلام ہے اور رد یہ ہے اوس پرمیشور کی بندگی جیسی ہم کریں ویسی
تم بھی کرو اس کا سر توڑ لکھ دیا کہ اوسکی بندگی کرنی ضروری ہے۔ آریہ مت کے بلوئیون کو جب توحید قرآنی
اور مضمون سورۂ اخلاص نے تسلیم پر مجبور کیا اور ہٹ دہرمی نے انصاف سے ہٹا دیا تو ان مصائب سے
وید کے کلام میں توحید کے رو کھے رد کھ جاتے ہیں اور یہ مت ایسی ہی ہٹ پھیروں سے چلتا یا
گیا ہے۔ دیانند جی وید منتر دنبر ہیرپھیر کی گبری چڑھانے کے ریا ہاں سے دم بخود سر گئتے ہرن
گربھ کا لفظی ترجمہ مع اعتراض بیٹے تھے بچنے کے لئے کچھ نہیں کیا آریوں کے پرمیشور کا ویدوں میں
جابجا تشبیہ دیکھ کر سمجھا کہ ان دہرم پستکوں کی رو سے جب تک پرمیشور کسی قالب میں حلول نہ کرے
کچھ نہیں بنا سکتا وید کی حقیقت میں ہے یمم سوشیم اہیا مرودم شتم پیشے سوجوہ ساگ میرتی ۔
اتیم ناجیم مولنسیدم رتھم میندرود تیام دسے سوکری بھی) یہ رگوید کے پہلے منڈل کے سکت ۲ ۔
کا پہلا منتر ہے۔ ماسٹر مرلیدھر جی اس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اوس مینڈہے کی بخوبی پوجا کرو
جو آسمانون کو ہویدا کرتا ہے جسکی تعریف میں سیکڑوں پجاری معروف ہیں میں اندر کے منتر پڑھکر
اپنی حفاظت کے لئے رتھ میں سوار ہونے کو وہ رتھ جو چالاک گھوڑے کی طرح جنگ میں جلد ہی سر
آتا ہے منت کرتا ہوں ترجمہ تمام ہوا۔ دیکھ تو کرو آریوں کا پرمیشور کیسے کیسے روپ دھارن کرتا ہے
اشکال مختلفہ کے بارہ برجوں میں سے ایک شکل مینڈہا بھی بتلایا جاتا ہے جسکی پوجا کا فرمان وید
بھگوان اس منتر میں دے رہا ہے گنگا جمنا اگنی وغیرہ کو وید میں بجتا دیکھ سب کو پرمیشور بنا ڈالا شرک
پر توحید کا جالا پور خرک کا اول ڈھکدیا۔ مینڈہے کو پرمیشور بنا کر شرک چھپاتا اور باقی ہے جسکے لئے
یہ چالاکی ہے یجروید باب ۷ منتر ۴۲ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۶۰ کہ اے پرمیشور آپ
اصول اور قواعد فقہ پر چلنے سے خاص ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم اشیاء
ادبی پیدا ہو تو (آسمان سورج وغیرہ اشیاء) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی تجلی صفاتی یعنی
ظلال صفات کی تاویل مذوق صوفیہ کا بھی حوصلہ نہ کہا پرمیشور کی ذات کے اندر زمین دہروی
اور آسمان سورج وغیرہ میں پرمیشور کو تھوڑا نہ بہت سب کا سب بھر دیا سورج اور اسکا ستش

وغیرہ کریموں کے کچواسنے کا اچھا ڈنڈا لگادیا ردتکذیب حصہ ۲ میں پڑہ دیکھو یجروید کے منتر
برہمن اسنے لکھا ہے اور یجروید ادہیا ۲۰ کے منتر ۷ و ۸ کی تشریح جو اسکا صفحہ ۲۰ میں دیانند جی
نے اس طرح کی ہے کہ پرمیشور فرماتا ہے جو پورن بل ہو وہی میری بھوجا ہے تا آخر جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ پرمیشور کہتا ہے زور میرا بازو ہے حواس سلیم میرے دونوں ہاتھوں کی مانند ہیں تحمل فراست میری
روح کی مانند ہے سلطنت میری پیٹھ کی برابر ہے راجا اور امیر میری ران کی مانند ہیں علم ہندسہ
کے معلم میری کلائیاں اور زانو کی مانند ہیں یہانتک کہ ہر ایک خیرخواہ خلائق میرے اعضاؤں کی مانند
ہے لیکن برہم بھاش میں اس آٹھویں منتر کا ترجمہ بشرح اس طرح لکھا ہے کہ سکھمنا رگ میرے رہنے کی
جگہہ ہے اوجھ کند ہے گردن کان جوڑ کلائی جانگیں گھٹنے تمام اعضا میرے پرجا ہیں انکا نام
دیو کے ادراسی ادہیا کے پانچویں منتر میں داڑھی مونچھوں والا پرمیشور فرماتا ہے (بعد نقل
عبارت منتر) ترجمہ صفحہ ۹ اے انسان میرا سر سرداری ہے اور میرا منہ زور ہے سر کے بال اور داڑھی
مونچھیں میری چراغ کی مانند روشن ہیں بادشاہ میری جان ہے آب حیات کی سی میری آنکھیں خوب
روشن ہیں میرے کان دور سے سننے والے (طلا) ہیں دیانندی اصلاح پر بھی وید کے ان منتروں
سے آریوں کے پرمیشور کے جوڑ اوجھ کند ہے کان گردن کلائی جانگیں گھٹنے پیٹھ ران
داڑھی مونچھیں وغیرہ اور پھر انکا اعضا جسمانی ہونا اور اشیا عالم کی مانند اور برابر اور عین ہونا
کھلے ہوئے لفظوں میں ثابت ہو رہا ہے اور اس خلاف تنزیہ ہونے پر جو اعتراضوں کی جڑیں
پڑتی ہیں اونکی روک تھام کے لئے وید میں کوئی مثال نہیں اور قران مجید میں جو ید وجہ وغیرہ کا
اللہ سبحانہ کے ذکر ہوا ہے اونکو جسم اور عضو کے نام سے ذکر نہیں کیا اشیاء عالم میں سے کسی
چیز کی مانند نہیں بتلایا اور نہ کسی چیز کو اونکی مانند بتلایا مثل اور برابر بتلانے کے تو وہم کا بھی موقع
نہیں اللہ سبحانہ کی ذات یا وصف یا فعل کسی میں بھی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کی مثل اور برابر
سمجھے اوس کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے ثم الذین کفروا بربھم یعدلون وغیرہ بہت سی
آیتیں بر محل اسی حصہ میں منقول ہیں لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اس نص قرآنی
میں سمجھا دیا کہ اوس تعالیٰ شانہ کی مانند کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اعتبارات میں
حتیٰ کہ سننے دیکھنے میں بھی باوجود ہمہ دانی کے اوسکی مانند کوئی سننے دیکھنے والی مخلوق نہیں
بلکہ ترکیب حصری آیت کی سمجھا رہی ہے کہ جس معنی کا وہ سمیع و بصیر ہے اون معنی کا کوئی سمیع
و بصیر ہی نہیں اور پھر ان ید وجہ وغیرہ میں تاویل ہم ہی نہیں کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے

منتر بعبارت سنسکرت ہے پوتھی آریہ پتھوں میں ہیں جسکے معنی یہ لکھے ہیں اے اگنی اللہ تو ہی تعریفوں کے قابل ہے لڑائیوں میں تو ہی سراہا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اوسکی کبھی فتح نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کا گھاتک تو ہی ہے اور سب سے پہلے تو ہی لڑائیوں میں بھیجنے والا ہے اور تو ہی ہمارے دشمنوں کو جیتنے والا اسواسطے ہماری شکست کبھی نہوگی ترجمہ تمام ہوا۔ اسد سچانند کا نام لیتے جتنے نفرت وہ بولا تو کیا اگنی اللہ اگنی پرمیشور کا اگنی کو بھروپ بھروانیکی جگہ۔ اگنی پوجا پر بانے والے اگنی کو سراہنے والے نے اگنی پر بڑی کرپا کی دکھیا پرمیشور بنا دہری گرد وسرے عناصر نکتے چھوڑ سے یہ اپنے معبودوں کی ناشکری کی خاکی پرتھوی ہوائی پرمیشور آنکو پرمیشور نے جمنیا پرمیشوری کو سلیا پرمیشوری یہ سب ان پر بکنے انپر کبھی کرپا کی ہوتی جیسے اندرانی پرمیشوری اشونیہ پرمیشوری ادھینے آگے آئینگے اسینے اکھیں کبھی او تھورا سدھورا کچھ تو کیا ہوتا ویدکی عناصر پرستی کا اگنی کنڈ پٹ کر توحید کا دخل بیرا لگا! ۔ ویدمیں تو دکھانے کو ہو جاتا۔

افسوس! اس پرش کو دل سے توحید کا رتی بھر بھی پاس ہوتا تو شرک کی پوراون میں تحریف کی اتنی آگ بری نہ بھرتا کہ شرک باطل کو کھلکر رد کرتا مگر یہاں تو اہل توحید وقرآنی تردید کا لوہا مانکر ہٹ دھرمی سے کام لیا جاتا ہے۔ شرک پر توحید کے غلاف ڈال ڈالکر چھپایا جاتا ہے بتایا نہیں جاتا تاکہ ویدک شرک سے نفرت نہو جائے۔ غفلت سے جاگ جانے والے منصف ہنود کو۔ اگنے اگنی کو سراہ سراہ پڑھنے والے جگید کے گھمسان میں اگنی مناولی گیت ویدونکے بتاتے ہوئے ایسے ہی منتروں بموجب گاتے چلے آتے ہیں جنکے واقعات ویدونکے ساتھ ساتھ لگے چلے آتے ہیں ویدوں کی تیدمیں رہکر وہ آج کیسے مٹ سکتے ہیں ہیں ادہر ادہر سے لئے ہوئے نئے مت کو ویدونکے منتروں پر تحریف کا غلاف ڈالکر دیا کرتی چالاکی کوئی کرنے۔

رد تکذیب حصہ دوئم یہاں کے صفحہ ۷۰ اسکا خلاصہ یہ ہے۔ سہ نہ بید ہو جیتا الخ اس کو

یعنی قرآن ایمان رہا خیالوں کا پہلے ہی شکوہ کر دیا ہے نصاریٰ کو اعتقاد تثلیث میں ایسے
ہی پہلے لوگوں والوں کے مشابہ ہو گیا تبلایا ہے یضاھئون قول الذین کفروا الآیۃ یعنی
مشابہ ہو گئے ہیں وہ قول کفار کے اور جعلوا لہ من عبادہ جزءا ۵ میں کہ انہوں نے
بہت گمان خدا کو خدا کے اجزا اور اس کی بیٹی بیٹے اور شریک سے مان رکھا ہے آج روشنی کے زمانہ
میں سورہ اخلاص کے مضمون دلربا ایمانی جلا کو دیکھ کسیکی رال ٹپک پڑے تو وید اوسکا
روبرو ہوتے سامنے اس لمبی چوڑی کنبہ داری سے کیسے پھر سکتا ہے مختصراً معنی سورہ
اخلاص کے یہ ہیں او مخاطب کہہ دے جسکا اسم ذات اللہ ہے وہ ایک ہی پاک بے نیاز
کسیکا محتاج نہیں کسی کو نہیں جنتا اور نہ وہ کسی کا جنا ہوا ہے اوس کے اندر سے کچھ
نہیں نکلتا کہ وہ گھٹے اور اوس میں کچھ داخل نہیں ہوتا کہ وہ بڑھے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی
اب ہے اور آئندہ کو بھی ایسا ہی رہیگا اوس کا نانا نہ دادا بھائی بیٹا اور برابر والا کوئی نہیں وہ
ہر عیب و نقص ظاہری و باطنی سے پاک ہے یہ ہے اوسکی ہستی اور شان کا مختصر بیان خلاصہ
قرآن جسکی تصریحات میں ایک عظیم حصہ قرآن کا بھرا ہوا ہے صفات کمالیہ اور تنزیہیہ
قرآنیہ کو دیکھ دیکھ وید کو اوسکی تفسیر کا روپ بھروا دیا جاتا ہے اور جب کوئی وید کی اصلی
صورت دکھاتا ہے تو عناد کی آتش غرض الضلالت کو جلا کر بہتان پر لاتی ہے کہ
قرآن تو معاذ اللہ خدا کو آگ میں بتلاتا ہے اور اوس میں سے آواز دیتا ہے [illegible]
اس بہتان پر یہ جملہ آیت قرآنی کا نودی ان بورک من فی النار لعنت برسا کر بتلا رہا ہے کہ ہم
دیتے ہیں وہ شخص کہ آگ میں ہیں یعنی نور میں جو وادی المقدس میں مشابہ نار کے معلوم ہوتا
ہے جس سے ظاہر ہے کہ اوس نور کے اندر فرشتے برکت دیے گئے جن کا برکت دینے والا اللہ اکبر
ناودیناہ من جانب الطور الایمن ہمیں نص قرآنی بتلا رہی ہے کہ وہ ندا موسیٰ کو طور کی داہنی
جانب سے آئی تھی نہ نور بصورت نار سے جو وادی طوی میں تھا داہن طور سے اور بعد ازاں تھا
لیس کمثلہ شیء الایۃ کی معیار پر کیسی ہوئی ہے کیف اور بے چون کا لفظ بھی برائے اظہار کمال

جبکہ ذوق سے المہیمن بھی بہرہ یاب موجودہ توریت میں آگ کے اندر سے آواز کا اظہار اول تو ہم حجت نہیں دوسرے اسکے متصل ہی اللہ کے ذی شکل ہونے کی نفی موجود تو لوازم شکل اوسکی طرف منسوب نہیں ہونگے پس اندریں صورت نا مظہر ظل صفت کلام الہی تھا جیسے بر صاحب وحی وقت ذی کے ہوتا ہے قرآن کریم اسکی ہستی کو صفات کمال کے ساتھ متصف بیان کرتا ہے اور ہر ناشایستہ امر سے اوس کو منزہ سمجھنے میں کسیکا دست نگر نہیں بطور نمونہ اتنا ہی ملاحظہ فرمائیے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ یعنی وہی اللہ جسکے سوا کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اشیا کی خلق اور بقا پر پورا مالک و متصرف اُن تمام عیبوں سے پاک جن کو حس دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اُس طرف جا سکے یا قلبی قوت سمجھ سکیں تمام عیوب سے مبرا سلامتی دینے والا امن اور اطمینان بخشنے والا اپنی کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنیوالا سب کے اعمال سے واقف سب کا محافظ بے نظیر سب پر غالب ذرہ ذرہ پر متصرف سنوارنیوالا ہمارے بگاڑوں کا اصلاح کرنے والا اصلاح کے سامان پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا تمام مخلوقی عیوب اور مخلوقی اوصاف سے مبرا تمام چھوٹے بڑے آسمانی زمینی شریک اور ساجھی سے پاک اور برتر ذات و صفات میں انتہی آگے دوسری صفات فعلیہ و صفات ذاتیہ کمالیہ کا بیان ہے پورا رکوع مع تفاسیر صاحب وحی و صحابہ کرام و تابعین مفسرین سلف و خلف ملاحظہ فرمائیے۔

شرک کی تقبیح اور مشرکوں کی سزا اور تفضیح کے بیان سے قرآن مجید بھرا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ یعنی بیشک شرک بڑا ظلم ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۝ ترجمہ بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو کہ شرک کیا جائے ساتھ اوسکے بخشتا ہے جو اس سے نیچے کے درجہ کے گناہ ترجمہ تمام ہوا اور وید جبکہ شرک کی جڑ کی جڑ بنیادی ہے تو وہ بیچارا شرک کا رد کرکے اپنا ناما دیا ر دے جیسے آوجگت سے کہیں اسے

دھکیلا جا سکتا ہی ارسے بفائدہ پرانی ذکھا دیکھی لگے پنچہ اوجاڑا جاتے ہیں اور جب نہ اُجڑ سکی تو شرک پر جعلی توحید کی گہری چڑھا شرک چھپا توحید بتلاتے ہیں ۔ بعد اتفاق کے اصول عقائد میں جو فروع عقائد میں بعض ہمارے صوفیہ وحدۃ الشہود کے اور اکثر وحدۃ الوجود کے مذوقات اور مواجید میں روش متشابہات قرآنی کے خلال کی چلے ہیں اوس کے تحت قید و اطلاق کے فرق کی وحدالوجود اور اعتقاد حلول و اتحاد کی بلا کے مبتلا چند فرقے ہنود کے آرام لینے کا خیال خام پکا رہے ہیں اونکی وحدۃ الوجود وغیرہ کے ابطال کو دفاتر صوفیہ خصوصاً دمغ الباطل مولینا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی اور الہدیۃ الحامدیہ رسالہ مولینا افضل الحق ظلہ رامپوری کا اور دعوۃ الاسلام ہمارے شیخ کی بس ہیں ۔ اور مناسب مقام ہذا یہ عبارت الیقام حلیہ ۷ نمبر ۸ کی فتوحات باب ۳۰ میں کس عمدگی سے سمجھایا ہے کہ اولیاء اور انبیا کی معرفتوں میں کسقدر فرق ہے کسی نبی سے وہ اقوال کیوں نہیں منقول ہوتے جو کبھی کبھی عالم سکر میں اولیا سے صادر ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ کسی موقع پر میری روح ہارون علیہ السلام کی روح کے ساتھ جمع ہوئی میں نے کہا اے خدا کے پیغمبر ہم میں ایسے بکثرت افراد ہیں جو اس مقام تک پہنچتے ہیں جہاں خدا کے علاوہ کچھ نہیں رہتا ۔ مگر عجب بات ہے کہ آپ نبی ہو کر فرماتے ہیں فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ نہ ھذا (اے موسیٰ مجھ پر دشمنوں کو ۔ یہ آپ نے کس سے کہا کس لئے دشمن کو اس سے شماتت کس چیز کا نام ہے حضرت ہارون علیہ السلام بولے بالکل درست ہے کہ تم جب تمام ہوتے ہو وہاں خدا کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو چیزیں اس مقام پر تمہیں نہیں معلوم ہوتی ہیں آیا وہ نفس الامر اور واقع سے بھی معدوم ہو جاتی ہیں یا بدستور ہیں باقی ہیں لیکن چونکہ دل کی آنکھ پر آس ہستی جبار کی تجلی ہوتی جسکے مقابلہ میں اور تمام ہستیوں کی ہلکی ہلکی ہٹ محسوس نہیں ہوتی اسلئے تم نہیں دیکھنے تم اس کی محجوب ہو جاتے ہو میں نے کہا عالم تو موجود رہتا ہے ۔ مگر ہمیں اوس کا مشاہدہ نہیں ہوتا (اور جب ہم ادنے رتبہ والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے تو اعلی رتبہ والوں کو کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں)

حسن وگل نے جزو بانسبت ہے گل
لطف سبزہ جزو لطف گل بود

نے جزو بوئے گل کہ باشد جزو گل
بانگ قمری جزو آن بلبل بود

یہ بیتیں ڈنکے کی چوٹ ایمان و عرفان اسلام یہ سمجھا رہی ہیں کہ خلق اور خالق کے درمیان کسی قسم کے جزو یعنی قمری اور کل کا علاقہ نہیں ہے نہ وہ تعالے شانہ ایک جزو ہے منجملہ اجزاء عالم کے نہ جزو جزو عالم کا علیحدہ مثلاً عالم جن و عالم انس وغیرہ کہلاتے اور ان کا مجموعہ خدا ہو خدا اس عالم سے جدا دوسری ہستی نہوا بلکہ ہیں نہ خلق و خالق کے درمیان ایسی جزئیت ہے جیسے سبزہ کی لطافت اور پھول کی لطافت میں ہوتی ہے اور نہ ایسی جزئیت ہے جیسے آواز اور آوازوالے میں ہوتی ہے ایسے بھی خلق اور خالق کے درمیان نہیں ہیں ویدک دہرمی دیو دہرمی سیانا چاری وحدۃ الوجود والوں کا ڈوبتے ہوئے صوفیائے وجودیہ اسلام کا دامن پکڑنا کالش کے تنکے کے سہارا پکڑنے سے بھی زیادہ پوچ ہے اور اکثر فرق ہنود کے دھرم پر جب تمام عالم پرمیشور کے ٹکڑے پرزے اس کے حصے ٹھہرے تو انکی برائی بھلائی بن باپ سب پرمیشور کا بن باپ بحیثیت کمائی ٹھہریگا نہ پرمیشور کی مخلوق افسوس جن لوگوں کا یہ دھرم تھیم ہو وہ[۱] اور اللہ سبحانہ کے خالق خیر و شر ہونے پر اعتراض کرنے کے لئے ادہار کھائے اور پرمیشور کو بن باپ کما تا اتیلا نہ سمجھتے اور نہ سوچے کہ خالق پر الزام مذکور نہیں پڑتا کاسب پر پڑتا ہے نفع اور نقصان کمانے والا ہی ہوتا ہے۔ خدانی میں رنگریز کالا پیلا رنگنے سے کالا پیلا نہیں کہلاتا۔ کالا پیلا وہی کپڑا کہا جاتا ہے جسپر وہ رنگ چڑہا ہے اور اہل کتاب کو اسکے جواب میں کتب عہد عتیق وعہد جدید سے انھیں کے آئینے دکھائینگے

ما میں ہیں مشرک مجوسی دو خدا
عنصروں کا پوجنا مامور ہے
سیکڑوں آتشکدہ تھے ملک میں

بہن بھائی بنتے ہیں جورو خصم
وید شت شاسان کے اندر رقم
آریوں کا یہاں یہ کھلتا ہے بھرم

[۱] تراشیدہ تھیم کا ماننے والا ۱۲

آگ پوجا سے بھلا جب وید ہو ۔۔۔ ہو صفائی شرک سے کیونکہ ہم
گھی جلانا اگنی بیچ یوں لی چھپا ۔۔۔ یہ صفائی کا ہوا کی ہے کرم
منتروں میں کفر کی بھرمار نے ۔۔۔ کھول ڈالا جو چھپایا تھا دھرم
منتروں کے ارتھ یہ بتلائے ہیں ۔۔۔ سرستی نے بھاشیہ کر کے ہم
گیان ماتا ان دے سورج ہمیں ۔۔۔ تجکو پوجیں پوت پاویں تجھ سے ہم
پوجی بچوائی ہوا تو دے سرور ۔۔۔ اگنی ایشور بھینٹ لو دونو ہم
گھوڑے گئو میں آگ سے تم مانگ لو ۔۔۔ وید کی یہ آگیا کیا ہے ستم
تارے دریا اور عناصر پوتے ۔۔۔ گائے بچھیا رُخ کپ پیپل پدم
گنگا جمنا اور کوسلا کی سجے ۔۔۔ وید نے برجانے سب چھوڑا کرم

عناصر گرات لوک لوکانتر ظہورات طبیعی بوجہ پانچ آریوں کا شرک سے پھر منہ چھپنے لائق یہاں کی
نہیں یہ جو کہا کرتے ہیں کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ منتر پڑھ پڑھ اگنی پر چڑھاتے ہیں یہ ہوا کی
صفائی کا علاج ہے نہ اگنی پوجا۔ ہوا کے اتنے بڑے کرہ کی صفائی کو ہمارے مہربان آریوں
کی آگ پر گھی وغیرہ ڈال کر چھٹن من اور چھٹن چھٹن پر کفایت کر جانا ایک مضحکہ کی بات ہے
رگوید منڈل ایک سکت ۱۴۲ کا چھٹا منتر اس پوتا پاتی سے منہ تکتا رہجائیگا جسکی دیانند جی
بھاشیہ کا ترجمہ یہ ہے پوجی بچوائی باہر بھیتر رہنے والی ہوا جو کہ جملہ اشیا کی حفاظت کرنے کے
سبب جانوروں اور جانداروں کو سرور بخشنے والی اور سورج جو کہ ہم لوگوں کو علم اور دولت
وغیرہ دیتا ہے جسطرح علم والے لوگ (یعنی ایرانی) ان کے اکثر نام درست کر لیتے ہیں ویسے ہی
ہم لوگ (یعنی ہندوستانی) اسی طرح ہوا اور سورج کا سیون کیوں نہ کریں (رد تکذیب حصہ ۲
صفحہ ۵۸) شروع منتر میں جب پوجی اور بچوائی ہوئی ہوا کا فقرا موجود ہے اور جن ایرانیوں کے
استفادہ کو دیکھ اس سیون کی سوجھی ہے وہ آتش پرستی عناصر پرستی کی دھوم مچا رہے ہیں
جیسا کہ آتا ہے تو یہ سورج اور ہوا کا سیون آریوں کی نوک دکھاتی کی نالم نول سے اندھے

سینے کے سیون کا ہم محاورہ بنکہ نہیں ٹیکیگا وہی سورج اور ہوا ایک جھول کے دو بھائی بہنوں کا
بیجا یا ثابت کریگا جسکی شروع منتر میں خود تصریح ہی سورج اور ہوا کے پوجنے سے پارسیوں کا
کام درست کر لینا بتلا کر ہنود سے آریوں سے سورج ہوا وغیرہ عناصر پجوانے کا ڈھب لگانیوالا
منتر ڈھمرکی مستار ہا ہے۔ دیکھو نامہ تھمورس میں یہ جمشادہا موتمو۔ ادھو کا سلوم یوانجم را فرادری

مہد فیر سیاسے سوکا ہیم انجم **ترجمہ** اے بندے سورج بزرگ و نگار ہوا اور سورج جسکا
یاور ہوتا ہے میں کہتا ہوں وہ مال اور دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے تو اوسکی ستائیش اسطرح کر
(اس کے آگے سورج کی ستائیش کا بیان ہے) یزداں فرماتا ہے سورج کو پوجو وہی تمھارا معاون ہے
اور جس کا معاون سورج ہوتا ہے اوس کو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی ص۵۵ منترنیا لیش بن سے منتر
کی پوجا اور منتر سے ہر طرح کی حاجت مانگنا اور رگ وید اشک ایک کے پہلی ادھیا کے سکت دوم
کے منتر ۷ و ۹ سے منتر اور ورن کی پوجا اور انسے دشمنوں کا ناس کرایا جانا اور مینہ مانگنا وغیرہ
نقل کیا ہے صفحہ ۱۹ میں اور صفحہ ۴۴ میں ہے اے آگ پوجاری لوگ حصول قوت کے لئے تیری
پرستش کرتے ہیں تجکو نمسکار ہو سب دکھ درد دور کیجئے یہ رگوید کے پہلے منڈل سکت ۱۲ کے
منتر دوم کے خاتمہ کا ترجمہ بعینہ ژندی منتر کا ترجمہ ہی وہاں سے آگئی ہے نامہ ست شناسان
میں ہی فاہیم سیاب تلخ سشکلخ بیرید زمیا خشید **مشرح** با این ہمہ جہاں کہ ازو آشکدہ
کو دیکھو اوس کو سجدہ کرو خدا کی نماز سے فارغ ہو کر آگ کو سجدہ کرے الخ آتش نیالیش بن میں ہے

عر دو دزیکام احصنیام استوکا ہیم تتروشام انشا نشیہ وز بینم الخ **ترجمہ** اے آگ
بزرگ برتر تو ہر کام میں مجھے جستی چالاکی تیزی ہوشیاری دے اور جلدی جلدی چلنے کی قوت
بخش اور عاقل تربیت یافتہ معاونت بہادر بخشیوں کی کھونے والی ایسی اولاد عطا کر جس سے
گھر اور محلے اور گاؤں اور شہر آباد ہو جاویں نامہ شت شناسان میں بھی جیسا تشبور ہے

(۱) [illegible] ستّ دودھ گھاں چڑھانے سے اگنی سے پیدا ہوا [illegible]
[illegible]

مارید فائم کاج ہم اب تیج لکھید ستشرح اسے لوگو چاروں عنصر ونکی پوجا بجالاؤ
اور راونہ کسی طرح کی تنگی مت برتو جہاں باؤ وہیں عمدہ طور سے جھک جاؤ الخ اور اسی کے قریب
آریہ مت کے گیت رگوید منڈل ایک سکت دو کے منتر ۳ وسکت ۱۳ کے منتر اول سے
آگ پانی ہوا کو مال دولت دینے والے پرورش وحفاظت کرنے والے بترجمہ دیانندی
بعبارت سنسکرت وبھاشا ردتکذیب کے حصہ دوم میں دیکھ لو مولف سے کسی عذر کا موقع نہیں
جو چاہے اگر دنیوں آگنی عناصر ظہورات طبیعی کے پجاری انکو پوج پاٹ کر بھی آتش پرست نہوں اور
سید ناموسی علیہ الصلوٰۃ والسلام جنکی جوتیوں کی ٹھوکر سے شرک کی بھیت ڈھے گئی وہ اِنّی رَاَیۡ
نارًا الآیۃ یعنی میں نے آگ دیکھی ہے وہاں سے تاپنے ہاتھ پاؤں سینکنے کو آگ لاؤں گا۔ اور اگر تایا گیا
کوئی وہاں ملگیا تو اوس سے راستہ دریافت کرونگا) اس کے فرمانے ہی آتش پرست ہوجائینا
اور یہ بکواس بھی کرسکا جسکے دھرم نیک آگنی پوجا کے اصول پر آگ سے پاؤں سینکنا بے ادبی
مبادا اراس سے منع کریں۔

رشیوں کے آبائی وطن مصنفہ پروفیسر ل۔ پی۔ رائے۔ پادری مدرس علم الہی سہارنپور
کا اقتباس یہ ہے۔ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں آریا قوم آسمان اور زمین کو ماں باپ معبود جانکر
پوجتے تھے اُن کی مختلف شاخوں میں آسمان وزمین کی پوجا پائی جاتی ہے۔ ہنود کی پرانی کتاب
رگوید میں آسمان دیوتا کو کئی لقبوں سے یاد کیا ہے (۱) دیوس پتر یعنی نورانی باپ (۲) ورنس
ڈھانپنے والا پناہ دینے والا (۳) ادیتی لامحدود ادیتی نام دیوتے ادیتی ہی سے پیدا
ہوتے ملنے جاتے ہیں (۴) برترا گھنہ برترا نام بادل کا مارنے والا (۵) اندر یعنی برسانیوالا
(۶) پرسینا یعنی پالنے والا وغیرہ زمین کو رگوید میں پرتھوی نام سے پوجا ہے۔ رگوید کا دیوس پتر
اور یونانیوں کا زیوس پاترا اور لاطینیوں کا جیوپیٹر ایک ہی معبود ہے جسکے معنی آسمان باپ
پرتھوی کو رشیوں نے ماتا مانا ہے تو یونانیوں کی ڈیمٹر دیوی کے معنی بھی دھرتی ماتا ہیں۔
آسمان کو باپ زمین کو ماتا ماننے کا خیال ہنود اور یونانیوں میں یکساں پایا جاتا ہے رگوید میں

دیوس پترهوی سب دیوتوں کے ماباپ تھے یونانیوں میں اُرانس کا تھا دیوتوں کے باپ
یونانی اُرانس اور ویدک ورونس دونوں کے معنی ڈھانپنے والا آسمان یونانی کا تھا سٹر
کتھو دونوں کے معنی نگاہ ہے اور زمین ژند اوستا میں مستقل ہوا ہے۔ رگوید میں ورنش
یا ورن کو جن لقبوں سے ملقب کیا ہے ترتیب قریب قریب انہیں لقبوں سے ژند اوستا میں اہورمزد
کو ملقب کیا ہے جسکے معنی مہدان آہر رگوید (۱-۲۴: ۱) میں ورن کو مہدان اسر کہا اوستا
میں اہورمزد کو خالق خیر اور الکھر وسپنوش یا اہرمن کو خالق شر کہا ہے۔ وید میں ورن کو خالق
اور سرستی کو باپ دیوتا یعنی خالق شر کہا ہے رگوید (۱: ۴۲: ۹) اوستا میں سفر تام ایک
معبود کا ذکر اہورمزد کے ساتھ ہمیشہ آتا ہے جیسے ورن کے۔ یا متھرا سبو ہے۔ سو دکا برہت
گھنا او پارسیوں کا بہیر گھنا ایک ہی معبود ہے وید اور اوستا میں ایک سے اترا ہے جسکی تشبیہ کی
وید میں اون کو ہی دیوک اوستا میں ازی دہاک نام سے پایا ہے ممکن ہے لفظ اژدہا بھی
ازی دہاک سے نکلا ہو۔ وید کا اندرا اور پارسیوں کا اندرا ایک ہی باہمی رنجش سے ایرانی آریہ
گوت ہندی آریہ گوت کے معبود اندر کو دوزخ میں بھیجا ہوا کہنے لگے اسے جو زرتشت جبر گھنا
سے راضی اور اندر نام سے ناراض ہو گئے۔ ویدکی رو سے دیوتاؤں کے کاریگر تواسٹری کے بنائے
ہوئے بجر سے دیوتاؤں کے دشمن برترا داؤں کے رفیق مارے گئے تو یونانی کہانی میں
دیوتاؤں کے کاریگر ہیفیسٹس نے اپنے باپ زیوس کے لئے بجر بنایا تھا جس سے دیوتاؤں
کے دشمن ٹائی ٹن ہلاک ہوئے ویدک سوریا (سورج) یونانیوں کا ہیلیوس لاطینیوں کا سل
تھولوتھا کا تر فارسیوں کا خورشید ایک ہی معبود ہیں۔ وید میں سورج دیوتا کئی ایک ہیں جن کا نام
لقب ادتیا یعنی ادیتی کی اولاد ہے۔ اون میں سے ایک کا نام وید میں متر اوستا میں سفر ا
ولد اہورمزد ہے۔ وید میں سورج دوڑنے والا گھوڑا ہے تو اوستا میں گھوڑے والا تیز سوار۔ وید میں
سورج دیوتا آریاؤں کی شفا امراض کے لئے پوجا ہوتی ہے تو اوستا میں بھی اسی لئے ایریمن
کی پوجا ہوتی ہے۔ پورانوں میں سورج کا بچہ نذر لینے کو کہلاتے تھا تو یونانی کہانی میں

دو یا تین شعر نے چاپ لیا - ویدک اور یونانی قدیم آریا قوم ہو کو دیوی مانتا نیو پوجتی تھی جسکا نام
ابن اوس ہے سنسکرت میں اوساوس ایوس یونانی میں رگوید میں ۔ ایوا آوستا میں دیو
سنسکرت میں یون یونانی میں بات ہوا کہتے ہیں قدیم آریا جسکو پوجتے تھے آریا قوم کی
ساری شاخوں میں کسی نہ کسی نام سے آگ کی پوجا ضرور پائی گئی ہے (صفحہ ۴۸ ہمیں بہت سے
ناموں کی تفصیل اور لفظی اور معنوی یکتائی کا استعمال یونانی لاطینی ژندی فارسی ویدی وغیرہ
اور مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی سلمہ نے اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے) اہل
فارس آتش پرست نام سے مشہور تمام شاخوں میں آریوں کی یہی دستور (ناقل کہتا ہے
ہند کے موجودہ آریہ بھی آتش پرستی کے ذریعہ کو قطعاً نہیں کرتے ہاں غلبہ توحید قرآنی و ابطال
شرک فرقانی نے قبول حق سے سرتابی کی گنجائش نہیں چھوڑی ناچار دامن گذاری شرک کو
یہ ڈھنگ بنا لیا ہے کہ ہم یہ اگنی پوجن ہوا کی صفائی کے لئے کرتے ہیں - مگر یہ ہوا بندی اتنے بڑے
کرہ ہوا کی صفائی کے لئے آریوں کے اس کالمعدوم سیوت کو ناکافی دیکھ کر مضحکہ صبیان بنجاتی
ہے اور منتر شرکیہ جو ہون کے وقت پڑھے جاتے ہیں وہ اس بناوٹ کو بننے نہیں دیتے
تقریر ناقل تمام ہوئی) پادری موصوف لکھتے ہیں ژند آوستا رگوید وغیرہ سے واضح ہے کہ قدیم آریہ
تھے جسوقت میں جس معبود کی پوجا کی اسوقت اوس معبود میں تمام خواص کو الوہیت کے اوسمیں
تصور کیا مثلاً خلق کرنا پرورش کرنا انتظام کرنا وغیرہ صفات الٰہی کو آسمان زمین آگ ہوا
سورج وغیرہ مخلوق اور محدود معبودوں پر محسوب کر کے اونکو پوجا ہے - لہذا خالق کی
صفات مخلوق میں ماننے سے جو قباحت پیدا ہوتی ہے وہ اونکے مذہب میں موجود تھی خدائی
خدا کی محسوب نہ کرنے کے سبب ہم اون کو موحد نہیں کہہ سکتے وہ ایک خدا کے پرستار تھے
توحید کا خیال انسان کے دل کا ذاتی خاصہ ہے الخ صفحہ ۹۴ تا ۱۲۵) پادری صاحب نے
بہت سچ فرمایا بیشک خدا کی خواص خدائی ہیں جب تک حصر نہ کرے - اتقاء ناملے توحید نہیں
ہوسکتا - خاصہ کے معنی یہی ہیں کہ وہ اوس میں پایا جائے جسکا وہ خاصہ ہے نہ اوسکے

غرض پس کل خواص الوہیت خدا میں ماننے سے موحد ہوگا مگر پادری صاحب اس میں کتراتے ہیں کہ منجملہ خواص الوہیت ایک خاصہ بھی غیر اللہ میں مانیگا یا خواص الوہیت کی تفریق وتقسیم کریگا تب بھی موحد رہیگا مشرک ہو جائیگا چونکہ پادری صاحب ایک خدائی خاصہ مسیح میں اور ایک روح القدس میں مانتے ہیں اور ان کو خدا میں محسوب نہیں کرتے بہتیروں کو خدائی کے کام جدا جدا مانتے ہیں لہذا پادری صاحب کے قدر مشترک فیصلہ بموجب ہم بھی قائلین تثلیث کو موحد نہیں مان سکتے

اسم ذات پرمیشور کا ویدوں میں نہیں
سرسوتی نے اوم ویدوں سے دوہا
دیوتا سارے بنا ڈالے خدا
روپ بھرنے سے کبھی بہر دیا

لوگوں پر لوکوں کا ہے پھیرا وہم
وہ تو سرکا جھومر نکلا اوم کھم
ویدہی نے اس کو توڑا ہے صنم
مختص اصلی کا نہیں پاتا جسم

دیانندجی نے اسم ذات نامعلوم پرمیشور کا اوم بنایا مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی نے ستیارتھ پرکاش دوسرے میں منوادھیائے ۲ شلوک ۷۶ سے ثابت کیا کہ برہما جی نے الف کہیں سے واو کہیں سے مختلف مقامات وید سے نکالا ہے اندرین صورت وہ اشارات ہوئے یا مقطعات (نہ اسم ذات بلکہ کوئی اسم منجملہ اسما صفات بھی نہیں ہوتے) جیسے بی۔ اے۔ ایم وغیرہ نہ دیانندی اوم کہ او مصدر سے مشتق (بنانے کا ارادہ کیجئے جسکے اوس سے اشتقاق کا دعوے کردیا) یہ پرانے ہندو جبکہ اس سے تری مورتی دیوتا برہما وشن مہیش یا برہما وشن اور شکتی دیوی مراد لیتے چلے آئے ہیں مولف کہتا ہے اور ہمارے زمانہ کے آریوں کو وید اونہیں کے صدقہ سے پہنچا ہے تو آج اوم خدائی نام کیسے بنجائیگا بناوٹ جیا یہ بھی اسم ذات ہوا بجا فقط اسم صفت ہی ہوا + مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی + النتوجہ دیانندجی کو اپنے اسلاف کے خلاف) دیوتاؤں کے وجود سے زبہ تقلید [illegible] انکار ہے۔ لہذا پنڈت دیانندجی کے معتبر مانے ہوئے برہمن گرنتھوں سے ہی اوم

اور ہیں مثلاً پڑھنے کے لئے وید گانے میں شروع شروع منھ سے نکالنے کے دو لفظ مہمل ثابت ہوئے دیکھئے شت پتھ کانڈ ایک ادھیائے ۴ برہمن ایک کنڈکا ۳ **ترجمہ** وہ (یعنی وید گانے والا) ہنس سدھے سُر سے نکالتا ہے اگر زور سے نکالیگا تو اوم کی آواز سے اوسکی آواز مل جائیگی تو دونوں سروں میں کچھ فرق نہ ہوگا اسواسطے ہنس سے سر بھر لے ﴿ واہ رے پنڈت جی کی برکات ہنس اور اوم دونوں آواز اوچارنے کے سُر اور آپ نے پرمیشور بنا ڈالے ستیارتھ پرکاش ادھیائے ۲ شلوک ۷۶ اوم سُر ہے اوم سے وید کا راگ اوٹھاتے ہیں اور اوم ہی سے بٹھاتے۔ ناقل لکھتا ہے جس سُر تال کی بابت میں دیانند جی کا ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں بصفحہ ۱۲۵ یہ فرمان ہے سُر راگ۔ راگنی تال گرام ساز بجانا۔ ناچنا گیت گانا وغیرہ قاعدے واقعی سیکھنا چاہئے انتہی۔ لیکن فرابعض ہنم و ہرم کی محبت اور حمایت کی یہانتک نوبت پہنچی کہ سروں کے نام خدا بنا ڈالے اور سچ ہے خواہش نفسانی کی انتہا یہی ہے کہ وہ اپنے مرہون کی معبود بناتی ہے خیر سُر راگ کے رسیلے نے اوم سُر کو معبود بنا ڈالا تو اب سونہا **قول پنڈت دیانند جی کا** اوم کھم برہم یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷ دیکھئے ویدوں میں ایسے موقعوں پر اوم وغیرہ پرمیشور کے نام آتے ہیں۔

قول مولانا ابو رحمت حسن میرٹھی کا۔ ویدوں سے اوم ندارد ہے صرف یجروید کے خاتمہ پر فقط امت کے طور پر ختم کی علامت ہے (نہ دوسرے ویدوں میں جو اس سے پرانے ہیں) یہ وید کی عبارت نہیں ہے۔ یجروید والے نے جہاں گانا ختم کیا ہے وہاں قسم کھم برہم لکھا ہے اور کھم برہم بالائی کرہ کا نام ہے چونکہ تمام کرہوں کو محیط ہے وید والے اوس سے حفاظت چاہتے تھے جیسا کہ دیگر کرہوں اور دیوتوں سے چاہتے تھے پنڈت جی اوکی حیات و کرہات و خدا پرستی چھپاتا اور حیات و کرہات وغیرہ کو پرمیشور بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ سہ باطل است آنچہ مدعی گوید اوم را

وید کے کنداُپارہ دیانندجی چھاندوگیہ ۔ مانڈوکیہ ۔ کٹھ منو ۔ کیول وغیرہ کے
مقامات مذکورہ میں اوم نام آیا ہے مولانا وید کے ہوتے ہنڈوں کی پوتھیوں سے
ثبوت دینا (سہارا پکڑنا) ویدوں پر اوس پڑجانے کی دلیل ہی کیا اون میں نہیں (جن میں
اس اصل الاصول اعتقادی کے ہونے کی ضرورت اور دھرم کے بیان کی حاجت تھی)
اور اشخاص مذکورہ نے پرمیشور کے نام دھر دئے یہ تو ایسا ہوا جیسے باپ گنام کا نام بیٹا رکھے
دیانندجی ۲ و ۳ مثل خلا محیط ہونے سے کھم اور سب سے بڑا ہونے سے برہم پرمیشور کا نام
ہے مولانا کھم برہم صفت موصوف اس کے معنی سب پر محیط خلا کی مانند یہ کرہ کا نام ہے
سب سے شاید پنڈت جی کے گھر کی ملونی ہے آگے چلکر برہم کے معنی ہر جگہ حاضر بیان کچھ بات
کچھ یہ سب کچھ پرمیشور کے ناموں کا نامہ وید میں بید اگر نیکی بھبھینٹ ٹپلیاں کھلوا رہی ہے
دیانندجی (۴) بذاتہ متجلی ہونے کے سبب آگنی علم مجسم ہونے کے باعث منو سب کا خالق
ہونے کے باعث ؛ اندر (۷) زندگی کا باعث ہونے سے پران (۸) ہر جگہ ہونے سے برہم پرمیشور
کے نام سنوا دھیائے ۱۲ اشلوک ۱۲۳ مولانا مذکورہ بالا معانی پنڈت جی کی من گھڑت ہیں
منو کے شلوک کا ترجمہ نہیں وہ شلوک یہ ہے ۔ اسے تت مے کے وو نیتہ اگنم منو مے کے
پرجاپتم ۔ اندر مے کے پرے پرانم پرے برہم شواستم ۔ لالہ سوامی دیال صاحب نے
اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ مذکور الصدر پُرش کو کوئی آگنی کوئی منو کوئی پرجاپتی کوئی اندر کوئی پران
کوئی پربرہم خیال کرتا ہے انتہیٰ (ناقل کہتا ہے جس دھرم کی اوّلی اور اصلی کتاب نے جو آسمانی
ادیان والوں کے عرف میں آسمانی کتاب اور کتاب اللہ کہلائی جاتی ہے اور آسمانی دین کہنے
والوں کے عرف میں اوس کے قائم مقام پرمیشور کا نام نہ بتلایا تو بیچارے اوس پستک
کے بانچنے والے کبھی تو اس عالم کا سر دھرا خیال کریں پل امور تکوینیہ کے کاموں میں جو سبب
اور واسطہ بڑے تھے اونکے ناموں کو نام خدا اور اون کو خدا اور سمجھیں خدا اور اوتار
خدا جب جسکے خیال میں آیا گا یا بجا یا آج اسلامی تجلیات میں جو خلقت خواب و غفلت سے

بیدار ہوئی اور دلائل و براہین قرآنی سے کھل گیا آفتاب نیمروز کی طرح کہ اس عالم کا پیدا کرنیوالا
تمام امور تکوینیہ کا فرمانروا اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا دوسرا ہو نہیں سکتا تو جلتی
ملتی اگنی کو جتنے اندر وغیرہ تھوڑا اگنی اندر وغیرہ کو پرمیشور بنانے کی ضرورت سر پڑ گئی تاکہ اگنی
ہوا دھرتی ماتا آسمان باپ جل تھل کرنات جہات وغیرہ [illegible] دید شرک کی رد برسلنے کے
الزام سے بچے اور شرک کی بھرمار کے منتر توحید کے جنتر کہدینے آسان ہو جائیں اسلئے نرا آریہ
مت ان زمین و آسمان کے قلابے ملانیکی مصیبتوں کے پل باندھ رہا ہے۔ تقریر ناقل کی
تمام ہوئی) اگنی منوانند پران برہما کے بچاری اگنی کو پرمیشور بنا دھرتی پرمیشور میں سے نکلے ہوئے
گرھیس قوان نام دھر و تل کے نام دھرنے خیال کرنے سے بدون نام والے کے تباشے
اوس کے نام نہیں ہو سکتے بذاتہ تجلی کہنا آگ کی ظاہری صورت پر مبنی ہے وید دلغت وید سے
ماخوذ نہیں اگنی کا ترجمہ بقول نرکت کا رمقدم آگے آگے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کسی دیوتا کی
پوجا کو یا کسی دوسری ضرورت کو جاتے ہیں تو آگ کو آگے لیکر چلتے ہیں اور جلتے وقت بھی آگے
ہی رہتی ہے (اسکی لپٹ اوپر ہی کو جاتی ہے) اسواسطے اوس سے مراد موجودہ آگ ہی
ہے وہ بذات[91] خود روشن نہیں اوسکی اثر صفت تیرگی و سیاہی ہے جسکو دلائی ہے سیاہ کر دیتی
دینی میں رکھکر روشن کرنے والی چیز کا نام ہے۔ ناقل کہتا ہے اوس کے پجاری جب
اسے پوجتے ہیں تو اوس کو معبود ہی مانکر پوجتے ہیں پس اونکا خدا تو وہی ہوئی اون کا ...
خیال اگنی کو خدا کہے تو اُن سو ہتا قول ہے اس سے وہ خدا کا نام اگنی کیسے مان لیں گے
جو آگ نے شعور کو اپنے کار خدمت کی چیزوں میں سے ایک چیز سمجھتے ہیں یا اون تک یکتا
اس کا کار خدمت جانتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی اور پرمیشور (سچ سچ) اگنی ہے تو خود
جلتا دوسرے کو ملاتا [illegible] صفت تیزی و حرارت سے پنڈت جی۔ نے
چشم پوشی کی جب اگنی پرمیشور کا نام ہے تو پنڈت جی نے ہنوگ کے [illegible] ان میں سو مد [illegible] موجود

سلہ[91] بلکہ اوسکی خوراک روشنی دیتی ہے ۱۲

منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اگنی سوم گندھرو اون شخصوں کو کیوں بتلایا ہے جو عیز کی بی بی کی
اولاد حاصل کرنے ہیں ایک مصنف ایک کتاب ایک ہی اگنی بھان پرمیشور و بان دیریہ دانا
پرانی تریا کو کھہری کرنیوالا اصل بات یہ ہے اگنی اسی آگ کا نام ہے اسکو دیوتا پوجتے تھے
اور بزعم اہل وید وہ دیوتاؤں میں پیغمبری کا کام کرتا ہے دوت کہلاتا ہے اگنی دوتم ورنی
ھے ہوتارم وشوبیدسم اسی یجیسے سوکرتم **ترجمہ** سب کو جاننے والی دیووں کو
بلانے والی اس یگ کی سدھارنے والی اگنی دوت (پیغمبر) کو سراہتے ہیں ترجمہ تمام ہوا
(اگنی دوت دو حرف کا بجوانی بچولیا) یگ گاہوں میں بڑے جبرے مبالغوں سے اوس کی
پوجا ہوتی تھی پنڈت جی سے جب اسکی پوجا بند ہو سکی تو اوسی دوت کو پرمیشور بنا ڈالا دیکھو
دیدی منتروں میں جو اگنی پوجا کی بھرمار ہے وہ نہ شرماتے) درحقیقت وہ دیوتا ہے اور اسکے گن
ست پتھ (دیانند جی کی معتبر مانی ہوئی کتاب) میں اس طرح مرقوم ہوئے ہیں کہ اگنی نے
گائے پر محبت کی نظر ڈالی اور خیال کیا میں اس سے جفتی کھا سکتا ہوں اور پھر اوس سے
جفت ہوا اور نطفہ ڈالا وہ دودھ بن گیا اسیواسطے جب گائے دوہی جاتی ہے تو اوس سے
دودھ گرم نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ایک
ادھیا ۲ براہمن چار کنڈ کا ۱۰ - اگنی نے ایک دفعہ پانی پر محبت کی نگاہ ڈالی اور خیال کیا کہ میں
اس سے جفت ہو سکتا ہوں[۵] اور وہ اوس سے جفت ہوا اور اوس میں نطفہ ڈالا وہ سونا بن گیا
یہی وجہ ہے کہ سونا پانیوں میں سے نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ
اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ۲ ادھیائے ایک براہمن ۴ کنڈ کا ۵ ناقل افسوس کرتا ہے کہ پنڈت جی
کے اصول ٹھہرایا ہوا یہ اگنی کیسا پرمیشور ہے جس سے گائے دھنائی جیسے پانی سے جفتی کھائی
دودھ اول کا نجفہ سونا اوس کا نطفہ) منو میں وا و بنتی ہے جیکے معنی من[۵] والا من اندری
کا نام ہے منو ادھیائے شلوک ۹۲ ادھیائے ۹ ملاحظہ ہو کہ من اشیا و اسباب الجانے پر گی

[۵] یعنی ا ر ا عرفا میں عرفا کے دل اللہ کو کہتے ہیں ۱۱

آسودہ نہیں ہوتا اس سے صاف واضح ہے کہ دل کو کہتے ہیں (دل کو من کہنا اتباع ہنود کے
روزمرہ کی بول چال ہے) اور نیز بقول منو ادھیائے اول شلوک ۱۴ برہما جی کی مخلوق میں سے
منو اوس کا نام ہے جو سب انسانوں کا جد امجد ہے اسلامی زبان میں جن کو نوح کہتے ہیں
یعنی منوسمرتی کا مصنف اور لغت کے اعتبار سے من کے معنی گیان اندری اور جی اوس کو
پرمیشور بنا ڈالنا پاؤں نہیں چل سکتا۔ شت پتھ کانڈ پہلا ادھیائے اول برہمن ۴ میں
منو کی بی بی نام منادی لکھا ہے منو کو پرمیشور بنانے پر وہ پرمیشورنی بنجائیگی جسکو اسروں نے
بلیدان کردیا تھا ایسے ہی من گڑھنت ذو ویدا ور دیگر دھرم پستکوں کے سما چاروں سے البیلی ہی)
کہ سب کی پرورش کرنے کے سبب اعلیٰ شوکت و حشمت والا ہونے کے سبب اندر ایشور کا
نام ہے یہ لفظ وید یا لغت سے ماخوذ نہیں درحقیقت وہ ایک دیوتا ہے۔ پنڈت جی سے جب پوچھا
اوسکی مذمت کی ناچار آپ نے بھی ایشور بنا لیا حالانکہ اوس کا کام رزاقی وغیرہ نہیں وید پیدا ان کرنا
وغیرہ ہے دیکھو منتر ایام تو منڈر مشروہ اندر دیوتا ورتر کا قاتل ویدیں مذکور ہوا ہے اوس کا حال
یوں لکھا ہے یہ گلکشیہ سوم پا تمہ سمدرا دیتو سے آزدی راپونہ سا کہ **ترجمہ** اندر کا
پیٹ سوم کا رس کثرت پینے سے سمندر کی مانند پھولتا ہے اور حلق کی نمی کی مانند تر رہتا ہے
رگوید سوکت ۸ منتر ۲ ہشت پتھ کانڈ ایک ادھیائے ۱ برہمن ایک کنڈکا ۷۔ اندر نے
خیال کیا کہ اسے سوم سے محروم رکھتے ہیں وہ آن بلائے مہمان کی طرح جو کچھ برتن میں سوم کا
رس تھا پی گیا جس طرح طاقتور کمزور پر غالب آجاتا ہے اسی طرح سوم نے اوس کو نقصان پہنچایا
اور تمام بدن پھوٹ نکلا کنڈکا ۱۳) جب اندر ورتر کی تلاش میں نکلا تو اوسنے اگنی اور سوم سے
کہا کہ تم میرے ہو اور میں تمھارا ہوں ورتر تمھارا نہیں ہے تم کیوں اوس غلام کی مدد میرے خلاف
کرتے ہو۔ آپ میرے طرفدار بنیں (کنڈکا ۱۶) ورتر چوٹ لگنے سے لمبا لمبا لیٹ گیا اوس جسم کے
ٹکڑے کی مانند جس سے جو نکال لیے گئے ہوں یا اسنے نکال دیا گیا ہو اور اندر نے ورتر کے قتل کرنیکو
حملہ کیا تھا۔ شت پتھ کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اگنی منو منادی اندر ورتر اور دیوی

(پانی) سوم وغیرہ نرگن پرمیشور کے نام نہیں دیوتاؤں کے نام ہیں۔ دیانندجی کو وید
میں ایشور کر پد کی ضرورت پڑی تو ہو ھائیں انہیں کو ایشور بنا پایا ہے۔ مگر دیانندجی کو اس
فکر میں یہ شدہ بدھ نہیں رہی کہ میں تو منتر ۵ منڈل ۸ سوکت ۲۸ و منتر ۱ ادھیائے سپتم ۲ وید کے بھوگ کے بیان میں
پانچ ستیارتھ پرکاش کے اگنی سوم وغیرہ اول فرد کل کو بتلا چکا ہوں (جو نیچے لکھ دیگری)
عنقریب ہی کو اولاد سند کر دیتے ہیں آ گے چلکر اندر کو ۷ بھی جاہ وحشمت سے نکالتے ہیں اتنا خیال
نہ کیا کہ یہ اندر کو شک کے نطفہ سے پیدا ہوا دیوتاؤں کی صفت میں شامل ہو کر ورتر کا
قتل کرنے والا وید میں گایا گیا ہے دیکھو رگوید منڈل اول سوکت ۱۰ منتر ۱۱ پران بھی پرمیشور
کا نام نہیں جان اور اندر باہر جانیوالے سانس کا نام ہی اسیواسطے جانداروں کو پرانی کہتے
ہیں۔ اور سندھیا والے پرانا یام کرکے اپنی جان کی حفاظت اوم (کرہ بالائی) سے
چاہتے ہیں اور یجروید منتر پران سے سوہ امی میں کیسے پرانوں کو شود ہتا ہے (پاک صاف
کرتا ہے) نہ اپنی جان کو بالفرض کسی ہندو نے پرمیشور پران کو بنا دیا تو چلو ایک روح پرمیشور
بھی ہی لیں ان کن ارواح ہونے کے سبب ان کن پرمیشور ہوتے یا شیخ الارواح یا
باپ یا ماں ہوگا روحوں کی کہ رو ہو تلی پتنا لی اوسکی روح سے جلی ناقل کہتا ہے اتنا روح کو
اور پیم آتما جو کثرت استعمال سے پرماتما ہوگیا ہے ایشور کو کہتے ہیں اس وجہ تسمیہ سے ان لوگوں نے
پتہ چلتا ہے کہ انکی معرفت میں خدا روحوں سے نرالا نہیں ہے۔ بلکہ ایک اعلے درجہ کی روح ہے
اور تمام عالم کا نکاسہ ماننا اوس سے اسی کو جاننا بھی ہے) دیانندجی نے منتر ۹ میں جو
برہم اور برہما کے معنی کرتے ہے اونکو وید ولعنت اور نوشت عوذ بدولت نمبر ۳ کے خلاف ثابت
کرکے ماخذ طلبی بدعتی کی شرمندگی جتلاکر مولانا فرماتے ہیں آپ کی غرض برہم لوک
اور اوس میں رہنے والے برہما کو دیوتاؤں کی جماعت سے خارج کرنا اور بت پرستی وغیرہ کے
الزامات سے بچانا ہے سو نا ممکن ہے کیونکہ برہما وشن وغیرہ کی اتنک انسان مورتیں بنتی
ہیں جو کہ اونکی ہستی کا بدیہی ثبوت ہیں اور ہندوستان میں اون کا مذہب جا بجا ہے اور

برہما کی بابت خود منو میں لکھا ہے کہ وہ دنیا کا پیدا کرنے والا بذات خود مخلوق ہی اس طرح پر کہ
پرمیشور نے اپو دیوی (پانی) میں تخم ڈالا وہ مثل انڈے کے بصورت طلا آفتاب درخشاں
ہوگیا اوس سے برہما جی آپ سے آپ پیدا ہوئے اور اوس انڈے کے دو چھلکوں سے
آسمان اور زمین کو برہما نے بنایا دیکھو منو ادھیاے ایک شلوک ۰ تا ۱۳ الخ بس وید والا
برہم لوک بالائی کرہ ہے اور برہما اوس کا مالک جسکی پوجا سندھیا میں ہوتی ہے اوس ہی اوم کے
کرہ کا جو سب پر محیط ہے کلمہ برہم نام ہے سندھیا وغیرہ اور آپ کے مفروضہ منتر میں اوم کلمہ برہم
آخر میں بھی آیا ہے یا ملک برہما کا آباد کنندہ جسکا دریا سے ایراوتی بھی اس ملک میں نشان اعظم
کے طور پر موجود ہی دیانند جی ہر جگہہ محیط ہونیکی وجہہ سے وشنو مولانا محال کیونکہ
محیط اپنی مراد ساختہ کے اظہار سے ناچاری جگہہ ہوتی تو پرمیشور کہاں آرام فرماتے وشنو
سنسکرت وش سے ہیں جو ندی دیل اپنی خواہش سے نکل زندیوں کا دیوتا جسکو سب
جانتے تھے ہندو نے بھی (ایرانی آریہ گوت سے لیکر) ویدمیں گایا جوکہ جو سب کو جانتا ہی
برہما پیدا کرنے والا دیوتا وشن پالنے والا شو یعنی رودر مارنیوالا مانے گئے تھے یہاں دیانند جی
کمسالی میں وشنو بھی پرمیشور ٹھہر گئے ۔ حالانکہ ویدوں اور برہمن گرنتھوں میں وشنو کو
اوتار مانا ہے دیوتا اور اسر پرجاپتی سے پیدا ہوئے دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی اسر
غالب تھے وشنو زمین دیکھا زمین کھودی تو آپ کا وشنو برابر تین اونکی زمین کھودنے پر
نیچے نکلا شت پتھ کانڈ پہلا ادھیاے ۲ برہمن ۵ کنڈ کا ایک تا گیارہ برین تقدیر
کمال میں محافظ یا منتر وئیں محصور ہونے کے سبب اگر وید کے ایشور کا نام وشنو ہے
تو اول رودوں کا بھی کچھ نام رکھنا چاہئے جو کہ وشنو اوتار کے ساتھ ساتھ زمین پر جنم لیکر
دنیا کو نفع پہنچاتی ہیں مگر وید منڈل اول سوکت ۲۲ منتر ۱۷ ہیں وشنو اوتار کا تین دفعہ قدم
جماکر دنیا کو طے کرنا دنیا کا اسکے قدم کی خاک میں جمع ہوجانا مذکور ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ وشنو پرمیشور نہیں ہی اوتار ہے آگے دیانند جی نے لغوی معنوں بسن گرہی

اپنے اسلاف کے خلاف قدم چھلنے لگا ردتا اور یعنو ایک کے دود کہا ہر جگہ محاط ہونے سے
اوس کا نام اکشر بنا اوس محاط کو محیط کا محتاج ٹھیرایا ہے جس اکشر کی تعریف وید میں
(اکشر) ہے وہ بانی ہے دیکھو نگھنٹو ادھیائے ایک کھنڈ ۱۱ فقرہ اکشر اوک نام کاسے
یا نہوں کو پرمیشور بنا لینا آپ ہی کا حصہ ہے نور مجسم ہونے سے پرمیشور کا نام سومات بنایا ہونا
سے اس شہادت کو تو رگوید منتر سے ان کا مخلوق ہونا ثابت کر دیا اور آپ منتر کے مضمون
سہلاوت سے جو اشارۃً اپنی شہادت پاؤن چلانا چاہا ہے وسی درمیں سب سے وسٹ دیا کر دیا

سے کال دریہ سبرن ماتر شوا بھوی استر سوج سوناآ تھا دیو دیوتا جل اکاش ان وسو یا بسونار
اور سپتنی ماہو کیتو بحیۃ وے دشنو بجہ دیو جا سنگتی کرن دا منشو ہوتا بدھو بتا پر بتامہ
پربتامہ ماتا دجا بیہ گروآج ست جنی انند سروپ بدہ مکت موج اری لکشمی نت شدہ بدھ
سبھا دن کا نرنجن لنگین گن پتی دیوی مذکر مونث تینوں لنگوں شری لکشمی

شری لکشمی سورستی مہر دسکلیتمان نیاکاری دیالو ادو بت بر ہن نرگن بھادیو سومیر
نوتی وغیرہ پنڈت جی نے پرمیشور کے نام بنا کر گمنام کو نامی کر دیا مولانا نے فرمایا اسماء
مذکورہ کے بات جہات عناصر دیوتاؤں اور اہل قرابت کے نام (جیسے ماتا پتا سے مان
باپ سمجھنا عوام تک کو شبہ نہیں ڈالا) تو ضرور یہ پرمیشور کے سر منڈھی ہیں
اور بھی ڈھال کھتے ہیں مگر بے سود اس لئے کہ پرمیشور کے بتائے ہوا اور اپنے نام گڑھ کے) گنائے
ہوئے نہیں ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو تا آخر کی دیکھا دیکھی اب نام ونہر و کی نوبت
سوجھی) اندیشہ ہے کہ اس کے صلہ میں المنو رحمت رنجیدہ ہو اور نام دھروں کو سوسو سناوے
ناقل کہتا ہے کہ دیانند جی نے اسماء مذکورہ بالا کے معنوں کو وید میں کھینچا اور فریب سیاہت
دوسری تقسیموں سے ڈانا چاہا دیکھو شرک کی بھرمار سے نا چاہتے یہ بھرمار سٹ
تو کی ہنداویدی ہت کہنے کے لئے ان بیچاروں کو پرمیشور کا روپ بھروایا مگر صنو نصف انہا
نہ کون چھپا سکتا ہے اور وہ ناوٹ اہل بصیرت کے روبرو کب چل سکتی ہے جسکی شہادت

علمی و عملی اگلون سے نہ پہنچے تقریر ناقص تمام ہوئی منبر ۳ و ۹ کا تمام ایک منبر ۸ و ۴۴ کا ایک
۳۴ و ۶۶ کا ایک ماتا پتا ماتا ہی پتا ہے وغیرہ کے معنی ایک اور تمام دو دو سو ریہ بجلی لگتی بظاہر
معنی ایک علی ہوا ورن اریجانیاے کاری ہم ہر رام لفظ جدا جدا معنی ایک پس ازروے
حقیقت معنوی آپ کے معروضہ اسم کل تین قسم کے ہیں اول میں صفت حال و محل و محلول
کی روشن ہے جسکو آپ نے غلط فہمی سے محاط کا محیط کہا پھر تو پر خیال کیا اس طرح پر کہ کوئی

ذرہ اوس سے اور وہ کسی ذرہ سے خالی نہیں کلہم برہم وشنو اکثر کھوجی دیدیہ آتما پرماتما ورات

تنو لراشٹ اکاش کو پر وسو دشنو ناراین پرش سیم ہو سو ریہ سنچر انترنامی آیت بران گورتما ماترشوا

ہرن گربھ وغیرہ پس ان اسما کی رو سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان ظاہر ہے
اسلیے کہ حال و محل محیط و محاط باہم لازم و ملزوم ہوتا ہے اور لزوم کی وجہ سے لازم اپنے
ملزوم سے جدا نہیں ہوسکتا دوسرے مظہر مساوات جیسے کہ وسواں وغیرہ ان صفات کی رو سے ثابت ہے
کہ مخلوق خالق میں بستی ہے اور خالق مخلوق میں اور خالق مخلوق کو کھاتا ہے اور مخلوق خالق
کو کھاتی ہے جس سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان یہاں بھی ہویدا سویم بو بارک جلسی ہوتا
شو جنیذ بیگل شدہ بران رذر و ابو جل وغیرہ ان اسما سے عجیب بو بار اوس کا ثابت
ہوتا ہے یعنے لایق چیز لیتا دینے لایق دیتا اپنے بھگتوں کو راحت پہنچاتا دشمنوں کو رلاتا
ہے انہون ہی کو دیتا ہے غیر تو خود پیدا کر لیتے ہین اوس کے محتاج نہیں نیائی ہماری نظرونکو
جانتا ہے مگر آپ انصاف نہیں کرتا انصاف کرے اوسکی صفت رحمت باطل ہو رحم کرے
تو انصاف ندارد علیم ہی یا بدہ اتنا بڑا کہ سب کو علم بخشا لیکن آپ آیندہ کے حالات سے
واقف نہیں جو موجود ہو جاتا ہے اوس کا علم اوسے بھی ہو جاتا ہے اور جو ابھی موجود نہیں
اوس کا علم اوس کو بھی نہیں ۔ مارنا چاہتا آجتک نہیں سیکھا ۔ خلقت آپہی اپنے کرمون پیدا
ہوتی آپہی دہ باقی ہے خاو سیلت حفوظ ہت پر آگ سے گرمی پانی سے خنکی ہوا سے
جھٹکا ۔ بیشک طاقت سورج سے روشنی جدا نہیں کر سکتا ادنی ذرہ بھی سے کیڑے کی جان

نہیں بنا سکتا دیکھو ستیارتھ سمولاس ۸ نمبر ۱۴ ناظم اتنا بڑا کیا بچاؤ پلچھوں کا سا چلن اختیار
کرے یا اون کے انتظام میں فرق آوے۔ اسلام عیسائیت دہریت جین مت
گلی گلی پھیل گیا۔ گوشت خوروں کی بن آئی۔ بجائے گئوشالا کمیلہ۔ بجائے دہرم شالا
مدرسہ اسلامیہ بجائے آتشکدہ ہون کنڈ مسجد گرجا بن گئے۔ ویدوں کی جگہ قرآن انجیل
پڑھائی جاتی ہے۔ دہرماتما جنکے سایہ سے بچکر نکلا کرتے تھے انہیں کی چلیں بھرتے
ہیں دیوی شکتی پاون دہوتی لکشمی بہیروبانی وید پاٹھیوں کے تن پر لنگوٹی اور پیٹ بھر
روٹی کو ترین وہ شیو چندر منگل پربھی پران ایسا ہے کہ اوس کو کسی کی تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں
جہان خفتہ است کہ گوئی مردہ است دیانند جی متاخرین کی کتابوں میں ایسی ایسی
تحریریں دیکھنے میں آتی ہیں شری گنیشائے نمہ سیتا رام کو نمسکار رادھا کرشن کو نمسکار شری گرو چرن
کمل کو نمسکار ہنومان کو نمسکار درگا کو نمسکار دنک کو نمسکار بھیرو لیا کو نمسکار شیو کو نمسکار سرسوتی
کو نمسکار نارائن کو نمسکار ان کو عقلمند لوگ وید و شاستر کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط
سمجھتے ہیں اسپر مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی فرماتے ہیں گنیش اور شیو اور سرسوتی
اور نارائن کو تو ابھی آپ ہی نے پرمیشور کے نام بنایا تھا (ناقل کہتا ہے انکو نام خداوند کی
دیوتا و عناصر و اوتار پرستی چھپانے کے لئے مسلمانوں کے روبرو کہدیا۔ انکے پوجا ہے پر
دیانند جی کو کیسے راضی کردیگا توحید قرآنی دل بن گھر کر گئی ہے۔ مگر مثل یہ ہے کہ اگر
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل مولوی صاحب آپ بھی معافی دیجئے۔ جب چاروں ویدوں نے [illegible]
کو پنجہ مام و دیان رشبشکر لگ سانکہ ہوتا ہے ویدانت میمانسا مہابھاشیہ وغیرہ
قدیم کتابوں کے شروع میں سرورق سری گنیشائے نمہ لکھا ہوا چلا آتا ہے تو آپ متاخرین
کی کتابوں کا عیب اس کو کیوں بتلاتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی۔ پس جبکہ چاروں
پرمیشور کے نام ٹھہرے تو ان ناموں سے کتاب کا شروع کرنا یا ان کو نمسکار (جو حسب
قرینہ و موقع کہیں سجدہ عبادت اور کہیں سجدہ سلامی کا کام دیتی ہے) آپکے نزدیک بھی

دیکھو دوسرے انصاف) قابل اعتراض نہ تھی اب رہا سیتا رام اور راداکرشن وغیرہ کو نمسکار سو وہ وید جاننے والوں پر مخفی نہیں بجز وید کا ادھیاے ١٦ پورا دیکھئے خصوصاً منتر ہائے ذیل (١) نمو گنے بھیو (سب گنوں کو نمسکار) گن پتی بھیشچ وہ نمو (ائے گنیشو تم سب کو نمسکار) نمو وراتے بھیو وراتپتی بھیشچ وو نمو (سب ورانی قوم کو نمسکار اسے وراثیوں کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو گرتسے بھیو گرتسپتی بھیشچ وو نمو گری تسوں کو نمسکار اسے گری تس کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو وروپے بھیو وشو روپے بھیشچ وو نمو (سب اچھی شکل والوں کو نمسکار اسے بہت سی شکلیں دھارنے والو تم سب کو نمسکار) ٢٥ (٢) نمہ شمبھوا ئے چ (اور شمبھو کے لئے نمسکار ہو) میو بھواے چ نمہ (اور میوبھو کے لئے نمسکار ہو) نمہ شنکراے چ (اور شنکر کے لئے نمسکار ہو) میسکراے چ نمہ (اور میسکر کے لئے نمسکار ہو) نمہ شواے چ شو تراے اور شو کے لئے نمسکار ہو اور شوتر کے لئے نمسکار ہو (٣) نمو نچنچے دھینگتے ہوئے کو نمسکار) پرچی ویچتے (ہر طرف ٹھگتے پھرتے کو نمسکار) شاپونام پتے نمو (چوروں کے بادشاہ کو نمسکار) نمو نشنگن اشودھی متے (تلوار والے ترکش لیکر چلنے والے کو نمسکار) تسکرانام پتی نمو نمہ سری کا لی بھیو (ڈاکوؤں کے سردار کو نمسکار وجرگھاتیوالے کو نمسکار) جگھام سد بھیو کر قانون کا بندوبست کرنے والوں کو نمسکار) مشن نام پتے نمو رعایا کا دھن چھیننے والے راجاؤں کو نمسکار) نمو اسی مد بھیو نکلنچر وبھیو (کوہل دینے والے (چوروں) لٹیروں کے سردار کو نمسکار) (٢١) نمبر اول میں صدہا گنیشوں سمیت دوسری قوموں اور روپ بدلنے والوں کو بھی نمسکار کہی گئی اور نمبر دوم میں شنکر جی اور شو جی کو نمسکار درج ہے نمبر ٣ میں چوروں ٹھگوں لٹیروں تک کو نمسکار مذکور ہے جب ان سب کے لئے نمسکار لازم آئی تو معتقدین کو اپنے بزرگوں کے نمسکار کا بجالانا اداے فرض واجبی ہے۔ نیز جبکہ ہر (چیز) میں ہر جگہ پر مشہور ہے تو یہ نمسکار اوسی کو

ہے جو ہر چیز میں ہی پس جبکہ درگا وغیرہ بھی ویسا ہر ہوا تو درگا کو نمسکار بھی اوسی کو نمسکار گو بظاہر عنوان دوسرا نظر آتا ہی اور بالکل ویدوں کے موافق ہی کہ حسب منتر ایش اپ نشید ایشاو اسیدم سرو میت کنچ جگتیام جگت پرمیشور ذرہ ذرہ میں بھرپور ہے تو ذرہ ذرہ نمسکار کا مستحق پس بھرپور مالک کو نمسکار سے انکار بیجا اور اوسپر اعتراض خطا ہے نا تھو ناقص ناقل کہتا ہی ناظرین یہاں غور و تامل سے کام لیں دیانند جی کو توحید اسلامی تمام انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ تعالے و سلامہ علیہم اجمعین) کے دین کا اوّلی اعتقاد فرض ایمانی من بھایا سما چار بچار میں آگیا تھا ویدیں سے نا آشنا تھا خدا کے نام اور کام سے خالی۔ وید کو ۳۳ دیوتاؤں۔ جہات کرات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ بھینٹ۔ قربانی جھنکاروں کے لمبے چوڑے گیت گانے کی مشغولی میں خدا کی خواب دیکھنے تک کی فرصت نہ تھی پنڈت جی نے ویدوں پر بڑی کرپا کی دیوتا جہات کرات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ اعتقاد توحید کی گھاٹک جب ہٹ نہ سکی اودہر پرانی پریت نے گل بیاں ڈالیں ناچار پرانی چھپریا کی پت رکھنی چاہی ٹھان دیوتاؤں جہات کرات عناصر وغیرہ کے ناموں کو اون ناموں والوں سے جنہیں جو وید کی فہرست میں معبودیت کے مرتبہ میں آئے تھے پرمیشور کے نام بنا کر موحدوں میں دم مار دیا۔ مگر جی نو جانتا تھا کہ یہ بناوٹ ہی بناوٹ ہے اور یہ ریت کی بھیت باتوں کے پات حقائق شناسوں گھر کے بھیدیوں کی نظروں میں قایم رہنے ہر سے ہونے نہیں دوسرے تو کیا مانتے اپنا ہی توحیدی خیال اچھال کر بیٹھا کہ گنیش اور شو اور سرستی اور نارائن وغیرہ کے ناموں سے کتاب شروع کرنا اور اونکو نمسکار کرنا [illegible] شرک کے کھٹکے نے حق کہلوا دیا اور اپنے ہاتھ بنا بگڑی جال اوکھیں ناکھوں [illegible] بناوٹ چھپا نہیں کرتی ہوا پر بنیاد ہا نہیں کرتی جنکے ہاتھوں وید اوپستے آرہا ہے اون کی تفسیریں تشریحیں ویدوں پر موجود ہیں وہ مٹ نہیں سکتیں تو کیکر کسلیاں آج انبہ اور املیاں کیسے مان لی جائینگی جنکو محرف خود مفہم نہ کرسکے وہ دوسرے پاکیزہ طبع لوگوں کو کیسے

جیسا جینگی راد ناکرشن سے اتّ بنی کی وجہ پوچھی ہے کہ کرشن کے کلام سے جیسا کہ ترجمہ گیتا جی سے اقتباس میں منقول ہو تناسخ کے باطل عقیدہ کا ابطال ثابت ہوتا ہے - کرشن کو دوزخ جنت وغیرہ کا اقرار ہے جو دیانندجی کی نظر میں خار ہے تو رادہا کرشن کی نمسکار پر دیانندجی کے دلکو قرار کیسے ہوگا :

ٹھوکریں اندھیر کی کھائی ہوئیں
نام حق کی جا دہرے لکھے گنیش
اس بناوٹ کو تو تھا جی جانتا
بول اٹھے سرستی جائز نہیں
بھولے بھالے تک گئے اسکو پرکھ

آج بلہاری سنیں کیا کریں
جب گڑ ڈالا یہ ہے رب کا ظلم
ہو گیا آخر اچھال اسکا بہم
یہ شری گنیش لپٹک ہر رسم

دیانندجی رشیوں کی کتابوں میں لفظ اوم اتھہ دیکھے جاتے ہیں حسبِ ہدایت مولانا جب اوم اتھ الہامی ارشاد نہیں مصنف اس کے پابند نہیں دوسرا وچار یکے لفظ مہمل اوم سے سر جھکانا (اگرچہ گویا کی غنغناہٹ ہے مگر لفظ کا نام نہیں بن سکتی کما مر) اتھ کے معنی ہیں اما بعد یعنی اسے پڑھنے کے بعد یہ لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مضمون ما قبل کو چاہتا ہے جو عموماً حمد و نعت ہوتی ہے یا بجائے اسکے شری گنیشائی نمہ وغیرہ ہوتا ہے جو کہ ہر ایک رشی کی کتاب میں مرقوم ہے مہابھاشیہ مہانسا وشیشک یوگ سانکہہ منو نیائے - ویدانت - رگوید - یجروید - سام وید - اتھروید وید رشت پتھ - گوپتھ - بامردوان وغیرہ قدیم کتابیں قلمی اور مطبوعہ بمبئی بنارس کلکتہ وغیرہ قدیم ہندو کی لکھی ہوئی اور چھپوائی ہوئی ملاحظہ فرمائے سب میں یہی شری گنیشائی نمہ شروع ورق صدر پر نظر آئیگا البتہ اُن کتابوں پر مرقوم نہیں ہے جو حال میں دیانند اور دیانندیوں نے بنائی ہیں نقل کہا ہے جب بڑی عرق ریزی سے گنیش دیوتا الیشور بنایا ہے تو اب اون کا نام شروع سر ورق سے ہٹانے کی دُھن کس لئے ہو رہی ہے دُکھتی پلڑو کہو کا اتا کے بغیر جھنجھٹ کی

ایسے ہی اگنی کو آپنے پرمیشور بنا دہرا ہے وہ بناوٹ بھی اُلٹی اتار گلے کو نکال رہی ہے سام وید کا پہلا منتر اگنی کو مہابانی ہوئی چیزیں کہلانیکو بلارہا ہے جیسا کہ آتا ہے - کوئی دیانندجی سے پوچھے کہ یہ کیسا ایشور ہے جسکی کہاے بغیر نہیں پہنچتی رگوید کے پہلے منتر بموجب دیوتوں کو نذریں پہنچانا اُس وقت کا کام ہے دیانندجی پر بڑی بھاری پڑ گئی یا تو اب وہ اگنی کو اگنی ہی رہنے دین ورنہ اونکو جنکو اگنی نذریں پہنچاتا ہے بڑے ایشور یعنی پرمیشور ماننا پڑیگا اور لوٹ رام کو بڑے رام کو کی مہابانی پرانی پاؤں جلانی پڑیگی تقریر ناقل تمام ہوئی۔ دیانندجی اگنی اٹ اگنی تے تری سپتاہا سے چاروں وید شروع ہوتے ہیں صہ ۶۳ مولانا جہاں سے وید نقل ہونے شروع ہوتے ہیں وہاں تک کے پستک دیکھ لیجئے ہرایک پستک کے سرے پر شری گنیشائے نمہ وغیرہ لکھا ہوا نظر آئیگا الفاظ مذکورہ کا پتہ نہیں - بعد اس کے پہلا منتر رگوید کا یہ ہے جسکے کہلے ہوئے معنی ہر فقرہ کے ساتھ ساتھ دیکھئے اگنی میڑے (ہم اگنی کو سراہتے ہین) پروہتم (جو بہت بڑا گرو) یگیسے دیوم (یگیہ کا دیو) رتوجم (کارکن) ہوتارم (نذرین پہنچانیوالا) رتن دھاتمم بڑا دولتمند ہے انتہے سام وید کا پہلا منتر یہ ہے اگن آیاہی (اے اگنی دیوتا آجا) ویتیے (بہوبانی ہوئی چیزین کہانے کے لئے) گرنانا (سراہی ہوئی) ہوی (ہوم کی چیزیں) داتیے نے ہوتا (دینے کے لئے تم اچہے ہوم کی چیزین لینے دینے والے ہو) ستسی (تشریف لاؤ) ورہشتی اس یگ مین دوسرا منتر یہ ہے توم اگنی یگیا نام ہوتا وشو شام ہتہ دیوے بھر مانشے جنے (یعنی نذرین پہنچانے والا) مقرر کیا جاتا ہے - دیوتاؤن کے بیچ میں بھی اور انسانوں کے بیچ مین بھی ÷ یہاں دونوں جگہ اگنی سے مراد ہوم کی آگ ہے وید کے مصنف نے اس اگنی کے نام سے وید کو شروع کیا ہے نہ خدا کے نام سے ناقل کہتا ہے ویدک فلسفہ کو کمال دُھر کی سوجھی - آگ پانی بھرے برتن کے نیچے جلاتے رہو انجام کار پانی اُڑ جائیگا تو گویا دیوتوں کے پاس یہ آگ اس پانی کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو لیگئی انکو دیکھ بھوت پوجا دیوتا پرستی کے رسیا یہ خیال پختہ کر بیٹھے کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ ہوم کی چیزیں

دیوتاؤں کی نذر بھینٹ میں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دیوتاؤں کو پہنچانیکا کام
بھی اگنی سے ہی لیا لہذا ہوم کی چیزیں ہوم کی بھٹی میں جھونک جھونک بھانک سے مطمئن ہو بیٹھے کہ
دیوتاؤں کو پہنچ گئیں اوس خیال کا خاکا اونکے گیتوں میں اکثر ہوا تھا جو عہد چہارم وید میں جا لگے کے
گیت گاؤ اگنی آسمانی کتاب بنائے جاتے ہیں اور چونکہ فلسفیت مذکورہ بالا کی تاریخ کلو آج
روشنی کے زمانہ میں تار عنکبوت سا ٹوٹ کر رہ گئی - اور یہ تمام عالم اللہ سبحانہ کی صفت تکوین
کا بیار لا دو اسکے ارادہ کی سطحی مراد کھل گیا تو اب ویدوں میں خدا کے نام اور کام
کی تلاش ہوئی چونکہ اس عظیم معتقدات ایمانی مدار نجات جسمانی و روحانی کا اوس میں پتہ نہ تھا ناچار
رو کھے رو کھا اوس نام اور کام کے ویدکے کلیں جمانے پڑے - اگنی کو پرمیشور بنانے ہیں وہ
نہیں بنتی اور گنیش اور شیو وغیرہ اسماء مذکورہ بالا کو پرمیشور بناتے ہیں وہ نہیں بنتے - ویدک فلسفہ
کی سرشٹ تتھہ وغیرہ کتابوں میں دیکھیے تو ایک عالم ہی جدا نظر آتا ہے کہ دودھ چونکہ گرم نکلتا ہے
لہذا اگنی کا نطفہ حالانکہ دودھ تو بہتیں گھوڑی گدھیا کتیا تک کا بھی گرم اور سفید ہی نکلتا ہے
مگر ان کو اگنی سے پاکیزہ منسوب ہونا دیوتا کا نطفہ کہتے ویدک دم رکھتا ہے - سونا پانی میں ڈالا ہوا
پانی سے حقیقی کہانے کے وقت کا اگنی کا نطفہ لہذا سونا پانی ہی سے نکلتا ہے - افریقہ کے بعض
حصص میں جو زمین اور پہاڑ سے سونا نکلتا ہے اس فلسفہ کو اوسکی مدد ہو نہیں یہ فلسفہ
اور آسمانی کتاب سے مقابلہ ارسطو کا فلسفہ جسنے بہت سے کہی جو زندہ رہا عرفان کو متوالا بنا دیا
ہے جب وہی آسمانی آواز کے سامنے نری لفاظی کے سوا حق رسی کا کام نہیں دیتا تو گیت
کون بیچارے ہیں آخر ارسطوی فلسفہ کی ہی تو یہ ٹھنک تھی کہ جب تک بدن روح کے
قبول کرنے کی استعداد نہ پیدا کرلے خدا کتنا ہی چاہے وہ روح کو قبول نہیں کرسکتا اور جب
یہ استعداد اوس میں پیدا ہوگئی تو اب خدا بھی اوس میں روح پہنچانے پر مجبور ہے اوس کے
روکے روح اوس میں داخل ہونے سے نہیں رکتی اور اس پر فلسفی دلیل یہ دیتا تھا کہ لکڑی میں گیلی بھی ہو
تو بھی [illegible] سوکھی ہو جلتی ہے کیونکہ قابلیت اور استعداد جلنے کی موجود ہے اور گیلی نہ جلیگی

اسلیئے کہ اونمین قابلیت مذکورہ نہین اضطراری قانون مجبوروں کا فاعل مختار قادر مطلق پر چلایا یہ احمقانہ حملہ فلسفیانہ روپ بھر کر کیا ہوا۔ من الشجر الاخضر نارا الانہ سے اونہ پا پیچھے ہی کو گر کر رہگیا۔ آخر آگ سے گرمی پانی سے خنکی جدا نہین کرسکتا یہ ویدک فلسفہ بھی قاوسی کا ہم آہنگ ہے جو روسی اور جاپانی پھلجھڑی سے ٹوٹا نظر آتا ہے۔ اس پھلجھڑی سے آگ نکلتی ہے جسمین گرمی نہیں ہوتی۔ بدن پر ڈالکر دیکھلو ہرگز نہ جلیگا۔ جب کاریگران دنیا آگ سے گرمی جدا کرلیں تو وہ فلسفہ کیسے حکمت ہوسکتا ہے جو خدا کو اس گرمی کے جدا کرنے سے عاجز ٹھیراوے ایسی ارسطو کا قول تھا کہ سورج بے مثل بے داغ ہے اب تو دوربین سے اوسکی مثل کروڑون دیکھ گئے۔ بلکہ بعضے اوس سے ہزار گنے بڑے ہین اور یہ سورج بھی سیاہ داغون والا ہے۔ اس کو بابو پیارے لال نے ملک عدم مین لکھکر بول اوٹھے کہ اب تو اوسکی خدائی مین بھی کلام ہوگیا۔ افسوس ایک سناتن دہرمی نے ہی اس بارہ مین جو وید کے گیت گائے رسالہ میں ملا دئے ہم بھی یہ درج کرتے ہے

حق کو بتسلیم یہ دہرم کہتا نہیں	صرف ! سابون کا یہ بھرتا ہے دم
ناؤ ڈگمگ ہو اگر بیچ دھار میں	وہی ہے ورنہ گئے ا ہی ڈر گئے کی ہم
شرک میں ڈوبے عرب کے مشرکین	وہ کبھی دریا کی جے بولے نہ ہم
غیر کو دریا میں تھے دیتے بھلا	ہار کر سب شرا خدا بھرتے دم
ستہد کا کیسا نرالا کفر ہے	ڈوبتے بھی ڈر گئے جے ڈر گئے کی ہم
کوئی کام اون کا نہیں اللہ سے	یہ ہی دم بھرتا ہے یہ ویدک دہرم

بڑے بڑے فلاسفروں کی یہ رائے ہے کہ عالم ہمیشہ سے یوں ہی چلا آیا ہے اور یوں ہی رہیگا ہنود کا فلسفہ اگرچہ قدامت عالم کا قائل ہے لیکن یونان کے فلسفہ کی طرح نہین[1]۔ لیکن عیسائی یہودی مسلمان یہ تینون مذہب آسمان کی ہستی کے زمین کی مانند قائل ہین انکے نزدیک عالم قدیم

[1] بابو پیارے لال کی ملک عدم سے بالا سنٹول ہو نیکا کہ پہلے اکاش و بران پرمیشور مین سے نکلے ہین پہران دونون سے سلسلہ عالم کا چھوٹا جاتا ہے پھر سب فنا ہوکر اکاش و بران رہجاتے ہین وہ پرمیشور مین گھس جاتے ہین اسی طرح دائماً جاری ہوتا رہتا ہے اور یونانی فلسفہ ایسا نہیں کہتا ہے ۱۲

نہیں بلکہ حادث ہے اونکے مذہبوں کی یہی تعلیم ہے۔ اور پنڈتوں مذہب اس کے بھی قائل ہیں کہ
ہر ایک ذی روح کے پیدا ہونے ہیں (بلکہ ذرّے ذرّے ہر چیز کے پیدا ہونے میں) مشیت ایزدی کو بھی
دخل ہے خواہ کیسی ہی زبردست اسباب موجود ہوں لیکن مشیت ایزدی بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور ہنود کے
نزدیک مشیت ایزدی کو کوئی دخل نہیں بلکہ ہر امر اپنے اسباب کے تابع ہے (الی ان قال) اب قطع
نظر ان تمام مذاہب کے اگر ایک عقلی مذہب قائم کیا جاوے اور اوسکی نظر سے عالم کا حدوث یا اوسکی
قدامت دیکھی جاوے تو چشم غور کن کو صاف ظاہر ہوگا کہ درحقیقت عالم حادث ہے اور قدیم نہیں
اسکی شکل یوں بنتی ہے کہ عالم متغیر ہونے والا ہے اور ہر متغیر حادث ہے پس نتیجہ نکلا کہ عالم
حادث ہے۔ عالم کا حدوث ایک امر بدیہی ہے لیکن چشم بینا ہونی چاہیے صفحہ ۲۶۰ و ۴۵۵
و ۴۶۵ دیانندی ستیارتھ کے سوال ۸ نمبر ۱۴ سے بالا معلوم ہو چکا کہ خلقت آپ ہی اپنے
کرموں پیدا ہوتی ہے آپ ہی مر جاتی ہے تو جسکی تکوین و مشیت و ارادہ کو عالم میں دخل نہیں تو اوس
طلب حاجت اور دفع بلا میں لو لگانے کی کیا ضرورت یہ اندھیر جہاں سے پیدا ہوا ہے اوسکو
ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی ستیارتھ پرکاش درپن میں فرماتے ہیں۔ یجروید کی
پہلے کنڈ کا میں پانچ منتر ہیں۔ ہر منتر کا رشی پرمیشٹی پرجاپتی اور ڈنک کی تھی دیوتا ہے پہلا منتر
اشے توا (بارش کے تجکو) دوسرا منتر۔ اورجے توا (رس کے لئے تجکو) (واسطے تجھی کاٹتا اور
صاف کرتا ہوں) وایو واستھ (ہوا میں قیام پذیر ہو) چوتھا منتر دیو دوہ سوتا پرارپیتو شریشٹھ تما
کرمن اپیایدھو گھنیا اندرائے بھاگم پرجاوتی رن میوا ایکشما ماوستین الیشت۔ اگھ شنسو دھرو اسمن
گوپتو سیات وہوی **ترجمہ** اے نہ مارنے قابل گائے سوتا دیو تجکو پاکیزہ کی سے عمدہ
کے واسطے حاصل ہو۔ اندر دیوتا کے حصہ کا دودھ خوب بڑھا۔ اے تازہ بیاہی ہوئی گائے
بیماریوں کے عیبوں سے پاک ہو چھن جانے کی کمزوری وغیرہ سے دور۔ تجھپر چور اور گناہ کا تسلط
اور اسے گائے تو اپنے مالک کے یہاں دائم رکی رہ اور ایک سے انیک ہو جا۔ پانچواں منتر یجمانسی پشون پاہی
ترجمہ یجمان کے پشوؤں کی حفاظت کر (اسے تجھی اسلاء) یہ کہا ہے ڈاک کی تجھی

بہت بہیرے سے ویدیں دکھانے پر فخر قوم ہو جاتا ہے - دہن بھاگ تری جے جی پہو کی آوازوں کا
مستحق بنجاتا ہے مگر جب آنکھ کھلی نظر چرانی لیکول وید کی پرانی تفسیر و جرگی تو اون نظر بندی کے
باعثوں میں سے پتہ تک نظر نہین آتا تو اس قول کو انصاف تو ٹال نہیں سکتا - اتھرون وید کا بیان

منتر یہ ہے ایوتری شپتا پری ینتی وشوا روپانی وبھرتہ واچسپتر بلاستے شام تنو ادّسے
دو دھاتو سے **ترجمہ** جو تین سات یعنی اکیس بہت سے روپ بھرنے والے ہر طرف گھومتے
پھرتے ہیں بانی کا مالک اون کا زور میرے بدن میں اب دھارن کرے (ترجمہ ستیارتھ لفظی لفظی
تمام ہوا) یہاں بھی مثلا جرت دیوتا پرستی درشن کرا رہی ہے خدا پرستی کا نام نہیں وہم و گمان
نہیں پنڈت جی جن بھوت پریت سے منکر تھے وید کا مصنف بانی کے مالک سے انھیں کی
طاقت حاصل کر کے ہر طرف گھومنا چاہتا ہے - خدا کی طرف نہیں آتا پنڈت جی کی انوکھی ساخت
کی راہ نہیں جاتا اسمار مندر جہ ستیارتھ کی اصلی حقیقت ویدوں کے مصنف جین مت
والوں کے بزرگوں کی طرح خدا اور نام خدا سے نا آشنا تھے شمال مغرب سے عرصہ دراز تک
ہند میں داخل ہوتے رہے اون کا عقیدہ تھا کہ پرکھوں کی پاک روحیں چاند سورج وغیرہ کواکب آگ پانی
وغیرہ عناصر جنگلات کے دیوتا پوغیاں (اوپر تک کے گرہے) جو انکو پوجتا ہے وہ اوس سے مطیع
ہو جاتے ہیں اوسپر پوری مہربانی کرتے ہیں اونھوں نے اونپر کمال بھروسا کر کے ہند میں قدم رکھا
اور انکے گیت گانا شروع کیا - وہ گیت بہت سے ہو گئے اون کے گانے کا دفع مذہبی رسوم تھا سب سے
اعلے رسم یجہ تھی یجہ کے لئے کبھی گھوڑا کبھی بکرا کبھی گائے چھوڑتے وقت مقرر یا اس کو اس رسم کے
کام میں لانے کے وقت اپنے معبود دیوتاؤں کی استتیاں گاتے پہلا دیوتا اگنی جو بزعم اون کے
پروہتائی کا کام کرتا تھا - دوسرا وایو تیسرا اندر غرضکہ گیارہ آسمان پر گیارہ زمین پر گیارہ خلا میں
دیوتا اُنکے مانے ہوتے تھے - سنواد میں لے سہ شلوک ۲۰۴ میں لکھا ہے کہ رگوید کے دیوتا دیو
ہیں یجر وید کے دیوتا انسان ہیں - سام وید کے دیوتا مُردوں کی روحیں ہیں - انسانوں سے مراد ماں
باپ دادی دادا گرو استاد وغیرہ ہیں - باپ دادوں کی روحوں سے مراد پتر ہیں جنکے لئے شرادھ کا ان

تیار کرایا جاتا ہے - دیوؤں سے مراد وہی تینتیس ۳۳ دیوتا ہیں جو بحیثیت مجموعی مشہور و معروف ہیں
اور اونکے ساتھ اونکی بی بیاں اور بہنیں بھی ہیں جیسے یم کے ساتھ اوسکی بہن یمی اندر کے ساتھ اوسکی
بی بی اندرانی یجروید ادھیاے ۱۴ منتر ۲ میں رید کا مصنف یجہ میں مدہ نوشی کی دعوت دیتا ہے کہ
اے (سشوتا) اشونی کمار و تم دونو (اکادشی تری بھی) گیارہ تگڑی سمیت گیارہ تیان تینتیس ۳۳ (دیوتا
بھی) دیوتاؤں سمیت (مدھو پیتم) مدہ پینے کو (آیاتم) یہاں آیا کرو - اس سے اشونی کمار دو کا
جوڑا ثابت ہوتا ہے **ناقل** کہتا ہے وید میں جس دیو بھوت عنصر کرہ وغیرہ کی نذر بھینٹ ہو جاتی ہے
کا ملیا چونا چھوٹا موٹا گیت دیانند جی نے دیکھا جھٹ دعوے کر دیا کہ یہ دیوتا وغیرہ کا نام نہیں پرمیشور
کا نام ہے - اس لئے کہ مستحق عبادت پرمیشور ہی ہے اس پھیر پھار سے وید کو الزام شرک سے بچا دیا
اور سناتن دھرمیوں کی طرف جھکا دیا یہاں اس معمولی کارروائی سے پرمیشور کا گھر آباد ہو جائیگا - پرمیشور
کے ساتھ پرمیشوری سے محنت بچ جائیگی چنانچہ اشونی کمار و نکا ایک جوڑا تو یہاں ثابت ہوگیا اندر جن کو
دیانند جی نے پرمیشور بنایا تھا اونکے ساتھ اندرانی جی آئندہ تشریف لاتی ہیں سبحان اللہ
[illegible] صفحہ ۵ تقریر ناقل تمام ہوئی - اس کے علاوہ اور بھی مقام ہیں جن سے ۳۳ دیوتاؤں
کی تعداد واضح ہوتی ہے - یجروید ادھیاے ۳۹ منتر ۶ ملاحظہ ہو (سوتا پرتھمے اہن) سوتا دیوتا پہلے
دن کا ہے (اگنی دوتیے) اگنی دوسرے دن کا (ترتیے وایو) تیسرے دن کا وایو (ادیتیا چترتھے)
چوتھے دن کا ادیتی دیوتا (چندرما پنچمے) چندرما پانچویں دن کا (رتو ششٹھے) رتو چھٹے دن کا
(مروت سپتمے) ساتویں دن کا مروت (برہسپتی اشٹمے) آٹھویں دن کا برہسپتی (چنانچہ
جمعرات کو ہنود برہسپت دوار کی تقسیم میں اسی وجہ سے بولتے ہیں) (متر نومے) نویں دن کا متر
(ورونہ دشمے) دسویں دن کا ورن (اندر ایکادشے) گیارھویں کا اندر (وشوے دیوا دوادشے)
بارھویں کا وشوے دیوتا ہے - علاوہ ازیں چند دیوتاؤں کو خاص دنوں سے منسوب کر رکھا تھا - او
جس دن جس کی پوجا کرتے تھے اوس کو اسی نام سے منسوب کرتے تھے کہ یہ اوسی دیوتا کا دن ہے جیسے کہ
ادت یعنی سورج کی پوجا جس دن ہوتی تھی اوس کا نام ادت وار رکھ دیا اور ایسے ہی سنیچر وار اور

سوم کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام سوموار جسکا مخفف سوتا رہی چندروار اور جسدن منگل کی پوجا
ہوتی تھی اوسکا نام منگلوار اور جسدن بدھ کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام بدھوار اور جسدن برہسپتی
کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام برہسپتی وار اور جسدن شکر دیوتا پوجے جاتے تھے اوسکا نام
شکروار تھا مسلمانوں نے جہان مندروں کو مسجد بنایا وہاں ہفتہ کے دنوں کو ان مشرکیہ
ناموں سے پاک کرکے موحدانہ دستور (اون ناموں میں تھی) نیلا یا دیا نندجی نے بھی اسلامی
بروش اختیار کی جیسے اونھوں نے زمین سے جھوٹے معبودون کے معبدوں کا صفایا کیا تھا
ویسے ہی آپ نے بھی ویدوں پر قلم چلا کر اونکے معبودوں کے ناموں کا قصہ مٹایا (ناقل۔
دیگر اون کے معنے اور مصدا قوت کا شہانا مشا ناق ہوتے با ہر بات تھی اور اون ناموں کے
ساتھ جو خاص خاص اوصاف مندرج ویہ تھے جو شان الوہیت کے منافی تھے اونھوں نے
اس نسیج عنکبوت کو وید کے چہلے پر ٹھہرنے نہ دیا) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۲ وگھیہ سوانا
چندراسے سوانکشری سوانا ادھیہ سوانا ورناسے سوانا پوناسے سوانا) **ترجمہ**
ہر جہت کے لئے سوانا جاذب کے لئے سوانا نچھتروں تاروں کے لئے سوانا ناف والے کے لئے
سوانا سب جہات کرہات نچھتروں سے وابستگی اونکے دیوتاوں سے عقیدت اس سے ظاہر
ہے یہی رگوید کے براہمی وگ اگنی وغیرہ منتروں سے واضح ہے اُسنے یوں التجا کی جاتی ہے
دیو شانتی انترکش شانتی پرتھوی شانتی اپہ شانتی اوشدیہ شانتی ونسپتیہ شانتی وشوید
یوانا شانتی برہم شانتی سروم شانتی سانت ریو شانتی ساماشانتر دوبے ہی **ترجمہ**
اے سورج کے رہنے کی جگہ شانتی بخش یعنی راحت بخش دیو شانتی بخش اے انترکش فضا
کے میدان شانتی بخش اے آب پانی کے کرہ شانتی بخش اے اوشدیہو نباتو شانتی بخشو
اے ونسپتی جنگلات کے دیوتا شانتی بخش اے وشویدیو سب کے دیوتا شانتی بخش اے
برہم لوک سب کے لہندکرہ شانتی بخش اے سروم جملہ لوگو شانتی بخشو اے شانتی راحت کامل
راحت بخش وہ شانتی کہ جو میرے گھر میں راحت ہی راحت ہو ترجمہ تمام ہوا سناقل

کہتا ہے ویدک دہرم کا فلسفہ دیکھو راحت رسان کے اسبابوں سے راحت مانگی جاتی ہے
یہانتک کہ راحت سے راحت مانگی جاوے مگر اس بات جو ٹرو کو ختم کیا اس راحت طلبی کی فلسفہ
کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مقتول کہ جو عنقریب قتل کیا جاویگا تلوار کے آگے ہاتھ جوڑ کے ڈنڈوت
کرے کہ مجھے معافی دے قتل نہ کر اور قاتل کی طرف بالکل التفات نہ کرے اوسکی پروا نہ کرے
تو وہ اس بے پرواہی پر اوس کا سر جلدا وڑا دیوے تو اسے بھگوان کے بھگتو تمہیں بھگوان لگتی کہہ دو
تلوار جسکو منا رہے جا رہا ہے قتل کرنے سے قاتل کا ہاتھ روک دیگی جنگل باسی ٹربھی بھیلیاں کھانے والی
قوم ویدوں میں یہ کہہ دالی کہ سینبھل کا درخت سمجھے پاسے خدا کو بھولی ہوئی آج فلاسفر بنائی
جاتی ہے اون کے ویدی گیتوں کو عین حکمت مانا جاتا ہے۔ ناظرین تمنے دیکھا، دنکی عقل اور
حکمت کے واقعات کے نسخہ بھرے ہیں جاو پروید گا رہا ہے اور آیندہ گا ئیگا - یہ کوئی حکم تکو بھی ایسا ہے
کہ جو قدرت سکا ملہ اسباب کو اپنے حکم پر جابرانہ طور پر لگاوے۔ افسوس ان پستکون کی زبان سے
حق تعالے سے مانگ تانگ التجا کا کوئی گیت بھولے سے بھی نہیں نکلا - حال بنا یا دیا لو جب کچھ
دیتا ہی نہیں تو اوس کا نام داتاؤں کی فہرست میں کیونکر آتا جرو دانش کش بالی خیالات سے
دیوتا جڑی بوٹیاں جہات کربات وغیرہ رہے ہیں ویدمن اوسکی کوکا بیتر کی دہوم مچ
رہی ہے حکیم رام کشن سچ کہتے ہیں کہ ہنود کے نزدیک مخلوقات کے پیدا ہونے میں مشیت
ایزدی کو کچھ دخل نہیں میں کہتا ہوں بموجب منتر ہاے مذکورہ بالا وغیرہ اوس تعالے شانہ کی تکوین
از تخلیق تا تدبیر کسیکا بھی ویدک دہرم جہان بین دخل نہیں تلاتا دیوتا کے قایم مقام بنکر کوئی برہمن
گاے دوہنے گا اسکے پاس رسی لیکر جاتا رسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے دیو سے توا سولوبہ

سوے تولوہ باہو بھیام پوشنو ہستا بھیام آددے ادیتی راسناسی **ترجمہ** اسے رسی سوتا دیو کی تحریک سے اسونی کماروں کے دونو بازوؤں سے پوسن دیوتا کے
دونوں ہاتھوں سے میں تجھکو پکڑتا ہوں تو ادتی کے لئے رسی ہے (اگلے منتر میں گاے کو پکارتا
ہے) ادتا ہی ادیت اہی سرسوتی اساوسے ہی - اساوسے ہی اساوسے ہی **ترجمہ**

اے گائے چلی آ اے ادت چلی آ اے سرستی چلی آ اے سفید رنگ والی چلی آ چلی آ

چلی آ (بعد ازاں پچھلی ٹانگوں میں گائے کی رسی باندھتا ہوا کہتا ہے کہ ادیتی راسنا سی

اندرا ایا اسنیشٹ بو شاسی ھر مایدکیشو ترجمہ اے رسی تو ادتی یعنی گائے کے تھنے رسی ہے

(اندھنا) گائے کے سر کا تاج ہے اے بچھڑے تو ہوا کی شکل ہوم کے لئے دودھ چھوڑ دے

پھر دودھ دوہتے کہتا ہے اشوے بھیام ہوسو۔ ہ سوتی ہوسو اندرائے ہوسو سواہا ہندروت

ـــبار **ترجمہ** اے دودھ اشونی کماروں کے لئے نکل آ سرستی دیوی کے لئے

نکل آ اندر دیوتا کی پی پی کے لئے نکل آ (سواہا اندروت) اور جو دودھ کے قطرے دودھ نکالتے

میں نیچے گر پڑیں وہ اندر کے لئے سندرہوم ہوں پھر گائے کے تھنوں کی ستائش کا منتر پڑھتا جاتا

ہے اور دودھ نکالتا جاتا ہے کہ اے گائے تیرا تھن (باکھ) سایہ راحت ہے فرحت بخش ہے

گھی کا خزانہ ہے دولت کا بخشنے والا ہے دولت کی کھیتی ہے بڑا لائق ہے ساکھ تھن

(باکھ) کی بدولت تم تمام انسانوں کی زندگی کے اسباب بہم پہنچاتی ہو ان تھنوں کو اس یجیہ میں

خیرات کر ڈال (اروا انتر کشم انوے مے) اور میں آسمان کو جاتا ہوں گائے کی خوشامد ہے

کہ دودھ اچھا دے اور آسمانی دیوتوں کو پہنچے اور وہ خوش ہوں۔ ترکیب یعنی ودھی کی

کتابوں گرہ سوتروں۔ ست پتھ۔ گوبتھ۔ ایتری کاتاین وغیرہ سے ہر دیوتا کی پوجا اور ہر رسم

کا پتہ ملتا ہے (اس پھر مارسے ناچار ہو کر پنڈت دیانند نے اس سے انکار نہیں کیا ہر ایک

وید کے ساتھ دیومالا موجود ہے اس میں دیوتا تفصیل وار بتائے گئے ہیں پنڈت جی نے

پھیر پھار سے تھوڑا سا ہی التباس کیا ہے۔ نروکت میں خاص ایک کانڈ ہے اس میں وید

کے دیوتاؤں اور دیویوں کا نام بنام ذکر آتا ہے اور جیسا کہ مذکورہ بالا منتر میں دیوتاؤں

اور دیویوں کا وجود پایا جاتا ہے ویسا ہی یجر وید ادھیائے ۱۴ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگنی دیوتا

سلہ بھنگوری جگالی جاتی ہے گویا یہ کیسی بے خبر پرستی رسی ہی نہ ہے گی بھلا فلسفیت ہے یا دیوانگی بڑھ جو تم کہو انصاف و ہی ہم مان لیں ۱۲

دہی پر پھینکا مارتا پنناچی کو اور بکرے میڈھے مار کر مہابرہمن کا تا اون کے خاندانون کو کھلا
ہوگا اوس پراس ویدک برہمان کا عملدرآمد پوشیدہ نرہیگا قربانیون کے بارہ مین ویدک
سما چاریون مین سام وید کے پہلے دستہ کا منتر ۵ منترعو پریم پرشیشم آتیتم رتھم نہ اگنی
یو ۵ ستواسے یعنی اے لوگو مین مہربان پیارے مہمان سب سے پہلے آنیوالے اگنی کو پکار کے
بلاتا ہون (کرشن گریوا اگنیا) کالی گردن والا اگنی دیو کے لئے (وبھروہ سومیا) بھورے
نیولے کی رنگت والا سوم دیو کے لئے (سویتا وایویا) سفید رنگت والا وایو دیو کے لئے (ادیتیا
ادیتیا) بے داغ ادیتی دیو کے لئے (سمروپا دھاترئی) خدہ شکل والا دہاترہ دیو کے لئے (ولسترپ
دیوانام پتنی بھیہ) بچھیا دیو رکی بیبیون کے لئے بھیڑ (کرشنہ بھوما) کالا زمین کے لئے دھومرا
(انترکشا) دھوان سا آسمان کے لئے (ابودھنتو پرد فیا ھا) بڑھنے والا دیو ہول کے لئے (سپلا
ویدتا) سفید چمکتا) بجلی کے لئے (دالی تولہ) الیتھے) قربان کرتا ہے یجروید ادھیاے ۲۴
کے منترہاے ذیل کے جملے فقرہ فقرہ کرکے دکہاتے ہین جو آجکل کی اردو بھاشا ملی جلی زبان مین بھی
اون جانورون پرندون کے نامون سے تھوڑا سا ہی تفاوت رکھتے ہین جنپر ویدسے اون کا اطلاق
کیا ہے جن مین کسی حرف کی تحریف محاورات آئندہ کے ماہرون پر پوشیدہ رہیگی اور وید کے کھلے
ہوے سماچار پر کوئی جالا عیر پھیر کا پوسا ہوا چھپ نہ سکیگا (سوماے ہنسان آلبھتے)
سوم کے لئے ہنس قربان کرتا ہے (سنسکرت اور اردو دونون ہنس ایک مشہور پرند کا نام
جسکو الیتھے قربانی سوم کے لئے ہورہی اب اگر ہنس کو مثلاً گنگا جل بہلیا کرو یا موتی چبا کر
تا لم قول کرے بچون تک کو اپنے اوپر ہنسائیگا اور صدق ودیانت کا بھوجم گنوائیگا اور ایسے ہی
آئندہ نامون کے بہت پھیر مین طرار ٹھاناجائیگا) (وایسے دلاکا) منتر کے لئے شترمرغ یا چکرت
(مرغابی) (ورناسے چکرواکان) درن کے لئے چکوا چکوی (الیتھے) قربان کرتا ہے ۔
(۲۲) اگنی گرون الیتھے) اگنی کے لئے مرغا قربان کرتا ہے (ولسنتھی جلبیہ الوسکان) وستیھی

ف ۵ وسنتی حنجلات کا دقیا جیسے کھیرا پچی اسی جانورون مین سب تگر کی تو کیتیسا کرنے والے برہمن کو کہتے ہین ۰۰ جانورون سی بکرا اپنے اوساتے کیسے کی آتو تھگنت جو بت وغیرہ سے کرتا ہے ۱۲ منہ

کے لئے اُلو اگے اگنی اور سوم دونوں کے لئے بیل کُشٹھ اشوانی کمارون کے لئے مورا و رمترا اور
ورن کے لئے کبوتر قربان کرتا ہے (۲۳) آگے منتر ۲ ہاین سے (اگنی کر ہیستی با ردشان) گھر کی
اگنی کے لئے پارس نام بید حصہ ۱ تا منتر ۲۹ وید کی حقیقت میں صفحہ ۱۹ دیکھو (پرجاپتی بردشان)
پرجاپتی کے لئے انسان قربان کرتا ہے جو باجسپائک نام بنام دیوتاؤں پر قربان ہوتی ہیں جن
منتروں میں گویان گاسے کے اوکان اُلو کے کنجان کنج کے لوان بشیر کے کو لیسان کلنک کے
انشران سشتراوشٹ کے کبوتان کبوتر نکے معنی دیتے ہیں ایسے الفاظ ہیں جنہیں مجموعہ اشید
اردو زبان میں بعض جگہ بلا تفاوت اور بعض جگہ قدرے تفاوت اور بعض جگہ ہمنامی مادہ کی
ہمرنگی دکھا کر ان الفاظ کو شرک کے گڑھے میں پھنسنے سے بچانے کے لئے بس ہے اور جگہ
وید منتر ہی سے پوجی اپچوا الی سجوئی ہوا ثابت ہوئی اور سورج سے علم عقل صحت تندرستی
اولاد وغیرہ مانگنے کے منتر ہمارا ہے تو اب دیوتاؤں ہوا سورج بجلی وغیرہ کو جانوروں پرندوں کی
قربانیوں سے پوجنا ماننا ویدکا ماننا پڑے گا اور جب ان پوجاؤں کی بجہ ایسا شرک ہند پسکا
تو دیوتاؤں کی بات ہمہات وغیرہ کی اپنشد شروع سے بے انتہا گہرائی کا سمندر شرک تھا اور ید
کا کیسے پٹ سکتا ہے تو حید کی خوشبو رنگ روپ جس دین الٰہی کے ذرّے ذرّے سے عیاں ہے
اور جس کا حصہ ہی نہ اوس کا جسکی کوئی کل شرک سے خالی نہیں - بطور نمونہ پڑھو آیات قرآنی
وَلَا تَاكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهُ لَفِسْقٌ الآیہ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
الآیۃ اللہ سبحانہ فرماتا ہے مت کھاؤ اوس جانور میں سے کچھ جسپر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام
نہ لیا گیا ہو اور بیشک وہ حرام مردار فسق ہے الخ (اگرچہ وہ جانور حلال ہی تھا چونکہ اللہ کے
نام پر ذبح نہ ہوا مردار ہے) اور بتوں اور تھانوں پر جو ذبح کیا جاتا ہے وہ حرام ہے -
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے فتاوی عزیزی سے نقل کیا فاضل بدایونی نے
بوارق میں وفی الحدیث لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ رواہ احمد و ایضا ملعون من
ذبح لغیر اللّٰہ تعالیٰ رواہ ابوداؤد وفی شرح ابن ابی عبید و ستان الفقیہ وکنز

الصباح انه لا یجوز ذبح البقرة والغنم عند القبور لقوله علیه السلام
لا عقر فی الاسلام هکذا فی سنن ابی داود وکذا لا یجوز الذبح علی البناء
الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم نهی عن ذبائح
الجن لانهم یکرهون مخافة انهم لم یذبحوا ان یؤذیهم الجن فابطل النبی صلعم
ونهی عنه وهکذا فی کتب الشافعیة کما قال النووی فی شرح المسلم ص۱۹۰ وفی
الدر المختار ما ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به
لغیر الله تعالی ولو ذکر اسم الله تعالی علیه الخ ص۹۹ ا ترجمہ اور حدیث میں ہے لعنت کرے
اللہ اوسپر جو ذبح کرے واسطے (تقرب عبادت وچڑھاوے) غیر اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور ہے ملعون ہے جو ذبح کرے غیر اللہ کے (تقرب کے) لئے روایت کیا اس کو ابوداود
نے ابو عبیدہ کی غرائب اور بستان الفقیہ اور کنز العباد میں ہے کہ جائز نہیں ذبح کرنا گائے بکری
کا پاس قبروں کے بدلیل فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ عقر نہیں اسلام میں ایسا ہی
ہے سنن ابی داود میں اور ایسے ہی جائز نہیں ذبح کرنا بنا جدید پر اور وقت خریداری دار کے
اسلئے کہ آپنے منع فرمایا ذبائح جن سے اسلئے کہ وہ (مشرکین عرب) بخوف ایذا دہی جن کے
ذبح نہ کرنے کی حالت میں جنوں کے اکرام کے لئے ذبح کرتے تھے پس باطل کردیا اس کو آپنے
اور منع فرمایا اور ایسا ہی ہے کتب شافعیہ میں جیسا کہ فرمایا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور در مختار
میں ہے اور جو ذبح کیا وقت تشریف آوری امیر (بادشاہ حاکم کے) اور اسکی مانند کسی بڑے
شخص کی آمد کے وقت وہ حرام ہے اسلئے کہ وہ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے اور اگرچہ
اوسپر اللہ تعالی کا نام (بھی) لیا ہو (اسلئے کہ یہ صورت ہے بھینٹ دینے کی سی) اور اگر ذبح
کیا واسطے مہمان کے حرام نہیں اسلئے کہ وہ سنت خلیل علیہ السلام کی اور اکرام ضیف کا اکرام
لوجہ اللہ ہے الخ (نہ صورت بھینٹ کی) ترجمہ تمام ہوا - سید و غیرہ کے بکرے میں جو نزاع ہے
علماء زمانہ میں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعض اہل علم غیر اللہ کی نذر بھینٹ کی نیت کو سید کے

کھیلے وہ تو حسب اسلامی کا سانگ　　　اور بغل میں ہو دبا ویدک دھرم

ردتکذیب حصہ ۲ کے صفحہ ۹۱ میں یجروید کے پچھلے باب کا منتر بعبارت سنسکرت بعینہ نقل فرماکر
اوسکا ترجمہ یہ کیا سنہری پردہ آفتاب میں جسکا منہ ڈھکا ہوا ہے وہ میں ہی پرمیشور ہوں
یجروید باب منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۷۰۵ کہ اے پرمیشور آپ اصول کے قواعد
نقہ پر چلنے سے حاصل ہوتے ہیں آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم کا مسکل آدمی
بیدار ہوتوں (آسمان سورج وغیرہ اشیا) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی پرمیشور کے
او جگہ کا ذکر جو وید منتروں میں اوپر مذکور ہوا اس منتر سے منقل کیا وہ او جگہ یہ ہو جاتا کہ تھا زمین کا
اور حسب ذات کا لفظ موجود ہے تو صفت علم و قدرت وغیرہ میں ہونے کی تاویل کا بھی موقع نہ
جو یکسر غلط یہ کہدیں زمین جب تھی اوسوقت علم اور ارادہ الہی میں اوسکی ایجاد کا نقشہ امتیازی
تھا نہ صوری جسمانی؛ تمام وانعکاس کے حکم اور خیال کی مجال نہیں اسلیے کہ اول تو
لفظ ذات موجود دوسرے آریہ مت میں علم الہی کا اشیاء سے تعلق قبل وجود اشیاء نہیں مانا گیا ہے
اور جب آسمان اور سورج وغیرہ میں بموجب ترجمہ بھاشا دیانندی وید منتر کی تصریح سے پرمیشر
کی ذات قیام فرماہے تو سنہری پردہ آفتاب میں پرمیشور کا منہ ڈھکا ہوا بیان کرنا وید منتر کا
دیانندی معاد کے خلاف نہیں بوجی اور یکجائی ہوئی ہوا بھی منتر وید سے دیانندجی نے
سنائی جتنی سوریہ پوجن پر سوامی جی کی کرپا ہوگئی کھلا سورج ہوا اگنی بلرج اونسے دھن دولت
اولاد ایمان پران کی سلامتی مانگ کر آرتے ہیں. موحد نہ بنینگے تو اور کون بنیگا۔ ویدک دھرم
کی اصلی سیرت کو جس صورت میں آریہ سے چھپائے ہوئے ہیں وہ بغض اور غضب پر ہمسے
آمادہ ہو تمہیں آریونکو باین وجہ مجبور کر رہا ہے - امام محمد کی موطا میں ہے اخبرنا مالک اخ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَہَا
قَرْنُ الشَّیْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَہَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَہَا ثُمَّ اِذَا زَالَتْ
فَارَقَہَا اِذَا زَالَتْ فَارَقَہَا ثُمَّ اِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَہَا فَاِذَا غَرَبَتْ

ثانیہ فہما قال ونہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الصلوٰۃ
فی تلک الساعات ص۱۲۱ باب الصلوٰۃ عند طلوع الشمس وغروبہا ترجمہ

تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک آفتاب طلوع ہوتا ہے اور حال میں
کہ ساتھ اوس کے قرن ہوتا ہے شیطان کا پس جسوقت کہ اونچا ہو جاتا ہے سورج جدا ہو جاتا ہے
اوس سے پھر جب کہ سورج برابر ہو جاتا ہے (نصف النہار پر) نزدیک ہو جاتا ہے سورج کے پھر
جب ڈھلجاتا ہے جدا ہو جاتا ہے پھر جب قریب ہوتا ہے چھپنے کے نزدیک ہو جاتا ہے اوس
پس جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اوس سے کہا اور منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے سے ان وقتوں میں۔ ترجمہ تمام ہوا عبارت کے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے اثر میں ہے جسکو بخاری ومسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے .... کہ شیطان
کے دونوں قرن طلوع ہوتے ہیں آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ اور غروب ہو جاتے ہیں
سورج کے غروب کے ساتھ الحدیث کاشف میں ہے کہ شیطان کے دو قرنوں سے مراد اوس کے
دو گروہ ہیں جن کو لوگوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے (التعلیق الممجد) نیریتی باپ دیوتا
پوجن اور شیطان پرستی کا بھانڈا پھوڑ دیا آریے اسپر کھٹا کھاتے ہو بیٹھے تھے۔ اگر کوئی
شکل کرویت ارضی پر یہ کہے کہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر سورج کا طلوع اور ایسے ہی غروب اور اترا
تو ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ تو شیطان کے قرنوں کی کثرت اور ہر مطلع وہر مغرب اور ہر استوی پر جہاں
کہیں ہو اوس مقام کا شیطان آرشے آنے کے لئے مستعد لہذا یہ حکم نہی صلوٰۃ کا اوسی
خاص مقام کے متعلق ہوگا۔

بُت کدہ شہر ملک انگلستان کے
پارسی آتش کے ہوا [illegible]
بہتیں جو الا مکھی کی آگ پر
نکلے بچے دھاراجی کی بھینٹ میں

پہلا بیٹا ذبح ہوتا تھا ستم
آگ میں ستی جلاتی اے ب ادم
جوگیوں کے بت ہوتے تھے بھسم
مان ڈبا دیتی ستم افترا رہے ستم

ہوتے غواص دریا سے فاق ہیں
دعا یوں کی سدا شوقی کے تق ہیں

کہ لنگ شو گرے کٹ کر زمیں پر
نہ رغبت ہو کسی زہرہ جبین پر

ادھر سے بدھم لنگ شو شنکر ہوا صاف
جدا قالب سے ہو کر گر پڑا صاف

مگر اوس لنگ نے آفت مچائی
قیامت دیوتون کے سر پہ آئی

فراساوس کو نہ تھا دم بھر کہیں پر
زمیں پر تھا کبھی سقف برین پر

رکھوں نے فرط غم سے ہو کے لاچار
عقیدت کی سری برھما سے اظہار

سری برھما نے فرمایا کہ ہیہات
بڑی تم سے حماقت کی ہوئی بات

کرو جا کر سری گوری کو خوشنود
کہ جو کچھ آسکا ہر اشکل بہبود

غرض سب رکھ ہوتے مصروف طاعت
کر آخر تھے وہ سب مالوف طاعت

ہوا گوری کو جوش مہربانی
بنیں خود صورت ارگھ بھمائی

لنگ ہی ایسے کرشموں پر نہ تھے تو اور کیا تھے تب ہی تو ہند کے چودہ متبرک مانے ہوتے مقامات کے مندروں میں شو لنگ کی پوجا کی دھوم ہے - اور کیفیت پوجا کا بیان چونکہ شرم و حیا سے تعلق رکھتا ہے ایسے ہی جھلری یعنی استری کی نسبت کی پوجا کا بیان لہذا قلم انداز کرتا ہوں پادری مدرس علم الٰہی سہارنپور کی کتاب تیرتھ سے صرف اون چودہ لنگوں کے مقاموں کے ناموں کی تصریح مع بعض التوضیح کئے دیتا ہوں پہلا سومناتھ کاٹھیاوار میں دوسرا ملکارجن کرناٹک میں تیسرا مہاکال اوجین میں - چوتھا اونکار نربدا ندی میں جزیرہ ہر پانچواں کیدار ناتھ ہمالیہ میں - چھٹا بھیم شنکر پونا کے قریب بھیم ندی کے چشمہ کے پاس - ساتواں بسویشور کاشی میں - آٹھواں تریمبک ناتھ ناسک کے قریب گوداوری کے کنارہ پر نواں بیجناتھ صوبہ بنگال میں دسواں ناگیشور نظام کی ریاست میں - گیارھواں رامیشور خلیج منار کے جزیرہ میں جو چھ میل کے فاصلہ پر سمندر میں واقع ہے کہتے ہیں اس جگہہ رام کی فوج سمندر میں پل باندھکر اوتری تھی اوس وقت رام نے شو لنگ کھڑا کرکے اوس کی پوجا کی تھی - جو اب تک موجود ہے جیسے

جاتری گنگا جل چڑھا کر پوجتے ہیں بارہوان کرشن بیشور الور میں - تیرھوان امرناتھ کشمیر میں چودھوان پشوپتی ناتھ نیپال میں انکے علاوہ کل عجائب لیشور تارک بیشور ربانی ہیں دو با ہوا سنکر البشور ہنود کے اعتقاد میں جسکی پوجا سے مردی بن قوت آنکر اولاد پیدا ہونے لگتی ہے اور دیوی کی پوجا سے بانجھ با اولاد ہو جاتی ہے سیتلا دیوی کی پوجا سے چیچک سے امن ملتی ہے یہ زبانی ہنود سے ہے اور لوگ رنیہ وغیرہ اٹھتے سنا یہ پانی میں ڈبا رکھنا تارک لیشور کا یادگار شوجی کی اول حالت غضبناک سے ہوا جبکہ اونھون نے کیلاش باشی رکھیشر کی استریون سے بھوگ کیا تھا اسپر رکھیشر کی بد دعا سے شوجی کی مردی کٹ کر پڑی تھی جسکا بیان شیو پران سنطوم سے بالاگدا ان بھگوان کے بھگتون کی عقل دور رس نے اپنے پیدا کرنے والے کے پہچانے میں کمال فلسفیت کو کام فرمایا ہے اور بیشک جبکہ یہ ویدک دھرم اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادۂ ازلی اور ایجاد و ابداع کا اس عالم میں کچھ دخل نہیں مانتا لیکن اپنے فعلوت کرمون اس عالم کے خود بخود پیدا ہو جانے کا قائل ہی تو آپ بھی لنگ و جھلری کو اولاد کی داتا مثلاً سمجھیگا اور ظہورات طبیعی کی پرجا پرچھکا سکیگا۔

جنیشٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے
ایسے نطفہ سے جو ہوا اوس کو منو
تند خو خاوند کی ترباہے پچھاؤ
عنیر (شوہر) کے نطفہ کو وارث کر دیا

زیج بستی عورتیں ہند و دھرم
بیج کھنتیر بولے اور پورک دھرم
بیج لے بچہ کرے اوس کو بہم
پانچ شوہر تھے دروپدی بہم

دروپدی رانی مہابھارت ارجن کی استری کا پانچوں پانڈوان سے بھوگ ایک مشہور واقعہ دھرم پستکوں کا سماچار ہے بعض پرچون میں ہنود کے جسپر عمل بعض حصص ہند کا بیان کیا جاتا ہے کہ وہان اب بھی چند شوہر ساتھ ہیں ایک عورت سے کام نکال لیتے ہیں اور بہ برتہ یہ کام کیا جاتا ہے ظاہر ہے وید کی حقیقت میں ہے ادھی بر کھتم ھی دھی سو بشنو

سو پیاہ سور چاہ برجاوتی دیر سور دیوز کا مانگی گارہے جنتم سبری یہ اتھرو وید کے کانڈ ۱۴

انواک ۴ کا اٹھارواں منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ہے خاوند اور دیور
کو دُکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنیوالی دھرم نیم
میں چلنے والی روپ سُشیل پسر فرزند جننے والی دیور کی کامنا کرنے اور دُکھ نہ دینے والی خاوند اور دیور کو پراپت
ہو کر اس گھر کے اگنی ہوتر کی سیوا کیا کر یعنی اے گھرستی جہاں تو اتنی سختیاں جھیلتی ہے خاوند
اور دیور کو دُکھ نہیں دیتی (ایک بھانت دیور خاوند دونوں کو پراپت ہو کر دیور کی کامنا کرتی لائق سُشیل
پسر فرزند جننی ہے) وہاں اتنی تکلیف اور گوارا کر لے کہ اس اگنی ہوتر ز ہو دسہت پوجا کرنے والے)
پر بھی کرپا کر دیا کر **معترض** اس منتر سے عورتوں کا ادھر خاوند ادھر دیور سے جماع کرانا پُتر
پھر تا ہوم کرانے والے اگنی ہوتر پر کرپا کرنا وید بھگوان کا بہران کانوں میں ڈھولا استریوں کی
سہردلعزیزیوں کا ایسا فیاضانہ برتاو جب یہ ہم نیم یعنی دھرم کا اصلی امر ٹھہرا اور عالیشان چلن
ٹھہرا تو بدچلنی اب کسکو کہا جاوے تبھی تو پانچوں پانڈو ایک ہی عورت سے ہم بستر
ہوتے اور باہم مانوس رہتے تھے دیکھو مہابھارت وغیرہ کوہسور وشا کوہسور شوتا کو ہاپتیم
کرتہ کہو شنوہ ۵ کو وام شیو تراد رعولو دیورم مریہم نیوشاکرہتی سدھستا ۱ ۱۰ ۴۰ رگوید کے منڈل
۱۰ سکت ۴۰ کا دوسرا منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اے عورت مرد جیسے
دیور کو بیوہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتے اولاد کو سب طرح حاصل کرتے ہیں
ویسے تم دونوں میاں بی بی کہاں رات کو اور کہاں دن میں بستے تھے اور کسی وقت کہاں رہتے تھے
معترض خاوند اور دیور سے صحبت داری کی کیفیت استری کی سنا مسافر مرد عورت سے
سوال کہ اس کیفیت کا علاوہ تمہارا رات کو کہاں اور دن میں کہاں سفر حضر میں کیسے کیسے ہوا تھا
بھگوان تمہاری سب بنا رہے تمہیں مسافروں (جاتریوں) کی پوچھ کچھ اور دیور اور اگنی ہوتر
کی گور گیتا انکو گئے تو اور کون کرے گا صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں منو کی ادھیا ۹ کے ۵۹ — ۶
۶۲ — ۱۴۲ میں شلوکوں کو نقل نہ کر کے لکھا سوامی دیال جی نے ان کا ترجمہ یہ کیا ہے اولاد کے
نہ ہوتے شوہر وغیرہ سے اجازت لیکر کسی رشتہ دار یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے

جب خاوند آجائے تو نیوگ والے مردوں سے علیحدہ ہو جائے اور یہی حکم دھرم شاستر کا ہے اور اسی ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے حاملہ عورت سے ایک سال مجامعت نکرنے کے وقت عورت یا مرد سے نرہا جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اوس کے لئے بیٹا حاصل کردے۔

سوال خاوند بد مزاج تندخو ہو عورت کو ستانے سے باز نہ آئے اوسوقت کیا کرے جواب ایسی حالت میں خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے اور حصول اولاد کو اپنے خاوند کی جائداد کا مالک اور حصہ دار بنادے لیکن طلاق لیکر کسی دوسرے سے نکاح نکرے کیونکہ طلاق لینا اور نکاح ثانی برہمن اور ویش اور راجپوت کی قوموں کو دھرم شاستر میں نہیں لکھا۔ دیکھو ستیارتھ ترجمہ صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ انجام ترجمہ اندر منتر کے ذیل دیانندی سماج سے گیارہ مردوں سے ایک عورت کا نیوگ کرنا اور گیارہ عورتوں سے ایک مرد کا نیوگ بھوگ دیکھلو ماخذ اسکار و تکذیب حصہ اول کا صفحہ ۸۰ و ۹۰ ہے آریوں نے اس تہذیب کے زمانہ میں نیوگ بھوگ کے دھرم نیم و دستور سے بیعت شرما کر دیانندی تراجم و تصریحات اور منشی اندرمن کی تحفۃ الاسلام کی عبارت عمل نیوگ در عصر ہنود جائز بود اور واقعات تاریخی سے آنکھ موند یہ کہنا سیکھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں نیوگ نہیں ہے توریت میں ہے اس سے وہ اپنا بوجھ ادھر ادھر ٹالنا چاہتے ہیں مگر مضحکہ جب بیان سے زیادہ یہ قدر وقعت نہیں رکھتا اول تو اسلئے کہ عہد عتیق و عہد جدید کی کتابیں بوجہ تحریف کے ہم پر حجت نہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرف بھی یہ باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اس کے ابطال کے واسطے مسیح کی انجیل کے ۲۲ باب کی آیت ۲۴ تا ۳۰ بس ہے خصوصاً آیت ۲۴ اے استاد موسیٰ نے کہا ہے جب کوئی بے اولاد مرجائے تو اوس کا بھائی اوسکی عورت کو بیاہ لے الخ ایسا فرمایا ہوا بھلا کہیں نیوگ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو عقد ثانی ہوا نہ نیوگ بھوگ ہنود والی اسلئے کہ بیاہ لینے کے بعد یہ ہوا نہ بے نکاح کئے ہنود کی طرح اولاد حاصل کرنا کرانا۔

گر زنا ہو جائے کچھ چھپتا نہیں — حیض سے ہو جائے اس نطفہ کا علم

پاک ہی گر ٹھہر جائے زانی کا بیج — نطفہ و شوہر ہو گر اوس سے بہم

اعزاز علی صاحب مدرس دیوبند دامت برکاتہم کی عبارت مندرجہ ارشاد نمبر ۵ جلد ۹ سے قدرے
نذر ناظرین ہے ۔ عرصہ ہوا کہ آریوں کی شورش پر سندھ کے مسلمانوں نے آریوں کا رد اور اسلامی
توحید کی اشاعت شروع کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندوؤں اور آریوں کی معقول تعداد اسلام
کی حلقہ بگوش ہوگئی اور جو حالت لابنی شعاعیں پھینکنے والے آفتاب کے سامنے تاریکی
کی ہوتی ہے وہی حالت اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی ہوا نظر آنے لگی تھی اور آریوں نے
سمجھ لیا تھا کہ بذریعہ مباحث و دلائل کے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں پر
فتح پانا ناممکن ہے لیکن مقتضائے طبیعت ان است کے موافق اس جماعت نے پھر تعدی میں قدم
بڑھانے شروع کر دیئے ہیں اور ہم کو قادر مطلق کی ذات سے امید ہے کہ پھر وہ جلد دیکھ لیں گے
کہ سچا مذہب اپنے ساتھ حقانیت کی روشنی رکھتا ہے اور دودھ سے پانی کو الگ کر دیتا ہے
لاڑکانہ (سندھ) کے آریوں نے نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے تین سوال مسلمانوں سے کئے ہیں جن کا
خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیدیں
تو اگرچہ دونوں راضی ہوں مگر نکاح نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ شوہر اپنی عورت کو دوسرے
مرد کے ساتھ شادی کر کے صحبت کرنے کا حکم نہ دے کیا یہ نیوگ نہیں (۲) مرد مشرق میں ہو
اور عورت مغرب میں ہو ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے یہ
مسئلہ ناپاک ہے ورنہ کم از کم نیوگ سے زیادہ پاک نہیں (۳) پردیس گئے ہوئے شوہر کی عدم
موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اسی شوہر کی ہے کیا نیوگ اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے (ان سوالوں کے
جواب کسی قدر تفصیل کے ساتھ ارقام فرما کر لکھا ہے اس مختصر مگر کچھ مفصل گذارش پر غور کرنے
تو مسلم ہو جائیگا کہ وہ حکم ہے جسنے انسان کی تمام خواہشوں اور اس کے معاشرتی تعلقات کی
تمام ضرورتوں کو ایسے عمدہ طریقہ سے پورا کیا ہے کہ اگر ایک جانب نظام عالم قائم رہتا ہے تو دوسری
جانب زندگی نمونہ فروغ بننے سے بچتی ہے اور شرعی تمام اجازتیں اپنے اپنے مواقع پر استعمال
کی جا سکتی ہیں زوجین کے تعلقات بھی خوشگوار رہ سکتے ہیں ۔ لیکن جسطرح کہ مرض پر قانون

والے کو دنیا کی ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے اسی طرح آریہ سماج کو اسلام کے ہر مسئلہ میں نیوگ کے
پاک اور پوتر عجائبات کے جلوے دکھائی دینے لگتے ہیں اون کا احسان ہے کہ وہ تعلق نکاح کو
نیوگ کا ہم معنی نہیں کہدیتے اگر وہ ایسا بھی کہنے لگیں تو کون ہے جو اونکی زبان پکڑ سکے۔ یاد رکھو
کہ یہ صریح جھوٹ اور خالص بہتان ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد خاوند اپنی
بی بی کو حکم دے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے مجامعت کرا دے اور پھر اوس کے بعد پہلے
خاوند سے نکاح کرے (ناقل کہتا ہے کیا ان تین سکھوں دھرماتماؤنکو یہ حکم اسلام کا دیا ہوا سپنے
میں دکھائی دیا ہے یا جاگتے کی چمک باتوں سے۔ بھلا جس مسئلہ کی گردنک اسلام کی ہوا تیون کو نہ لگے
اوس کو اسلام کے جزون ڈالنا ایسے دھرماتماؤں کا کام ہے تین طلاقوں کی عدت ثالثہ میں یا بعد
عدت طلاق دینے والے کو مطلقہ کا حکم اسلام تو بتاتا نہیں بلکہ جہانتک میرا خیال ہے کوئی
موجودہ آسمانی دین بھی ابھی آن کوئی بتاتا نہیں - ہائے رے نیوگ بھوک بے نیوگ کو کہ بہری
کرانے کے سنجوگ تیری پیچھے بھی رہو اپنے مت والوں سے کیا کیا متوالیاں کرا چھوڑے گا - حاکم نے
اپنی صحیح اور ترمذی نے - روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے اوس پر اور حضرت علیؓ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپنے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمائی - روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نسائی کے سوا سب سنن والوں نے اور انکے سوا اور بہت سی محدثین اس بات کا
موجود تو بھلا اس میں آریہ وندک دھرما کہیں چل سکتی ہے - جب اس نیت اور شرط لگانے والے پر
لعنت ہو جسکی حالانکہ دوسرا خاوند مرجائے یا طلاق دے اور عدت گذر جائے تو جیسے
پہلے کا اس سے تعلق نہ رہا تھا ایسے ہی اس دوسرے کا اوس سے تعلق نہ ہوگا پھر بھی اسلام
دوسرے مرے ہوئے شوہر کی عدت وفات میں اور زندہ کی عدت طلاق میں نہ پہلے طلاق
دینے والے کو نکاح کرنیکی معتدہ سے اجازت دیتا ہے اور نہ اوسکی غیر کو عورت سے مجامعت
کا فائدہ اوٹھانے کی موجب اسلام نکاح کو ٹھہراتا ہے یا پاک مشروط کو نیوگ کی گندگی سے

تو اسلام کا نام ہی نفرت کرتا ہے تو اوس کے پتا اور پتر اور مقرر جو ہو چنہ بیچا کے دھرم
چھوڑنا اسلام مین کیا کام بیچارے آریہ بھی کیا کرین تہذیب کے زمانہ مین ایسے نطفون سے
پیدا شدہ اولاد کی دل جمعی کو یہی سہی کہ اسلام بھی نیوگ کی نظائر پال رہا ہے اونکو کیا خبر کہ اس
بہتان سے اوپر وما ظہر منہا وما بطن اور فاجتنبوہا اور مایۃ جلدۃ وغیرہ
آیات کی بجلیاں ٹوٹ پڑینگی یہ وہ بدنصیبی ہے جو انہیں ابھی سوجھی اور رات سکھیا اور دینگ شریر پر اسکی
آہ نکلی کہ بچھا آتی ہی گلی وغیرہ الفاظ ستا کنواریون جوان عورتون بچہ نون سانڈ گھوڑون وغیرہ کی مثلا
چھوڑون کی دھوم مچا دے جسکا بیان آیندہ آتا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی) شرعی حکم ہرگز ہرگز یہ نہیں
کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا خاوند دوسرے شخص سے نکاح کرا کر اپنی بی بی سے صحبت کرا دے
یا کرنیکا حکم دے بلکہ اس شرط سے نکاح کیا جاتا تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسے حیلے نکاح پر شارع علیہ السلام
نے لعنت فرمائی ہے لیکن اگر تین طلاقون کے بعد ایسی صورت پیش آجاے کہ دوسرے خاوند کے پاس
بھی نہ رہ سکے تو (تیسری طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد) اس مین کیا گناہ ہے کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے
دوبارہ نکاح کرے۔ اسلام پر صریح تہمت ہے کہ اسمین یہ حکم موجود ہے کہ تین طلاقین دینے کے بعد
پہلا خاوند دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اوسکی بی بی[1] سے صحبت کرے (۲ و ۳) ان دونون اعتراضون
کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جب عورت مرد مین مجامعت ہی نہیں ہوئی تو اولاد کیونکر ہوئی۔ اور اگر ہوئی
تو اوس کو حرامی کیون نہ کہا گیا۔ زوج اول کی کیون مانی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ مجامعت اگرچہ فطرت
انسانی کے موافق ایک ایسی چیز ہے جس پر انسان بالطبع مجبور ہے تاہم وہ عقل و حیا وغیرہ کی ایسی زنجیرون
مین حکیم مطلق کی طرف سے جکڑ دیا گیا ہے کہ جس طرح جانور اس خواہش کو پورا کر لیتے ہین اون سے
انسان بہت دور رہتا ہے بے حیاؤن کا ذکر نہیں لیکن انسانی خصلتین رکھنے والے خوب جانتے
ہین کہ باوجود اس طبعی تقاضے کے میان بی بی اپنی حاجت روائی کے چھپانے مین کوئی بندوبست اٹھا
نہیں رکھتے جسکی وجہ سے زوجین کے سوا دوسرون کو اس کا علم نہین ہوتا۔ جب یہ بات

[1] طلاق کے بعد نہ وہ اوسکا خاوند اور نہ وہ مطلقہ اوسکی بی بی۔ نظر بر علاقہ سابقہ مجازاً اون کو
میان بی بی کہا جاتا ہے۔

معلوم ہو چکی تو اب غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں ایک طرف تو زوجین میں وہ سلسلہ
قایم ہے جو زنا اور نکاح یا بالفاظ دیگر نیوگ اور نکاح میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیتا ہے
دوسری طرف یہ بات بھی قطع نظر کئے جانے کے قابل نہیں ہی کہ جس شخص کی بی بی نے بچہ جنا ہے
وہ خود اس سے انکار نہیں کرتا کہ یہ اولاد میری ہے ۔ حالانکہ اگر اوسنے وطی نہیں کی اور
اوسکے نزدیک یہ اولاد اوسکی نہیں ہی تو دیانتہً اوسپر واجب ہی کہ وہ اوس اولاد کا انکار
کر دے اگر وہ کہدے کہ یہ اولاد میری اولاد نہیں ہی تو اوسکے نسب کا بیشک انکار کر دیا جاتا ہے
(بخلاف ویدک دھرم شاستری حکم کے نیوگی اولاد پورک دھرم کہلاتی اور اوس بے لاگ خاوند
کی کہلاتی اور اوس کے ترکہ کی وارث بنا دیجاتی ہے) پھر کیسی بدفہمی ہے کہ اس جائز
رشتہ کے موجود ہوتے اس خاوند نے اپنی بی بی سے جماع کر لیا ہو اور عام طور سے خاوند
کے آنے جانے یا بی بی کے اوس تک پہنچنے کی شہرت نہو سکی ۔ پھر یہ خیال صرف احتمال ہی
احتمال نہیں بلکہ خاوند کا سکوت اس کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے (اور ایسی صورت میں کوئی عدالت
کسی دین معتدبہ کی خواہ مخواہ خاوند کو اوس بچہ کے حرامی کہلوانے پر مجبور نہین کرتی ۔)
اگر کسی لالہ صاحب کے ساتھ ہم ایک بچہ دیکھتے ہیں اور اونکی زبان سے ہم یہ سنتے ہین
کہ یہ بچہ میرا ہے تو ہم کو یقین آجاتا ہے کہ یہ بچہ انہین کا ہی نہ ہم یہ دریافت کرتے ہین کہ آپکا
تعلق اسکی ماں سے جائز تھا یا ناجائز نہ یہ پوچھتے ہیں کہ یہ نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہی
یا کسی اور طریقہ سے تو جس خاوند کی نسبت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے
سکوت بلکہ تاکید کے بعد بھی نہ بولنے سے گویا بزبان قال زبان حال سے اقرار کرتے ہیں
کہ ہم میاں بی بی جائز طور سے جمع ہو چکے ہین اون کا یہ اقرار کیون قابل قبول نہین ہوتا ۔ اگر
ثبوت نسب کے لئے صرف زوجین کا زبانی اقرار یا زبان حال سے اظہار کافی نہیں تو پھر اسکو
ماننے بغیر چارہ نہوگا کہ جب تک جماعت کم از کم دو شخصون کے سامنے ، نسب ثابت نہو سکتا
اگر یہی قاعدہ مسلم ہو جانے تو بیچارے سلمان تو آریہ حیا سوز بات کو کبھی قبول کرینگے

ان جوگ کے متوالون کے لئے میاں کچھ اور بس ہو جائیگا اتنے ہی قدر الحاجتہ

رنڈی بستی کرے زنا سے جا جن رک — ڈنڈ دین وہ دونی خرچی کی رقم

حکم دیتے ہیں یہ منو کا شاستر — اور ہے یاگولک سمرتی میں بہ قسم

یاگولک سمرتی کے باب ۲ شلوک ۲۹۴ کا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے کیا ہے جو رنڈی دام لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہ ہو تو دوچند اور جو بے ٹھہرا ئے اقرار کیا تھا (اور کچھ لیا تھا) اور اب انکار کرتی ہے تو یک چند دام واپس کرے (یعنی لئے ہوئے دے لے کر کے پھیرے اور نہ ٹھہرنے کی صورت میں صرف اقرار پر بعد میں انکار کرنے سے معمولی خرچی الم دے) اور یہی حکم مرد کے واسطے ہے یعنی بے ٹھہرائے اوسکی معمولی خرچی کی دے اور ٹھہرا لینے کے بعد زنا سے انکار کرے (بارہ سے) تو دوگنی خرچی رنڈی کو دے انتہی ان دھرماتماؤں نے کوئی بیوپار بازار پیشہ بند کرنا گوارا نہ کیا۔ زنا کا قصد کرنے والا اگر بخوف خدا بچا بھی چاہے تو دونی خرچی کے ڈانڈ کا ڈنڈا اوسے زناکاری پر مجبور کریگا ورنہ ڈانڈ بھرے گا جب زناکاری کی گرم بازاری کی یہ حمایت ہے تو اب عفت و عصمت ننگ ناموس کی خیر کہاں اور زنا کی سزا ڈنکا وید میں کیا کام

مرد عورت صاحبوں کے ماجرا — ہیں جو عبرت والقا میں مغتنم

جن کو سنکر سنگدل ہو نرم دل — ہو مہذب با حیا او سبیر مستقیم

اوسکو پڑھکر دیکھ سمجھتا تر نگ — اوگو وند سے ہی پڑھو پھر سن بجسم

چار پا اور استری جیو بھوجنا — ہے بجز ہیں گیہ ابل گت رقم

بچپان جو روسے بولیں سے دھنا — سانڈ گھوڑے سے زنے کرایا کرم

کنواریوں سے بچا تو نکی جیو تر — کیا یہی تہذیب ہے ویدک دھرم

اوت سنگھتیا اوگو وند سے ہی شچم چار پا بر تن استری نام بو بھوجنہ یجروید باب ۲۳ منتر ۲۱ قرآن مجید نے تشدد کے ساتھ زنا اغلام سود۔ وحشنا۔ چوری۔ قزاقی۔ دیوثی وغیرہ بچا یون

اور مظالم کی قباحتوں اور دنیوی و اخروی سزاؤں کو اونکے مرتکبوں کی ادنیٰ و اعلیٰ عقول پر کالنقش
کر دیا تھا جس سے عام مرد عورت غیر مذاہب کے بھی انوار اسلام سے کسی نہ کسی قدر بہرہ مند ہوئے
اور بہت سی اون خیالوں اور برتاؤ ونکو چھوڑ بیٹھے جنکا تذکرہ بھی مذہب حق کی نظر میں کھٹکتا تھا
جنپر پہلے نہ کچھ شرم آتی تھی اور نہ کچھ اونکی قباحت دل کو گدگداتی تھی جیسے پہلے انگیا پہنے پیٹ
کھولے ترکاری بیچنا بے کھٹکے بات تھی تو اب ایسی حالت سے بیٹھنے میں شرم آنے لگی۔ سب
کرتیاں پہنکر بیٹھتی ہیں۔ کہانیکا دیوی دیوتا اب تو بیچ لینے کے نام سے ننگ بھگ ہو جاکی کلام
سے جڑ ناگے بے ستر ونکے درشن کرنا مہذب عورتیں اب بیحیائی جانتی ہیں۔ نہان اور اشنان
کے خلاف حیا ہوتا ہیں بھی اب اصلاحیں ہونے لگین۔ پردہ اور پانی پر چھولداریاں اشنان
کے لئے بعض کو ملحوظ ہے کے لیئے یہ انہیں تجویز سوجھتی منتر وید سنا کر پرانی استری کو بھلانا
اب آسان نہیں۔

یہ سب اسلامی تعلیم و تہذیب قرآنی کی برکت ہے۔ سیاسی احکام قتل۔ زنا چوری۔ قزاقی
وغیرہ کی دستور سزائیں۔ حدین۔ درّے مارنے۔ سنگسار کرنے۔ ہاتھ کاٹنے۔۔۔ یا ہاتھ پاؤں
پاؤں کاٹنے قصاص لینے کے احکام قرآنی احادیث ہیں جنکی مزید تشریح بھی بیان کی متکفل
کتب فقہیہ جنکو بطور نمونہ کتب مناشرہ میں دکھایا ہے۔ ان سیاسیات و حدود و ہدایات کی دیکھوں
وید کھگوان کا کلی کو را کھا اوسکو کبھی نہ دکھانے کے لئے روکے جاتے پاؤں کے پاپ
لگاتے اور اس منتر کو زنا چوری قزاقی کی سزا کا بیان بتا ڈالا کہ زانی اور چور اور قزاق کو
چنین و چنان الٹا لٹکا کر مار ڈالو حالانکہ اس منتر میں اسکا سپنا بھی نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو
وید کے پرمان بر قربان ہوا دریا گولک جی زنا کراتی استری کی خاطر داریاں ہیں وہ نور نہ برسانے
جنکو ہم آپ کے ملاحظہ میں ادب پیش کر چکے ہیں۔ قرآن مجید کے سیاسی احکام جرائم کی سزا
اور حدوں کے بیان تہذیب اخلاق کے فرمان اور ذکر دئیے ہیں جنکا نہ کوئی تیاری کی
تریاکے دھانے کے داستان کو دھرم پستکوں سے نہیں دھو سکتا اور سلف سے بڑالی

باتونکی باغباڑی کو سر سبز نہین کرسکتا عرفی لغوی ہر طرح کے معنی کئے ہوتے سناتنی آرئج
سماج نہین سکتے - پنڈت جوالا پرشاد دہرم بھاشیہ مین اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ ہیجان گہوڑے
کہاتے کہ اسے اپنی طاقت سے حواسون کو قابو مین رکھنے والے تندرست گہوڑے یا انسان
تم راتوں سے اوپر پران کو دھارن کرو لنگ منتر (یعنی مردی) کو پراکرتی (یعنی عورت کے نسبت آیت
داخل کرو لنگ منتر جیو کو زندگی اور بھوگ کا ذریعہ ہے - مثلاً درشت پنڈت بہی دہرم شرگ واسی ستی
چہالی سنسکرت کے موافق اپنی تفسیر ویدویپ مین منتر مذکور کے معنی یہ کہتے ہین کہ ہیجان گہوڑے
سے کہتا ہے کہ اسے طاقتور سانڈ تو میری عورت سے جماع کر تیرا جسم (یعنی فلان) عورتون کے لئے
روح کی غذا ہے - انتہے حکایت ایک پرک بوپلے منہ سے کہنے لگے قرآن ظاہری احکام
وانتظام کے بیان کرنے مین بیشک جنہیا اور تہذیب کا سبق سکہانے والا ہے - مگر روحانی تقاضون
کے پورا کرانے میں کمی کر جاتا ہے سنکر کمال تعجب ہوا کہ یا اللہ وہ کونسا تقاضا روحانی تقاضا ہے
جسکے بیان مین قرآن کریم نے کمی کردی - جب اس منتر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ روحانی تقاضا
یہ تھا جسکو ہیجان نے اپنی استری پر سانڈ گہوڑا ڈلواکر پورا کیا استری کا نام جیہ جوجہ جتنے پہلے ہوئے
عورت اور اوسکے جیو کے بوجہن معلوم کے مخبر تھے وہ دیا نند جی کو چہپانے والے پڑے - صاحب
تماشا کر رضا بقضا مین کامل فرمانبردار اہل اللہ کے ماجرا بیان کرنا جن کو سنکر کرنا سہل ہو جا
ترکیا استقامت پاتے - یہ تو آسمانی کتاب ہونے کے منافی ہو تا گر سمجہا ہے اور اس جیو
کے چرچے اُستکین آچنکیں وید کی ست دہرم ٹہہرایا ہین ہٹکانا ہے اس دہاندلی
اور اندھیر کا -

منتر مندرجہ صفحہ ۳۴ کے الفاظ ارتھات میں دیا نند جی کا آگا جرو مین گتھلیان بلا وصل مطلب
چہپا جاتا اور بکہرا ہوا اسکا آگھم ٹہانا بطور نمونہ ملاحظہ ہو - بازس کے روبرو جیسے جڑیان ویسے
سکہے روبرو رعیت - یعنی یہان پر رعایا کا نام (شکشتی) آہل گتی جہان ایک راجا ہوتا ہے
وہان رعایا غارت ہو جاتی تہی - کلمہ نہار رعایا کا نام گیجہ اور راج کا نام لبیر ہے وہی عکس ہے

پنڈت جی دھرم نے وید دیپ مین اس منتر کو یون روشن کیا ہے کہ یگ کے مکانون مین یگ کرانیوالے برہمن پنڈت کنواری لڑکیون اور جوان عورتون کو انکی شرمگاہ کی طرف اشارہ کر کے یون جیوک کرتے ہین کہ عورتین جسوقت جلدی جلدی چلتی ہین تو انکی شرمگاہ سے پل پلا آواز نکلتی ہے ۔ اور مرد عورت جب ایک جگہہ جمع ہوتے ہین اوسوقت بھی یہی آواز نکلتی ہے ۔ یعنی دونون طرف سے نکلتی ہے ۔ اگلے منتر مین کنواری لڑکیان ہتھہ یگ کو ٹھٹھک جواب دیتی ہین کہ تیرے عضو تناسل کا سر تیرے منہ کی مانند نظر آتا ہے ۔ ست منتیون کے سامجھے سماچار مین دیکھے بھالے کی کیفیت کے اظہار اور وہ بھی وید بھگوان کے بیان سے جسے آج آریون نے خاک پر بچھا رکھا ہے ۔ ماتا جی تے پتا جی اگرم ورکشسی رو ہتے ہو تاؤ ہتا بھی ست منتھہ سمیت یہ یجروید کے باب ۲۳ کا چوبیوان منتر ہے ۔ دیانند جی نے اس منتر کی اونکھی معنی گری سے یون کل سجھائی ہے زمین کو علم سورج کو باپ شور کو باپ کی مانند سمجھا آگے وہی شکایت کہ راجہ کو مت مانو میر مجلس ہمیت سماج کے زیر حکم ہو حالانکہ برہم چکا شئے ہین اس منتر کے معنی یہ بتلاتے ہین کہ برہما مہہتی سے کہتا ہے کہ تیری ما اور تیرا باپ مہانارائن درخت کے اگلے سرے پانون پر چڑھتے ہین اوسوقت تیرے باپ کو اتنی بات کہتے کہتے انزال ہوگیا کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہون یہی ہر کی وید وسبھ مین ہی یجمان کی عورت سے برہما کا سنکر یہ کہنا کہ تیری پیدایش تیرے ماں باپ کے جماع سے ہوئی ہے اور اسکا اوسکو سنکر جواب دینا کہ تیری پیدایش بھی تو اسیطرح ہوئی ہے ۔ یہ خلاصہ ہے رد تکذیب حصہ اول کے صفحہ ۱۰ تا ۱۴ کی عبارت کا منتر وید کی بعبارت سنسکرت وعبارت وید دیپ وغیرہ وہین درج ہین ۔ وید کا زمانہ بھی عجیب بھولا زمانہ تھا شرمناک باتون کے کیسے کھلے کھلے چرچے اور کن دھرما تما دکن مین مزے لے کر ہوا کرتے تھے جو آج تہذیب کے زمانہ مین نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین ۔

سے ہولی اور بسنت وغیرہ کی دھوم دھام میں وہ کونسا بھگوان کا بھگت ہے جسکے آنکھ کان اس سے
آشنا نہیں۔ وید کی شرخیان تال سُر تلانے کی اُستاذ ساز باجا بجوانے کی دمساز وید کو اس کے
اس غرض منصبی نے حدود و تعزیرات جرائم و امور سیاسی اور تہذیب اخلاق وغیرہ ضروریات میں
کے تبلانے کی فرصت نہیں دی۔ آریون نے "ہمارے زمانہ کے اس ویدک تعلیم کے ضرر کا
اغماض کرکے بجاے اسکے اسلامی تہذیب سے کام لیا ہے وہ اس ہولی اور بسنت اور اطوار
مذکورہ سے اپنے آپ کو بہت ہی بچاتے ہیں۔ مگر دیانند جی نے وید کی آواز کو اصلاح پذیر نہ پاکر یون
بالاختیار ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں بیان دیا کہ سُر راگ راگنی تال گرام ساز بجانا ناچنا
گیت گانا وغیرہ قرار واقعی سیکھنا چاہئے۔ صفحہ ۱۳۵ ستیارتھ ہے اوپر کے واقعات آسکین جنکین ا
انھین کر سولینے سے دہ ہونگی۔ اور کاپڑی اور کھتک[ف] اور راگ اور بھاٹ قوموں کا تو پیشہ ہی
ہی ہے اور سبکے پیشہ اور کرم کو وید چھڑاتا نہیں اگر چھڑاتا تو یاگو لک جی یاگو لک سمرتی میں ٹھہرکر
زناسے رکنے میں دونی خرچی کے ڈانڈ دلانیکا پرمان نہ دیتے۔ ویدک دھرم کے نیم دھرم
کریا کرم کے دھرم چرب جتنے دیکھے سنے۔ آئے اب ہم آپ کو اسلام کے وہ احسانات
دکھلائیں جنھوں نے حیا کا سبق پڑھا دیا اس سے زیادہ اور کیا کہوں انسان بنا دیا
بہیمیت کے بندے ہونکو گلے لگا لیا کُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
الآیہ ہماری حالت تھی کہ تم نار جہنم کے گڈھے کے کنارہ پر تھے ادنی تعالی شانہ کا یہ کرم ہے
بدکاریوں سے بچا لیا زناکاری اور اغلام فحش اور بیحیائی گھور اگھاری مقدمات زناؤں
وکنار وغیرہ تک سے بچانے کے انتظام اور انکی قباحتوں کے بیان اور سزاؤں کے
احکام قدرے سن ہی لیجئے عن ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ
الْمَوْتُ متفق علیہ مشکوۃ صفحہ ۲۶۸ **ترجمہ** عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے

[ف] قولہ کتھک۔ سنا گیا ہے کہ دیانند جی بھی اسی قوم کے ایک لیڈر ہیں ۱۲

کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم آپ کو عورتوں کے پاس داخل
ہونے سے پس عرض کیا ایک مرد نے کیا ارشاد ہے دیور کے بارہ میں۔ فرمایا دیور موت ہے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے یعنی دیور سے پردہ اور بچاؤ نہ کرنا عورت کی موت
اور خاوند کی خرابی ہے۔ مقابل اس کے بد معتقدان کا یہ حال ہے دیور سے حاجت کی کوکھ
ہری کرالتے سوڑہ بیر فرزند چلنے جانے کا نام کرنے کرانے کا دیکھکر اس اسلامی احسان
کے شکریہ میں سر بسجود ہو جاتے

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ
الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ رواہ احمد والنسائی
یعنی تین شخص پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے ایک تو ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا
نافرمان ماں باپ کا تیسرا دیوث جو روا رکھے اپنے اہل میں ناپاکی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد اور نسائی نے۔ کہا طیبی نے دیوث وہ ہے جو دیکھے اپنے اہل میں بری چیز اور نہ
غیرت نہ کرے اور منع کرے اونکو انتہی پس جو زناکاری اور (چھنالی) حیثی بازی کو اپنے گھر والے
میں روا رکھے اوس کا دیوث ہونا تو ظاہر ہے اور جو اپنے گھر والوں کے لئے بے پردگی اور اجنبی
مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھکر بات چیت کرنے کو روا رکھے وہ بھی دیوث ہے (تحفۃ الزوجین
ملخصا و ملتقطا صفحہ ۲۰ و ۲۱) فتنہ کی زمین اور زمانہ میں لقیہ [illegible] پردہ کرنا واجب
ہے و علیہ الفتویٰ فی زماننا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آنکھوں کا زنا کرنا نظر کرنا ہے اور کانوں کا زنا باتیں سننا اور ہاتھوں کا زنا چھونا
اور پاؤں کا زنا چلنا ہے (طرف اوس عورت اجنبیہ کے جو اوس پر حرام ہے شہوت کی نظر سے)
ہدایہ اور عینی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نظر
کرے کسی عورت کی خوبصورتی کی طرف شہوت سے تو ڈالا جائیگا اوس کی آنکھوں میں سیسا
قیامت کے دن اور بھی ہدایہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چھوتے ہتیلی کسی عورت کی کہ اوسپر حلال نہیں ہے رکھے جاینگے اوسکی ہتیلی پر انگارے
قیامت کے دن ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت ہو جیو خدا کی اوسپر جو کسیکا ستر دیکھے اور اوسپر جسکا ستر دیکھا جاوے
(ضمان الفردوس ملخصا) اسلامی حکم وارشاد تو یہی ہے ۔ مگر ویدجیکو ان بچھان کا فلان
نظر آتا کنواریوں جوانوں کو ننگا کرنا اون ستر دیکھنے والیوں پر لعنت کرتا ہے نہ بچان ستر
دکہانے والے سخت بیحیائی کی کنواریوں جوانوں سے ہنسی چھوڑ کرنے والے پر اور جب
نہ تاکرانیوالیکو زنا کرے کرائے بھی اگنی ہوتا کی دیا کرتا ہے خود پاک اور زانی کا نطفہ ٹہیر جاوے
تو خاوند کا نطفہ اوس نطفہ پر پڑ جانے سے دہرم لیپک پاک بتلاتا ہے تو نہ اب پردہ اور
بچاؤ کی ضرورت اور نہ دیوثی سے کچھ مضرت وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ ۃ سورہ انعام فحش اور بیحیائی کے پاس نہ جاؤ کھلی ہو یا چھپی قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (نور) کہدے ایمان والے مسلمانوں سے
اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں ۔ اور کہدے ایمان والی عورتوں سے
وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور غیر محرم پر اپنے بناؤ سنگہار کا
اظہار نہ کریں وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ (النساء) مت نکاح میں لاؤ چھپے یار بنانیوالیاں
فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء)
پس اگر کریں بدکاری تو باندی پر نصف سزا ہے اوسکی جو آزاد عورت پر ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ
فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ جسنا ابھی نکاح نہیں کیا مرد ہو یا عورت اگر زنا کریں تو مارو ہر ایک کو سو کوڑے اور اوپر
رحم اور شفقت کوئی نہ کرے خدائی قانون میں اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْ
هُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ بیاہا مرد اور بیاہی عورت اگر زنا کریں تو اونکو پتھر مارے

مارتے مارڈالو اللہ کی طرف سے یہ عذاب مقرر ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (احزاب) اے بی بیو قرار سے رہو اپنے گھروں میں اور نہ سنگھار کرو
پہلے زمانہ کی بیدین عورتوں کی طرح قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط کہدیجئے اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لٹکا لیں
اپنے سروں پر چادریں۔ یعنی اگر باہر وغیرہ سے ملنے جائیں تو سر سے پاؤں تک کی چادر اوڑھکر
جائیں اور گھروں میں رہیں تو وحشی عورتوں کی طرح نہیں بلکہ کرتہ پہن کر کرتہ پر اوڑھنی اوڑھے
رہیں وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور اپنی چادر کے ساتھ گھونگھا مارلیں۔ ہر ایک عورت
نامحرموں سے پردہ کرے۔ جیٹھ دیور وغیرہ رشتہ داروں سے گھونگٹ نکالے اون کے پاس
اکیلے مکان میں نہ رہے۔ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ
رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہرگز ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے
کوئی مرد ساتھ کسی (ایسی) عورت کے پاس جسکے پاس تنہائی میں بیٹھنا درست نہیں)
اس لئے کہ ایسی حالت میں تیسرا اُن دو میں شیطان (آملیگا) روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی نے اندھے تک سے پردہ کا حکم حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا میں وارد
ہے دیکھو مشکوۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۶۱ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دستور نامحرم میت تک سے پردہ کرنے میں مشکوۃ کے
باب زیارۃ القبور میں یوں بیان ہوا ہے كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَ
أَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي
حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں آتی جاتی تھی
اُس گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور میرے باپ دفن تھے کھلے منہ اس
خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میرے شوہر ہیں اور حضرت ابوبکر میرے

اوسکی عورت کو غیر مرد سے بچہ لینے کی اجازت وغیرہ اسی قسم کے احکام دہرم پستکون
کے برمان ثواب بہرہ کرنے زنا و معذبات زنا سے بچنے دیوثی سے سفر پانے کی کون ضرورت
رسالہ مصنف احکام کھلے ہوئے نسوتی و مرداریہ ہین جو اپنی رفعت شان اور بشی ہا ہین کسیکی
تعریف کے محتاج نہین مخالفون تک نے خواب و غفلت سے چونک کر اپنی حیا و عفت کی
پاسبان فلاح اور بہبود کا سامان جانچ پرتال تجربہ کے بعد مانگ جہولیون مین بھر لیا ہے
ایک زمانہ وہ کہ پاپشاستر پر پایا وہ تھا کہ اوسکے دستہون چوچلون چہوڑون کی دنیا کی خدا
مین ہون کی کامنا ہوتی تھی - یا آج قرآنی روشنی کے زمانہ مین اوسکے بھوگون کا نام
سنکر ہندو دہرم تیرتھ اور استریان لاجون مر مر جاتی ہین کرینکا تو ذکر ہی کیا ہے آج
ایکم اجہیش سو بہی مندروید شاسترکو بیچ دیا پرانی استری پر ہاتھ توڑ کر لے لنگ
اور جہلری کی پوجا کا نام سننے سے شرم آتی ہے مہذب ہندو والی سکے ہوسے اور ہولی
کی دہول اڑائی کیچڑ کی چھینک مارتے بیزار آئندہ دہرم پستکون سے آئیگا اور آپکا کہنا تھا
ایسے کرمون پیدا ہوئی مرتی جیتی ہے مشیت ایزدی کو اس مین کچھ دخل نہین یہ اعتقاد
عموما عوام ہنود نے چہوڑ دیا ہے سب یہی مانتے ہین کہ خلق اللہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے
وہ جو چاہے کرے اور جتنا اوسکو ہم اوپر بیان کر آئے ان مین انقلاب بسبب قرآنی تعلیم کے ہے
اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو خبر دی ہے وہ وقوع مین آکر ربع کی زمین و
آسمان ہلچا ہین مگر اس کا ملنا محال مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل ثانی مین ہے
وعن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقی
علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز و ذل
ذلیل اما یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا او یذلہم فیدینون لہا فیکون الدین
کلہ للہ رواہ احمد یعنی حضرت مقداد رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت ہے
کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ باقی رہیگا

پشت زمین پر کوئی گھر ڈھیلے کا اور نہ اونٹ کی اون کا مگر کہ داخل کریگا اللہ اوس مین کلمہ
اسلام کا ساتھ عزت عزیز کے اور ذلت ذلیل کے یا عزت دیگا اونکو اللہ تو کریگا اونکو اہل
اوسی کلمہ اسلام کا یا ذلیل کرے گا اونکو تو طریقہ پر چلینگے وہ کلمہ اسلام کا (مقداد کہتے ہین)
عرض کیا مینے تو ہو جائیگا دین سب کا سب واسطے اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام
احمد نے مخبر صادق صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا صدق
واقعات اہل ادیان دنیا سے عیان ہے۔ عملی و اعتقادی اصلاحین ہنود یہود نصارے
وغیرہم مین موافق اسلام کے یہ زبردست مصداق ہین اس خبر کے بیوہ بے نکاحی بیٹھائے
کنواریان تو بنانے کنواریون کو دیوتون کی بیاہتا ٹھہرانے ایک مرد کو ایک زوجہ کے
سوا دوسری زوجہ کے حرام ٹھہرانے مین امور فطریہ کی مخالفت توریت شریف کی مخالفت
کنواریان ہزارون فالتو بیج رہنے کی مصیبت بہی کیا اور بہت سے امور عملی و اعتقادی
مین عفت و عصمت حیا و غیرت کی گلے کی پھانسی کے پھندے جب تک نہ کہلے
جب تک نہ کہلے جب تک اسلامی احکام عملی و اعتقادی مین اصلاح و تہذیب اسلامی
کو باوجود نہ ماننے اسلام کے چارو ناچار چارہ کار نہ بنایا۔ گھر مین خیر و صلاح سے نہبی قدم
رکہا ہے جب امور مذکورہ بالا اور بہت سے خیالون چال چلن برتاو مین اسلام کے
آگے گردن جھکوالی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کی نیک نیتی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یورپ
خصوصاً انگلستان مین جسکا جی چاہے اسلام لائے کوئی قانونی ممانعت نہین۔ امریکا
مین اسلام کا قدم بڑہاتا اور برہما مین یہ ہے ایک جھلک بعز عزیز و ذل ذلیل بلفظ حدیث
کے مفاد کے انوار کی اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۲۵ امرتسر مورخہ ۱۴-رجب
۱۳۳۶ھ ۲۶-اپریل ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۴ مین ہے اڈیٹر مسافر برہما ہین اشاعت
دعوم کے لئے تشریف لے گئے ہین۔ وہان کے حالات اخبار مسافر مین لکھتے ہین جنمین
سے ایک مضمون اس قابل ہے کہ ہم بھی اپنے ناظرین تک پہنچا ئین۔ خدا کی شان وہ

مسافر جو ہمیشہ لکھا کرتا تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے آج وہی برہمانین اشاعت
اسلام کا ذریعہ بتاتے سابقہ خیالات کے برخلاف لکھتا ہے ناظرین بغور پڑھیں (اہلحدیث)
ہندوؤں کی بحیثیت ایک جاتی تباہی عرصہ دراز سے شروع ہو گئی ہے اور آریہ پرستش
یہ بات افسوس کے ساتھ سنینگے کہ آجکل دنیا کی یہ بزرگ جاتی بحالت غفلت موت کی
طرف بڑی تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے چلی جا رہی ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بیری آرے
مین اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو تقریباً سو سال کے اندر ہی اندر سارا برہم دیش
عیسائی اور مسلمان ہو جائیگا۔ اور نیا ایک مورتی کو تم بدہ کی بنائی ہوئی یہ جاتی سدیو کے
لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ برہم دیش مذہبی نقطہ خیال سے بھارت کے ہندوؤں کے
لئے پنجاب کے سرحدی علاقہ اور بلوچستان کی مانند ہو جائیگا (الی قولہ) عموماً یہاں مسلمان
پہنچکر ایک ایک دو دو یا تین تین برہمی لڑکیون سے حسب خواہش شادی کر لیتا ہے شادی
کرتے ہی مسلمان لوگ برہمی لڑکیون کو اپنی شرع کے مطابق پردہ کا پابند بنا دیتے ہیں
اور رفتہ رفتہ چند ہی روز کے اندر اندر انھیں کٹر مسلمانی بنا لیتے ہیں۔ پھر ان برہمی بیویون سے
جو سنتان (یعنی اولاد) پیدا ہوتی ہے مسلمان لوگ اُسے ہر پہلو سے بہت ہی کٹر
مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہیں یعنی مسلمان اپنی برہمی عورتون سے پیدا شدہ بچون کو عربی
اردو پڑھاتے ہیں۔ اور تمام ارکانون سے اسلام کے انھین کما حقہ واقف کرا دیتے ہیں
برہمی عورتون سے پیدا شدہ مسلمانون کی یہ سنتان برہما میں زیربادی یا زرباوی کے نام سے
پکاری جاتی ہے اور زرباویون کی تعداد آجکل اس دیش میں اس کثرت اور تیزی کے ساتھ
بڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ان کی ترقی دیکھکر کوئی شخص بھی یہ خیال کئے بغیر نہین رہسکتا
اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو ایک ہی صدی کے اندر اندر برہم دیش اسلام دیش
بنجائیگا (آگے پہلنگے مضامینون کا برہمی لڑکیون سے شادی کرنا اور لوجہ خانہ میں اُنکی
اولاد کا کام کیلئے کرنا لکھا ہے) (الی قولہ) بعینہ یہی حالت آج دیگر اقوام کے مقابلہ مین

ہندو جاتی کے افراد کی ہو - ایسی حالت مین قدرتاً جاتی کے ایک ہی خواہ کو سب پیدا
ہو جاتا ہے کہان حالات مین اس جاتی کی زندگی کتنے دن قایم رہسکتی ہو" مسافر آگرہ مورخہ
۱۵- اپریل ۱۹۱۱ء اہل حدیث) ناظرین اڈیٹر" مسافر" کو اشاعت اسلام سے
جو رنج ہو رہا ہے - آپ دعا کریں خدا انکو اس رنج مین صحیح سلامت مکان پر پہنچا وے صفحہ
ایضاً نمبر ۴۲ - ۷ - رجب ۱۳۳۱ھ صفحہ ۷ مرقوم ہو مرد کی جسمانی ساخت ہی کثیر الازواجی
کے لئے ایک کافی دلیل ہے - مسٹر نالس گیو کی تحقیقات ہو گرم ملکون مین لڑکی آٹھ نو دس
سال کی عمر مین قابل شادی ہو جاتی ہے آئندہ کثیر الازواجی کی ضرورت بیان فرما کر لکھا
ان ملکون مین کثیر الازواجی کو رایج کرنا تمامی فایدہ مند ثابت ہو سکتا ہے ڈیو نپورٹ)
کا قول ہو سرد ملکوں میں بھی بعض وجوہ جسمانی زنا سے بچنے کے لئے ایک سے زیادہ شادی
کے بیچ مجبور ہونا پڑتا ہے سکوپن ہربرٹ کا یہ اقرار ہو کہ ہم سب بعض اوقات اور ہم میں سے
بعض تو ہمیشہ کثیر الازواجی پر عمل کر رہے ہین تو اس سے بہتر کوئی راے نہین کہ اسکی
اجازت دیجاتے اور وہ مرد ان بہت سی عورتون کا محافظ اور خبرگیران رہے (الی قولہ)
اور سکیم پا غالبہم کے الفاظ جنہون نے تمام یورپین تہذیب اور عیسائیت کو پاگل بنا رکھا ہو
وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوینگے الخ اور ساتھ ہی اُسکی اُن بدنصیب اور بدبخت عورتوں کا
وجود جسنے آج یورپ بھرا پڑا ہے کالعدم ہو جائیگا (ناقل کہتا ہے ولایتی اخباروں سے
منقول المشیر البریدو غیرہ اخبارات ہند کی عبارتون میں لکھتے جو اسی حصہ میں نقل ہو ایک
مرد کو ایک بی بی سے زیادہ کی ممانعت پر عمل پیرا ہونے نے پندرہ تا بیس سال لاکھوں
کنواریاں فالتو بنا دین جنمین سے بہت سی کنواریان عنقریب مائیں بننے والی ہیں - بقول سکوپن
ہربرٹ جن بدنصیب بدبخت عورتوں سے آج یورپ بھرا پڑا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی آگے
انھین علماء سفر کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے سر کو دمیں کثیر الازواجی عملی طور پر پائی جاتی ہے
اور جاپان کے ایک فوجی افسر کا مشورہ کہ ترکون کی طرح جرمنی میں بھی ایک سے زیادہ

لی بیان محققین ان کی بابت تو سینٹ اوس برجینس بھی یہی شہادت دیتے ہین اسکے بعد
ایسی ہی جان ڈیونپورٹ ایڈمنڈبرک وغیرہ کی تحریر ولنسی ثابت کرکے لکھا کہ سب ایک ہی
بی بی پر اکتفا کرین تو بموجب نص قرآنی فَوَاحِدَۃً اس مین بھی اسلام کی فتح ہی کثیر الازواجی
اختیار کرلیں تو اس مین بھی اسلام کی فتح ہے کثیر الازواجی مسلمانوں پر فرض نہین کی گئی ہی
آئندہ خلاصہ مین دس نمبر وہین یکھیے جنسے کھلجا ئیگا کہ انسانی نسل کا ابتدا ہی سی اسپر
عمل رہا ہے تمام دنیا میں نمبرہ مین فرمایا بازاری خرافات اور زناکاری کے روکنے
کے لیے ایک یہی کارگر حربہ (اور ڈھال) ہوسکتا ہے جسکو کوئی اخلاقی اصلاح کنندہ
رد نہین کرسکتا (۱۰) کثیر الازواجی کوئی خاص اسلامی مسئلہ نہین - ایک بی بی پر اکتفا
کرنیکی بہ نسبت کثیر الازواجی کے اسلام سے زیادہ تعلق ہی یہ خلاصہ بطور التقاط ہے صفحہ
[illegible] ۱۰ اکا تحقیقات علماء محققین یورپ اور واقعات تاریخی اور شہادت اخبارات سے کھل
تل گیا - کہ ایک سے زیادہ بی بی رکھنے کی ممانعت نے زیادہ کے ضرورتمندون سی اور نیا تو
بچے جننے والی کنواریون سے اونکو ناچار بنا کر جو کچھ کرادیا عاقل خود سمجھ لینگے اخبار خود سنا رہے
ہین کہ بہت سی کنواریان عنقریب بچے جننے والی ہین اہل بصیرت خود جان گئی کہ ایک زوجہ پر
مجبور کرنے کی قید نے وہ وہ بے قیدیان بہ عنوانیان کرادین جنکے مٹانے کا
کثیر الازواجی ہی کامل علاج تھی - خواہشات بہیمیہ کے ناجائز طور پر بھر پا نے مین کتنے
مجبور کیا اور کیسے اس مجبوری کو جائز طور مین محصور رکھا اور تنگی سے بچا دیا زناکاری کی ترغیب کا
کونسا حکم تھا اور زناکاری کا دروازہ کھولنے کی باعث کونسی راے فقرہ یا انجام کام
ہوئی اس مفصل شدہ فیصلہ کو ہم ناظرین اہل بصیرت کی راے پر چھوڑتے ہیں -

ارقم کرتا یا - ہشام باہی سخودھی ہوم ہوتھی آریہ بھوین صفحہ ۲۴ مین دیانندجی نے اسکا ترجمہ
یہ کیا ہے اسے داہو (ہو) تو اپنی عنایت سے ہمارے پاس ہر جگہہ موجود ہی ہمنے عمدہ طریقہ

سلہ اللہ سے غافل کب کب سکتا ہے کہ تو اللہ سبحانہ کی عطا اور بخشش سے ہر جگہہ اپنے کرم سے موجود ہے
اور سکو خدا سے کیا کام وہ تو جو اسباب راحت و عذاب ہی کو خدا سمجھا ہوا ہے -

فریب کو توڑتا اللہ سبحانہ کے شیر سیدنا عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے ہاتھ سے بوساطت
عمرو بن العاص یون ظہور مین آیا کہ نیل کے نام یہ نامہ بھیجا بسم اللہ الرحمن الرحیم
من عبداللہ امیرالمومنین الی نیل اما بعد فانک مخلوق لا تملک ضرا و لا
نفعا فان کنت تجری بحولک وقوتک فانقطع فلا حاجۃ لنا فیک وان کنت تجری
بحول اللہ وقوتہ فاجر کما کنت تجری والسلام **ترجمہ** یہ خط ہی اللہ کے بندہ
امیرالمومنین (عمر بن الخطاب) کی جانب سے طرف نیل (دریاے مصر) کی اسکے بعد حمد
وصلوۃ کے (معلوم ہو) کہ بیشک تو مخلوق ہی کہ نہین مالک ہی تو کسی نفع کا اور نہ نقصان کا
پس اگر ہے روانگی تیری اپنی قوت اور طاقت سے تو تو رواں ہو کہ مطلب ہمارا تجھسے نہیں اور اگر
واسطہ (بزرگ غالب) کی طاقت اور قوت سے بہ رہا ہے تو جاری ہو جیسا کہ جاری ہوا کرتا ہی
اور سلامتی ہو ترجمہ تمام ہوا (یہ اور عمرو بن العاص کے نام کا خط) دونوں علم بن ساریہ
کو دیکر کہا عمرو بن العاص سے سلام کہنا کہ ڈالدو اس خط کو دریاے نیل مین جب پہنچے علم
بن ساریہ مصر مین بیچ خدمت عمرو بن العاص کے اور پڑہا اونہون نے دونوں خطوں کو
اور ڈالدیا نیل کے نام کا خط نیل مین تو دریا موجین مارنے لگا اور خوش ہوے لوگ اور
خوب کہیتیان ہوئین (یہ اسلام کی پانچوین کتاب میں مرقوم ہے)

پانی بد پرہیزی مہلک وید نے | روکتا اوس سے نہیں ویدک دھرم
نشک اور نفسانیت کی پال پول | روگ جی کے وہ نہیں کرتا ہے کم
عیش کے اسباب اور طبعی ظہور | اونکی بو جا اونکی سب سے اور اونکی ہم
وید میں گرچہ تناسخ ہے نہیں | بکری بکرون سے ڈبا اوسکو ستم
آج وہ ہوا گے نرتب آباد گے | وہی سبب یہ ہٹی گو بھی کا ہے کا غم

شمس ہم چلا یان سنود کے الہ آباد سے جو مضمون شایع ہوا تھا کہ وید کے رسلون کو تجربہ سے
معلوم ہو گیا تھا کہ سب آدمی ایک مذہب اور دستور کے پابند نہین ہو سکتی لہذا ویدون مین

ہنود کے مختلف خیالوں دستوروں عقاید سب پر صاد کردیا ہر ایک کی ہر ایک کے خیال کے
موافق تائید کردی تاکہ اپنے اپنے خیال اور خواہشیں پوری کر کے سب اپنی اپنی مرادوں کو پہنچیں
یہ عذر بدتر از گناہ ہے قانون بنانے والے کو یہ خیالی پلاو پکانا کیا ضرور کہ مختلف مذاق
کے لوگ ایک وضعی قانون کی پابندی نہ کرینگے ہر ایک کی خواہش پر اوسکو چھوڑ دیا جاوے
ڈاکہ زنی کریں یا چوری عزیا پوری کریں یا سینہ زوری جیٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے بیج
لیتے اولاد حاصل کرنے کے لیے بے نکاح بیوہ یا مسافر اور بیمار اور تندخو کی تریا سہاگن بارہ
مردوں سے نیوگ کرے یا اس قسم کی گیارہ عورتوں کی کوکھ ہری کرے ایک مرد یاان عذروں
بغیر ہی دیدہ و دانستہ زنا ہو جاتے یا رنڈی بازی ہر پیشہ اور ہر خیال کی تائید کی جاتے
بے روک تھام۔ اور کمی بھی جاے تو بعض ان موریں جن کو نفسانی امتیازی اور ترقی میں دخل ہو۔
ایسا قانون برہم زن انتظام اور امن اور صحت کا ہے امراض جسمانی ہوں یا روحانی ادنے
پرہیز اور علاج کرنا ہی تجربہ میں نافع نظر آیا ہے اور بدپرہیزی مہلک۔

اصل بات یہ ہے کہ وید مختلف خیالات ومذاق والے بھولے بھالے لوگوں کی بہکاوٹ کی گئی
ہے آج اوسکو آسمانی ادیان والوں کی دیکھا دیکھی الہامی کتاب آسمانی نصاب بنایا جاتا ہے
اس لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا اوسکے حمایتیوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے آسمانی کتابوں
جہاں امور حکمیہ فلسفیہ ہوتے ہیں بلکہ فلاسفہ کی بنا مذاق کی اصلاحیں ہوتی ہیں وہاں بھی بنظر
عوام کی اصلاحیں بھی سادہ طرز میں ہوتی ہیں جسپر فلسفیات میں ٹھوکریں کھانے والے اپنی غلطی
سمجھ بوجھکر ان عبارات سادہ پر اعتراض کرکے دل بہلاتے ہیں۔ گویا آلا عبادونارتے ہیں
ارسطو کے فلسفہ کی ورق گردانی کرنے پر مغرور ہو جانے والے ہر مذہب کے کم فہمی مرض
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعید اوس کے مفاسد مستترہ فاش کردیتے ہیں۔ جب مصریوں کو دریائی
سفر میں خطرناک ہوا اور اس سفر میں بہت سی جانیں ہلاک ہوئیں اور سمجھانے پر اس سفر والے باز
نہ آتے اور اونھوں نے اپنی طرح طرح کی منفعتوں اور طرح طرح کی مخلوق کے دیکھنے کا

سکا ثبوت اون منتروںکی چیستان اور پہیلیوں سے دیا جانے لگا جنمیں گایا گیا ہے کہ ایک بکری ہے اور دو بکرے ایک بکرا (جسے روح ٹھہراتے ہیں) اوس بکری سے جفتی کرتا ہے (جسے جسم ٹھہراتے ہیں) اور دوسرا بکرا (جسے پرمیشور فرض کیا ہے) جفتی نہیں کرتا بھلا کہاں تناسخ جسمیں ایک روح کے لئے اجسام متعدد اور کہاں یہ کہانی تعدد جسم کی اڑانیوالی تناسخ کا گھڑ جوڑا مادہ کی قدامت سے بھی کیا جاتا ہے اور قدما ر غانند کو وید سے ثابت بتایا جاتا ہے اسکا ابطال ویدہی سے ملاحظہ فرمائیے رگوید منتر ایک اسلوک ۸ ادہیاے ورگ ۱۷ اسکا جو ترجمہ خود سوامی دیانند جی نے بھاشیہ بھومکا صفحہ ۶۵ میں کیا ہے جسکی حرف بحرف نقل یہہ ہے جسوقت یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اوسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (حالت غیر محسوس) تھی یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اوسوقت اوسکا کچھہ سہارا نہیں تھا اوس وقت ست پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے وراٹ (کائنات میں جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اوسوقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر پرم (سبے علت) کارن ہے وہ موجود تھی الخ ہوتے ہوئے ایسی تصریح کے وید وشئی تناسخ (آواگون) کا وہم اور مادہ کی قدامت کا خیال نکالنا کوہی کن گرفلت ہے۔

ایک جنھے نے چاند کا ایک بت بنا	اس لیئے پوچا کرے جیندر کا دھم
ساری دنیا کی کرے تدبیر وہ	آن دانا کا رگھا ٹک یہ صنم
نکو ونکی روحانیت کے روپ مین	ست بتا پوجے کیا سٹر کی ستم
تارے انجم کھچ گئے جن سے	ہے وہ سٹر کے اندر رقم

زناج اور پہلوں میں رس دودہ دہی اور پہلوں مین گو دہ و غیرہ تا چاند کی تاثیر سے
بتلا کر اوس کو اندوانا مانا بخجم کی تاثیر سرد و نم تر خشک صفرادی سوداوی

مانگی جاتی ہین اور چہراوکی پوجا کے طور پر مختلف کہین تو ماتا کے مقان پر شراب کا ڈالا
کیا جاتا ہے کہیں چڑھاتے ہی رہتے ہے بریانی کا ڈالا اور پھولون کا ہار اور کہین سور کے
بچہ اور بکرے کا کان چڑھتا ہے کہین لونگین بتاشے ناریل دریا پہ چڑھے درگے کی جلی
ہے کہین لونگ بتاشے شراب وغیرہ کنوئین مین پورا اور مکی کا کہاتے ہیں تو کہا مین اسکا
کا بیسا چڑھایا جاتا ہے فرو چنے کی گھونگنیان پانی مین بھلائی جاتی ہین تاکہ چیچک کے
دانے جلد پھول کر پانی بھر لائین اور مسور کی دال گھر کے چارون طرف بکھیری جاتی ہے
بچہ پیدا ہو تو دہنہ کے سرہنے ایک بتی پاوڈر رکھتے ہین باندھکر رہا کے مکان کے دروازے
پر اور سب گوتیون کے دروازہ پر باندھے جاتے ہین اسکا نام بندروال ہے -
منگنی مین دوب گہاس کا پولا اور چاول رنگ چھرے ہالی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے - دلہن جب
دولہا کے گھر آتی ہے تو خاوند کے ہاتھ مین یا کمر مین پٹکا بندھا ہوا ہوتا ہے اور سنگے کا دوسرا
سرا دولہن کے ہاتھ مین - دلہن دولہا کے سنٹی مارتی جاتی ہے جیسے کوئی بیل کو ہانکتا ہے
اور کنبہ کی عورتین ساتھ ہوتی ہین - ماتا تھان پر جاکر وہان ایسی رسومات شرکیہ بجا لاتے
اور ایسے ہی دریا پر چھر رہا لینے اوسیطرح گھر کو واپسی ہوتی ہے - کوچہ و بازار کے لوگ
اس کا نظارہ کرتے ہین - بجائے عقیقہ کے ہنود کے یہان چھٹی ہوتی ہے - بچہ پیدا
ہونے کے بعد او تو کی ہیلی جو بڑے بوڑھے بے اولاد مر گئے ہین اس خوف سے
صرف گوتیون مین بانٹی جاتی ہے کہ کہین جہا کر وہ اور بڑے بوڑھے بچہ کو نہ مار ڈالین
ایسے ہی ظاہر دیوان اور میران کی کڑنالی کی جاتی ہے - شادی مین کہو ربا جہیز انکا
چلنی بجا پگڑی باندھکر عورتین کرتی ہین - یہ جہالت عرب مین بھی بیچ زمانہ جاہلیت
کے تھی - دولہا کے ساتھ جلوہ کہانا کلڑی کھیرے بیگن وغیرہ ہر فصل کی پیداوار
چیزونکی دو طرفہ پھینک مارتے ہے گھوڑے پر لوٹا رکھکر دلہن کی بھتیجی کا کھڑا ہونا برات چڑھنے
کے وقت اور اوس سوار ہیڈا النا دولہا کے جیجا کا [illegible] ہو سکے گھٹنونکی جھر مارے ہونا -

اور بیٹھنے والے اور باراتیوں کا اُن گالیوں کو سنکر خوش ہونا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی بیجا باتیں ہیں۔ جن میں سے بعض درجہ کفر تک پہنچی ہیں جیسے سیتلا وغیرہ پوجنا۔ فتاوے عالمگیری میں اسکو کفر لکھا ہے اور بعض میں خوف ہی کفر کا سبب آدم بنوری نے خلاصۃ الوفائیت لکھا ہے کہ کنگنا باندھنا کفر ہے اور سہرا سر پر لگانا حرام ہے۔ وجہ فرق یہ معلوم ہوتی ہے کہ کنگنا باندھنا ہنود میں اس اعتقاد کی علامت ہے کہ کنگنے راکھی پہ دیوتے اور کر کا م دیو بھگاتے ہیں۔ اور دلہن سے فائدہ اٹھانے نہیں جس سے دولہا دلہن کا کام دیو جاگ جاتا ہے۔ گویا قوت شہویہ دونوں کو دے جانا اون کا کام ہے۔ چونکہ یہ اعتقاد حسب نص صریح اسلام کفر ہے اور کنگنا اوسکی امارت اور علامت اور سہرا باندھنا حرام ہے نہ کفر اسلئے کہ اس میں زینت کفار میں مشابہت ہوتی ہے نہ کفری اعتقاد و امارت میں۔ ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ ابوداود۔ یعنی جو شخص (بدون الزام شرع وطبع) مشابہت کرے کسی قوم کی تو وہ انہیں میں سے ہے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے بموجب اس حدیث کے عقائد کفریہ و شرکیہ میں تشبہ کفار کی کفر ہے اور تشبہ اون امور میں جو امارت و علامت ہیں دین اسلام کے چھپانے کی اونکو بھی فقہا نے کفر لکھا ہے جیسے زنار باندھنا جنیو ڈالنا۔ شکھ بجانا اون کو بھی فقہا نے کفر لکھا ہے۔ پس بیچے مسلمانوں میں جو امور مذکورہ بالا میں سے ہندو عورتوں کو مسلمان کرنے کے بعد نکاح کرنے یا ہمسائگی کی وجہ سے آگئے ہیں اونکو ترک کرنا چاہئے اہل علم کو چاہئے کہ رسومات مذکورہ بالا اور دوسری رسومات شرکیہ و بدعیہ کی قباحت اور بیجائی کے پردے عوام پر کھولتے رہیں اصلاح الرسوم وغیرہ رسالے اس امر میں بے نظیر ہیں اونکو شائع کریں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی خطیب دہلوی اُن تالیفات کے مداح ہیں۔

	تیرا تو نہیں چھوڑا اُف رے کو کرم		کنواریوں کو دیوتوں کی بیاہتا	

پادری بی بی راسے مدرس علم الٰہی سہارنپور اپنی کتاب تیرتھ مین کہنگ نوشی
و عیاشی کے عادی تیرتھون کے پنڈتون کا جوان رانڈین چھوڑ کر مرجانا پھر ان
رانڈون اور ہادکی ساتھن سہاگنون کا پاپ اور بدچلنی بصفحہ ۲۰۳ تا صفحہ ۲۰۵
مین ایسا لکھتے ہین بعض تیرتھون مین کنواریاں دیوتون کی بیاہتا کہلانے والی
اونکے مندرون مین رہکر بطور بیسوا اپنی زندگی بسر کرتی ہین - یہ کنواریان شمالی حصہ
ہند سے دکن مین زیادہ نظر آتی ہین برندابن پاک زمین مانا ہوا شہر ہے جہان کرشن
(یعنی کنہیاجی) نے گوپیون کے کپڑے چرائے تھے - اور گوپیون کے ساتھ
مختلف لیلائین کی تھین اب وہان بہت سے مندر ہین - اب بھی کرشن کے جانشین
وہانکے گسائین بہت سی لیلائین کرتے ہین - بہت سی بنگال کی نوجوان بیوائین
برندابن مین دہرم کمانے کو آتی ہین اور اون گسائیون کے جال مین پہنسکر بے دہرم
ہوجاتی ہین انتہی ملخصاً مذہب کے خلاف واقعات سے مذہب پر اثر کچھہ اون قباحت
کا نہین ہوتا ہان مذہب منجانب اللہ ہو یا دین من جانب اللہ مین بدعات اہل
ہوا کی ملکر تبدیلات ہوگئی ہون اور وہ امتیاز باقی نہ رہا ہو جیسے دین موسوی مین یا
دین ہنود مین ہوگیا ہو جیسے دین عیسوی تو البتہ اوس کا اثر اوس اجتماعی ہیئت پر
پڑنے کا ہے کہ اوس کے معتقدون نے دین آسمانی کے قایم مقام مان رکھا ہو اور یہ
بھی کب جب وہ دین اون واقعات قبیحہ کی در پردہ یا بے پردہ تجویز کرچکا ہو پس پادری
صاحب نے جو صورت مذکورہ بالا کو واقعات کے تیرتھو نہین ہوتا ثابت فرماکر اعتراض
کیا ہے شاید اس نظر سے کیا ہو کہ یہ اعتراض کسی کتاب جینیون کا جو ہندو دہرم پستکون
سے نقل کیا ہوا اوپر دہرا ہوا ہے -

کہان گئے ایام فرحت تیرے بہاگ　　لوز کھو دیکھا اندھیرا ایک دم
بے شریعت جو ہونا تھا ہوا　　کھو ابیٹے نکے بیچے بچون پہ ستم

جس نے رہبان مین دے کے زندگی دیا	سنتے پیچھے ہاتے ہی غم آفت رسے ستم
کنواریان وہ تھین حمل جسد کا گرا	روک لے ای درد دل اسے یا تسلیم
پاسبان عفت و عصمت نہیں	جز شریعت کے کوئی اسے نیک دم
گذشتہ آئندہ کا کرتی انتظام	شرع ربی کا یہی ہوتا ہے وہم
سب شرایع موسوی اور عیسوی	پاک ہیں ان آفتون سے محترم
یہ ہماری النفسی تفتیش ہے	کیون شریعت کو کریں بدنام ہم

شریعت اعتقادیات و عملیات کے احکام کا مجموعہ گوناگون حکمتون اور مصلحتون پر مشتمل فتنہا سے حال و مآل کے دفعیہ کا منتظم وضع الہی عالم الغیب تعالی شانہ کا قانون قوانین کے عملی اور اعتقادی احکام حق تحقیق اور آشنائی پر مبنی ہوئے اوس کے منجانب اللہ ہونیکی معیاری ممتاز علامت ہے اور جو خیال اور خیالی دستور دلچسپ و اعتقاد سہم و رویہ فوراً یا انجام کار فتنہ خیزی کا بالذات باعث ٹھہرے ضرورت ملکیہ کے پیرایہ مین ہو چہ تناسب کیسے وہ اپنے بنانے والے کی بیخبری اور انتہا مرتبہ جاننے کی دلیل ہے۔ اس معیار سے شرایع الہیہ لوگون کے من گھڑت دستورون اور بدلتے خیالوں اعتقادون سے ممتاز ہو جاتی ہین۔ نظر برین جیسے ہندو دھرم اور کسی مذہب اپنے اعتقادیات عملیات خصوصاً مردون عورتون کے برتاؤ مین جو خرابیان ہوتی ہین ویسی عیسائی مذہب مین بھی توقع کے خلاف نہین تھی تو مترجم واقعات تاریخی مولوی عبدالرحیم صاحب شرر کنواری ننون کی آزادانہ شہرت سے بیان کر دین عیسوی کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ چنانچہ فلورا فلورنڈا کے چوتھے باب مین جو رقام فرماتے ہین اوس کا خلاصہ یہ ہے سے قوم کی حالت کا اندازہ اوسکے پیشواؤن کی حالت سے کیا جاتا ہے۔ اسکے راہب جو تارک مین تارک الدنیا بنے ہوتے تھے سب سے بڑے دنیادار بلکہ دنیا پرست تھے شادیان عمر بھر کنواری رہنے سے بے لاگ رہنے کے لئے جو گرجون کی نذر کی جاتی تھیں اونھین تھا۔

کوئی ایسی نہوگی جو انتہا درجہ کی زناکار نہوان نفس پرست زاہدون اور ان عزت باختہ
ننون کے اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا عموماً زناکاری کا گھر بن گیا ہے ۔ ہزارہا حمل گرائے
جاتے ہین ہزارہا زندہ بچے گرجے کے صحن مین چھپا چھپا کر دفن کئے جاتے ہین یہ ہین عیسوی
کو نہین کہتا بلکہ ان اسپین کے عیسائیون ہی کا ہے کہ معصوم بچون کی جانون کے
بیدریغ تلف کرنے کا ننگ جی کے پردہ مین زناکاری کی گرم بازاری کی بدولت ملیگا صفحہ ۲۲
یہان مین مولوی عبد اللہ رسولپوری مرحوم کے خط کا نقل بمطلب نقل کرتا ہون جو اونہون نے
اپنے اوستاذ حضرت اُستاذی قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت مین چند امور کے استفسار
کے لئے بھیجا تھا۔ سوال اول یہ ہے جو علماء اسلام ارقام فرماتے ہین کہ سیدنا عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے عروج آسمانی کے بعد اونکے دیکھنے والون اور اون کے اتباع
کے پاس بطور توارث ہیچ مین عیسوی زمانہ ضابطہ تحریری مین شریعت شروع سے ہی
مندرس ہوگئی آثار توارث بھی خلط ملط تغیر و انقلابات کی گردش سے رفتہ رفتہ از خود
رفتہ ہوگئے جسکی سراغ رسی کتب عہد جدید سے بقدر استعداد کمترین یہ ہے گلتیون کا
۳ باب آیت ۱۲ اور شریعت کو ایمان سے کچھہ نسبت نہین الخ ۱۳ مسیح نے ہمین مول
لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت[1] ہوا کیونکہ لکھا ہے
جو کاٹھہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے الخ ۲۳ لیکن ایمان کے آنے سے پہلے ہم شریعت کی
عہد مین تھے اور اوس ایمان تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے مین رہے ۲۴ پس شریعت

[1] پہلے ترجمہ بائبل مین یون تھا کہ وہ (یعنی مسیح) ہمارے بدلے مین ملعون ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کاٹھہ پر لٹکایا گیا سو ملعون ہے الخ کیونکہ ایسا انتساب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم مسلمانون کی
دل خراشی کا باعث تھا۔ لہذا اس کو لکھا کرنے اور بدلنے مقدین کی اس خرافات کو چھپا
کرنے کے لئے ملعون کی جگہہ لعنت تجویز کیا گیا۔ چونکہ ہم مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ عیسیٰ
علیہ السلام کو وہ صلیب نہین دی گئی بلکہ اونکے مثال کرنے والے کو صلیب دی گئی تھی جو اون کا دشمن
یہودی تھا پس ملعون ہونا اسکی خبر ہے ۔ اور سب لعنت سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے
قتل پر آمادہ تھے۔

مسیح تک پہنچانیکو ہمارا اوستاد ٹھہری ۲۶ کہ ہم ایمان سے راستباز گنے جاوین ۲۵ پر جب
ایمان (یعنی مسیح) آچکا پہر ہم اوستاد (یعنی شریعت) کے تحت مین نہین رہتے گلت ۲۳ و ۲۴
پولس مقدس کی اس تصریح سے جب شریعت کا کام صرف مسیح تک پہونچانا تہا اور جبہی تک
اوسکی قید اور نگہبانی مین تھے مسیح کے تشریف لانیکے بعد شریعت کی قید سے آزادی
ہوگئی تو پہر اب اوس نکمی کا کام کیا اوسکو جا بجا تحریر مین لانے کے لئے سیرون کاغذ کو
رنگنا بے سود پس جو ہمارے علما نے فرمایا تہا کہ زمان فترت مین بعثت خاتم المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پہلے پہلے شریعت مٹ گئی تھی یہی کلام پولس سے ثابت ہوا - اور جب
آسمانی کتاب انجیل مقدس مصدق قرآنی پر وہ عبارت گذر گیا جسکی صورت ذیل کے
نوٹ سے مع تحقیقات مسیحی محققین ملاحظہ مین آتی ہے تو شریعت کون بچاری ہو اور منسوخ
کی گم ہوئی کا پتہ اب کیسے لگ سکتا ہے گلتیون کا پہلا باب آیت ۶ مین تعجب کرتا ہون
کہ تم اتنی جلدی اوس سے جسنے تمہین مسیح کے فضل مین بلایا پہر کے دوسری انجیل
کی طرف مائل ہوئے (الی قولہ) ۱۱ پر اے بہائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ وہ انجیل
جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے ۱۲ - اسلیئے کہ مین نے اوسکو آدمی
سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی ۱۳ تم نے
میری اگلی چال جب مین یہودیون کے طریق پر چلتا تہا سنی ہے کہ کیونکر مین خدا کے
کلیسے کو نہایت ستاتا اور ویران کرتا تہا ۱۷ - نہ یروسلم کو اون پاس جو مجھ سے پہلے رسول
تھے گیا پر مین عرب کو گیا پہر وہانسے دمشق کو لوٹا ۱۸ - تب اوس کے تین برس بعد
پطرس سے ملاقات کرنیکو یروسلم گیا - اور اوس کے ساتھ پندرہ دن رہا ۱۹ پر رسولون مین سے
کسی دوسرے کو نہ دیکھا مگر خداوند کے بہائی یعقوب کو - ایضا باب ۲ درس ۲ اور میرا جانا
الہام سے ہوا اور وہ انجیل جسکی منادی مین غیر قومون مین کرتا ہون اون سے بیان کی مگر
بزرگون سے نرالے مین تا نہو کہ میری حال کی اور اگلی دوڑ دہوپ بیفائدہ ہووے

رسول مانتے ہین سے پولس مقدس کے کلام صدر سے کہلم کہلا ثابت ہی کہ پولس جبکہ پہلے دینی
تہے عیسائیون کو ستاتے تہے اور جو ان کلیسون کو ہلاک کرتے تہے تب جو دعویٰ کیا کہ مسیح آسمان
نشین سے یہی الہام مین انجیل لیکر کسی دوسرے انسان سے مجہے دخل سو یہ قلعیہ
والونکو اپنی انجیل سے بتاتے عیسائی بنا رہے تو اوس کے تین برس بعد پطرس سے ملے
یعقوب کے سوا کسی دوسرے رسول کو دیکہا تک نہین اور اپنی انجیل کو بزرگون سے تنہائی مین
سنوایا ہے تا کہ کہلم کہلا منوا لین [illegible] فتح کرکے چرچے پہیلا کر اگلی پہلی [illegible] ہو سب شیاطین
ہہو اور اوس الہامی انجیل کی صحت یہ بتائی کہ وہ انسان سے ملی نہین کسی آدمی سے سیکہی
اور بانی نہین بلا واسطہ مسیح کے الہام سے ملی ہے [illegible] الہام سے جس سے ثابت ہوتا ہے
کہ دنیا مین اب بہی انجیل نہین کیونکہ وہ انسانی طور پر لوقا مرقس یعنی یوحنا جانی کی تصنیفات
چار انجیلین ہین [illegible] لوقا باب اول آیت اول چونکہ بہتون نے کمر باندہی کہ ان کا مونما
جو تی باتون کو ہمارے درمیان انجام ہوتے بیان کرین ۲ جیسا کہ اونہون نے جو شروع سے
خود دیکہنے والے اور کلام کی خدمت کرنیوالے تہے ہمسے روایت کی ۳ مینے بہی مناسب
جانا کہ سب کو شروع سے ترتیب سے لئے اے بزرگ تہیوفلس بترتیب لکہون [illegible] اعمال
باب ایک آیت اول اے تہیوفلس مین نے پہلی تصنیف بیچ تصنیف کی اون سب باتون کی جو
یسوع شروع سے کرتا اور سکہاتا رہا [illegible] خطوط بنام [illegible]
مشن پریس مین مرقوم ہے انجیل کی اصلیت و [illegible] دلایل ذیل سے ثابت ہے کہ مسیح
کی بابت چار متفرق تواریخین ہین (الی قولہ) مسیح کا بیان اوس کے چار ہمعصرون نے
لکہا اون مین سے دو متی اور یوحنا مسیح کے دائمی رفیق تہے [illegible] اور اون واقعات کو بچشم خود
دیکہتے تہے۔ تیسرا مرقس پطرس حواری کا رفیق تہا اور چوتہا مورخ لوقا پولس کا دائمی رفیق اور
ہمسفر تہا (الی قولہ) انجیل مین فقط ایک اور تواریخی کتاب ہی جسکا نام رسولون کے اعمال
ہی جسے پولس کے رفیق لوقا نے لکہا اوس مین خاصکر پولس کا حال جو مصنف کا دوست تہا

(دین کی) یہانتک کہ قایم کرو توریت اور انجیل کو ترجمہ تمام ہوا یہ آیت صاف دلالت
کرتی ہے کہ توریت اور انجیل قایم نہین توریت کی عبارت تغیر تحریف سے ایسی
ہموار ہوگئی ہے کہ متن کی تفسیر سے امتیاز نہین انجیل کا نام ہی نام باقی ہے سو قرآن
کریم جس توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اون کی صفت یہ بتلاتا ہے نزّل علیک
الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی
للناس یعنی اوتاری اوس (تعالی شانہ) نے تجھپر کتاب (قرآن) ساتھ حق کے جو تصدیق
کرتی ہے اوس کے جو اوس کتاب کے دونون ہاتھون کے درمیان ہے (یعنی اوس سے
پہلے) اور نازل فرمایا اوس نے توریت اور انجیل کو پہلے لوگون کی ہدایت کے لئے انتہی
اس آیت سے کھل گیا کہ بین یدیہ ہو یا بین ایدیکم عرف قرآنی اور محاورات عرب مین
پہلے کے معنی مین بھی آیا ہے من قبل اوس کا عطف تفسیری ٹہرکر خود اس مرحلہ کو
آل عمران کی اس آیت مین طے کرتا ہے ورنہ قرآن کے دو ہاتھ کیسے تمام آیات
قرآنی اس مضمون کی جہان توریت و انجیل کی تصدیق کرتی ہین تو اونکو خدا تعالے کی
نازل فرمائی ہوئی کے ساتھ مقید کرتی ہین تاکہ اس احترازی قید سے لوگون کی تواریخی
تصنیفات کو نکال دینا اور توریت و زبور مین جو کلام الہی کے ساتھ لوگون کے ہات
پھیر مل گئے ہین اون کو اس تصدیق سے جہانتک ہین آیا یہ میرا خیال سرا سر رہی
مذکورہ بالا آیات عہد جدید سے ثابت ہونا ٹہیک ہے یا نہین اس کا جواب
بتصدیق و غیر تصدیق خود ارقام فرمایئے اور یا اپنے غیر سے دلایئے اسلئے کہ
میرا خیال یہ ہے کہ کتب سماویہ مین سے کسی کتاب پر خواہ وہ عہد عتیق کی ہو یا عہد
جدید کی کوئی حرف نہ آسکے پس کوئی تاویل مناسب ان اعتراضون سے

سلہ اور جیسے بین یدیہ یہان ہے ایسے ہی سورہ احقاف کی آیت ذیل مین ہے قالوا انا
سمعنا کتابا انزل من بعد موسے مصدقا لما بین یدیہ الآیہ وہی قرآن کے دونون ہاتھوں کے
درمیان یعنی قرآن سے آگے قرآن سے نزول مین پہلے ۔

اُٹھائے کی جو میرے خیال میں کتب مذکورہ پر پڑتے ہیں مثلاً یوحنا ناں ستی کے باب ۵
ورس ۷ و ۸ و ۹ سے جو آئندہ آتا ہے اوس خبر سچی سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کا ایک شوشہ
تک نہیں مٹا تو اُسپر تحریف کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے - مگر جب غور کیا تو اس سے بھی تحریف ثابت
نہیں ثابت ہوتی اس لیئے کہ اول تو اوسی باب کے ورس ۳۳ مسیح کا جو تحریف کی شکایت
کرنا آئندہ آتا ہے دوسرے توریت کے متن کی عبارت شرح کی عبارت کے ساتھ ملکر ایسی
ملتبس ہو گئی ہے کہ متن کو شرح سے جدا نہیں پہچانتے کوئی. یہ امتیاز باقی نہیں رہا ہے شارح
کے باطل خیالات جو متن میں مل گئے ہیں مثلاً خدا کا پچھتانا اور دلگیر ہونا اور آسمان زمین پیدا کرکے
سے فارغ ہو کر ساتویں دن عرش پر آرام کرنا۔ تیسرا یہی تحریف بزیادت ہی - متن کا لفظ خواہ شوشہ مٹا
نہیں مگر باطل تو ملگیا -

سوال دوسرا شریعت کے منسوخ نہ ہونیکی دوسری وجہ تحریف بھی ہے اور اوسکی شکایت کچھ قرآن
کریم ہی کو نہیں ہے - اشعیا اور ارمیا اور عیسی علیہم السلام بھی اوس کے شاکی ہیں بطور اختصار
و انقاط استغفار سے اتنا یاد رہے نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ء اشعیا باب ۲۴ ورس ۵ انہم تعدوا
موس الرب وبدلوا امر العهد الابدی یعنی یہودیوں نے تجاوز کیا حکم شریعت سے
اور بدل ڈالیں توریت کی باتیں (دلیل ۸) نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء ارمیا باب ۲۳ ورس ۳۰ اینک من
مخالف ان پیغمبرانم کہ ہر یکے از ہمسایہ کلمات مرا مے دزدند ۳۱ اینک من مخالف آن پیغمبرانم کہ
زبان خود را دراز میکنند و میگویند کہ او گفتہ است (الی قولہ) ۳۶ کلمات[عله] خداوند حی خداوند افواج
خدای ما را تغییر میدہید دیکھو قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ ایسے اہل کتاب حق
بات کو چھپاتے ہیں اور اپنی بنائی باتوں کو کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا کے کلام میں
تغیر تبدیل[عله] کرتے ہیں (دلیل ۹) نسخہ سنہ ۱۸۳۱ء [illegible] باب ۵ ورس ۳ انطلقتم کلام الله
[illegible] یعنی اسے یہودیو تمنے ناکارہ کردیا کلام الہی کو اپنی بدعتوں کے لیئے

عله کلمات الٰہیہ میں تغیر کی شکایت ہو نہ صرف معنوی تحریف کی -
عله بدلوا الکلام اللہ

جب تک غلط ملط ہو حق کو ناحق سا لباس نہ پہنایا جائے صرف معنی بگاڑ دینے سے کلام الٰہی
کو باطل کرنا صادق نہیں آسکتا معنی بگاڑنے سے ذی معنی نہیں بگڑ جاتا ان آیتی باطل
تفسیر متن کے ساتھ ایسے طور سے ملجائے کہ متن کی امتیاز نہ رہے تو مرجع اس تحریف معنوی
کا بھی طرف تحریف لفظی کے ہی ہوگا کتب اشعیا اور انبیا علیہم السلام اور قول عیسیٰ علیہ
السلام اور قرآن سب اس میں ہمزبان ہیں توریت متداول وہی شرح ہے اور خالص متن
توریت کا دنیا میں کسی کے پاس نہیں بعض انبیاء بنی اسرائیل کی زبانی یاد جب ظہور میں
نہیں آئی تو متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لیے کوئی باعث امتیاز اب پیدا نہیں ہوسکتا
(دلیل ۱۰) صفحہ ۲ پھر پولس حواری اپنے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع میں یہودیوں
کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تم میں جھوٹی باتیں تعلیم دینے والے پیدا ہوں گے جیسے آگے
جھوٹے نبی گذرے ہیں اور وے لوگ ہلاک کرنے والی راہیں داخل کریں گے الخ مجموع
ہلاک کرنے والی مذہبوں میں داخل کرنا صاف دلالت کرتا ہے اس پر کہ جھوٹی مہلک تعلیم
صرف زبانی اور مذہب جداگانہ نہ ہوگی بلکہ اصل کتاب دینی میں داخل کرکے حق و باطل
یکذات کر دیا جائیگا جیسا کہ مشاہد ہے کہ اصلی انجیل منزل من اللہ معدوم کوئی بیان اوسکا
ملفوظہ موجود نہیں اور جو بطور روایت بالمعنی بے سند موجود بھی ہے اونکی انجیل عطارا صاحب کی
چشمین کوئی اسکا ظہور ہوچکا اور پولس خط جدید گلیتوں (۱) باب اول میں عیسائیوں کی طرف
مخاطب ہوکر لکھتا ہے کہ تم ایک نئی انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی
انجیل نہیں اور تم میں سے بعضے ایسے ہیں کہ مسیح کی انجیل کی تحریف کا ارادہ رکھتے ہیں
دمال کے ترجمہ میں یہ آیت ساتویں یوں ہو سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعضے ہیں جو تم کو
گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل کو الٹ دینی چاہتے ہیں صفحہ ۳۲ نئی انجیل کی جگہ دوسری
تجویز ہوئی اور پھر دوسرے ہونے کی نفی کی۔ مگر بعضے گھبرانے والے مسیح کی انجیل
الٹنے کے چاہنے والے پھر بھی رہ گئے (دلیل ۱۱ و ۱۲) میں تراجم کے باہم مختلف

معارض و متناقض ہونے سے تحریف پر استدلال ہے اسلئے کہ وہ الفاظ مشترک
المعانی ہونے پر محمول نہین ہو سکتی اور تحریف عقلاً ممتنع نہین خصوصاً اوس صورت مین
کہ کتاب خاص خاص ہی لوگون کے پاس ہو جنکی بے ایمانیان حضرت عیسیٰ
اور حواریون نے بیان کین آئندہ نظم قرآنی کو معجزہ مانکر جو فنڈر صاحب نے معجزہ ناقص
ٹھہرایا ہے اور تحریف لفظی کی مثال کی ہے اس کا رد وافی مشرح اور بسط کے ساتھہ
کردیا ہے جو صاحب اس پر مطلع ہوا چاہیں کتاب مذکور مین ملاحظہ فرمائین پس ہدایت
اصلی دین عیسوی کی صرف زبانی یاد اور توارث پر دو صدی تک قائم رہ سکتی ہے جہانتک
تابعین کی رفتار مشروع کے نقش قدم کو بڑہاتے بڑہاتے اوس کی اصلی جگہہ سے
بے پتہ نہ کردے ہان ہدایت دینی جب مقام ہوگی جب یہی کتاب اکثر خواص عوام
کے سینون مین محفوظ سفینون مین مکتوب بہ تقسیم و اشاعت عام ہو جاوے جیسے
قرآن مجید جو پہلا تو ہم او ہما رہے ہین بالفاظہ و مرادہ بحروف و حرکات سکنات وغیرہ
کی حفاظت کے ساتھہ مع اختلاف قراءات و نوابت اسلامی ہر گہر مین پہنچ چکا ایک متن
جدا متداول و متواتر چلا آتا ہے تفسیر بالرائے کسی کی چلنے نہین پاتی اوس نے احکام
عملی و اعتقادی کی حد بندی ایسی ہوگئی ہے کہ جہان عملی احکام مین بھی کسی حکم کو کبھی انقلاب
کو سہارا ملتا ہے اور وہان بطور توضیح وہ صورتیں ماثور چلی آتی ہین لالچ مفسری کو
موقع نہین ملتا جو نکالے وہ الگ رہتا ہے دین محفوظ مین بیگانات ہو کر بیجا اشتباہ
نہین ہو سکتا کسی صحابی کی یہ شکایت نہیں کہ اسے فلا لیئے ہم دوسرے قرآن کی نظر
دیکہا چاہتے ہیں اس لیئے کہ وہان تو وہ حفاظت ہو چکی ہے جسکی نظیر کتب عہد عتیق و عہد جدید
کے لیئے ملنی محال ہے۔

اسلامی روایات احادیث بلکہ روایات مسائل فقہا و بہ تمام تر بقدر ضرورت باعتبار سند
و نقد رجال وغیرہ ایسے منقح ہو گئی ہین کہ اون میں موضوعات ملا کر کوئی پڑھے تو اوسکی

امتیاز ہو جاتی ہی اور مدار عقائد کا قطعیات پر ہی نہ ظنیات اور پہیلیون پر ۔ حاصل یہ کہ جو
سامان دین کی حفاظت کے اسلام مین موجود ہین وہ کتب عہد جدید و عہد قدیم کو نصیب
نہیں ہوئے بلکہ شریعت عیسوی تو ایسی مندرس ہو گئی کہ اب اوس کا سراغ لگانا گویا عنقا
کا تلاش کرنا ہے جسکے مٹ جانے کا پورا پتہ کتب عہد جدید سے عنقریب ہی دیکھا ہوں
یہ میرا خیال آیات مذکورہ بالا سے جسکی صراحتہً تائید ہوتی ہے آیا صحیح ہے یا اس کی تاویل
کسی ایسے راز پر مبنی ہے جسکے آسمانی کتاب مین درج کرنیکی ضرورت تھی۔

سوال تیسرا - میرا خیال ہو کہ شریعت کو پس پشت ڈالنے کے بعد جو نئی نئی باتیں بجاے
اونکے مروج ہوئیں اون کا انجام بخیر نہوا انجملہ بیواؤں کے بے نکاح رہنے کی ہدایت
بیاہ کرنے سے روک عمر بھر کنواری رہنے کی افضلیت جتلانے نے وہ پھل پایا جس کا ذکر
آیات ذیل پر عمل کرنے کے ثبوتون مین شمار کیا جاتا اور اظہار مین آتا ہے -

۱- تمطاؤس ۵ باب آیت ۹ و ۵ بیوہ فردمین لکھی جاے جو ساٹھ برس سے کم کی نہو الخ ۱۰
اور نیک کامون کے سبب نامور ہو اگر اوس نے لڑکون کی تربیت کی ہو۔ اگر مسافرون کو
اپنے یہان اتارا ہو اگر مقدسون کے پاؤں دہوئے ہوں الخ ۱۱ پر جوان بیواؤں کو نامنظور
کر کیونکہ وے جب مسیح کے برخلاف نفسانی ہوتی ہین تو بیاہ کیا چاہتی ہیں ۱۲ جن پر
الزام ہوتا ہے کہ اونہون نے اپنے اگلے ایمان کو چھوڑ دیا۔ ایضاً اول قرنتیون کا
۷ باب آیت ۲۸ لیکن اگر تو بیاہ کرے تو گناہ نہیں کرتا اور اگر کنواری بیاہ کرے تو وہ
گناہ نہین کرتی پر ایسے لوگ جسم کی تکلیف پائینگے - اور مین تمھیں بچانا چاہتا ہون الخ
۳۷ پر جو کوئی ضرورت نہیں (الی قولہ) اور دل مین یہ ٹھانے کہ مین اپنی بیٹی کو بن بیاہی رہنے
دیگا تو وہ اچھا کرتا ہے الخ ۴۰ پر اگر (رانڈ) بن بیاہی رہے تو وہ میری دانست مین زیادہ
سعادتمند ہے اور مین جانتا ہون خدا کی روح مجھہ مین بھی ہے - باب مذکور آیت ۸ سو مین
بن بیاہے مردون اور بیوہون سے یہ کہتا ہون کہ اونکے لئے اچھا ہے کہ وے ایسے رہین

کم نہیں تو نتیجہ اس کا یہی ہے وہ جو نتوں کے ہاتھوں سے زندہ بچوں کا گرجہ کے
صحن میں چھپا چھپا کر دبانا وقوع میں آیا ہے افسوس اسی بن گرجی کی نئی کی آرمین پولا میں
پادری کے ہاتھوں سے جو جو مظالم ظہور میں آئے اور خود جو اس پر گذر گئی تواریخ کے جاننے
والوں پر پوشیدہ نہیں ہیں کہ باپ الفانسو فرانس کا ماتحت صوبہ دار اور فلورنڈا بہن اور
فلوران مرثیہ با بجیر اخیں پولاخیس کے ہاتھوں قتل ہوئے اور خود نجم کہلاتے اور
ہلیس بنت الفانسو غیرہا کے قتل کے مرنے مرتے ارزو مندی جہان سے سدہارے۔
اور منجملہ ان کے ایک حکم ختنہ کا بھی ہے جس کی تحقیقات میں لطو بعد پہلے یہ ملاحظ فرمائیے
متی باب ۵ درس ۱۷ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو
آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں آیا بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں ۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا
ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا
جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ ۱۹۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے
اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا
پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلادے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا جشے ۹
اب ایک بڑے بھاری حکم کو توریت شریف کے ملاحظہ فرمائیے جس پر عہد بھی لیا گیا تھا اور بھی
تارک کو ایمان والوں کی جماعت سے نکال دینے کا حکم ہو چکا تھا وہ یہ ہے پیدایش باب ۱۷
درس ۱۳ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد کا ختنہ کیا جاوے اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے
اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا ۱۴۔ اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا
وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جاوے کہ اس نے میرا عہد توڑا مشکوٰۃ ختنہ سے مقصود
تھا وہ بھی بتلا دیا یہ باب مذکور کی آیت ۱۱۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو الخ
دیکھو اس نے جناب ابراہیم کی نسل کے ختنہ کرنے کی تحریف کر کے پہلے ہی سے منسوخ دیا دیکھو یہ
حکم ابدی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے جناب مسیح نامعین علیہ السلام کی مرضی کے خلاف

مٹا جا گیا اس کے مٹانے والے نے مسیح کے اس قول اور وعید کا (آسمان اور زمین

ٹل جائینگے پر توریت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا جو اوس کے چھوٹے سے حکم کو

ٹالے اور ویسا ہی لوگون کو سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلایگا) پاس

ولحاظ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو گلیتون کا ۵ باب ورس ۲ دیکھیں پولس تم سے کہتا ہوں اگر تم

ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمھیں کچھ فائدہ نہوگا الخ تم جو شریعت کی رو سے راستباز بنا چاہتے ہو

تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گر پڑے ص ۲۳۵ تمام سعی پولس مقدس کی شریعت

کے مٹانے پر تلی ہوئی ہے یہان بھی اوسی کا اظہار ہے شریعت اسلام کو ختنہ کے منسوخ

کرنے کی مجال نہوئی اس لئے کہ حکم ابدی ہین فسخ نہیں ہوتا اس کے منسوخ کرنے مین خبر ابدیت

کی تکذیب ہو جائیگی اور ایک کلام الہی دوسرے کلام الہی کا مکذب ٹھہریگا اور مکذب کلام

الہی و حکم الہی نہوگا مسیح کا خود ختنہ ہوا دیکھو لوقا باب ۲ ورس ۲۱ اور جب آٹھ دن پورے

ہوئے کہ لڑکے کا ختنہ ہو اوس کا نام مسیح رکھا گیا ص ۱۰۳ جب عیسیٰ علیہ السلام اور پطرس کی مجال

نہوئی کہ اس حکم ابدی کو توریت کے مٹائیں تو ختنہ کرانیوالے کو مسیح سے جدا کرنے فضل کی نظر

سے گرانیکی بہت عجیب بات ہے وہان توریت میں نامختون نکالا جاتا ہے یہان ختنہ کرانے والا

نکالا جاتا ہے باوجود اس مختتنی و لعنت کلم کے پڑھو گلیتون کا باب ۲ ورس ۷ لیکن برخلاف

اس کے جب اونھون نے دیکھا کہ نامختونون کے لئے بھی انجیل کا امانت دار ہوا جیسا مختونون کے

لئے پطرس الخ دیکھا جب توریت کا عہد الہی و حکم ابدی ختنہ کا کرانا بھی انجیل کی امانت داری ہو

جسکا ماننا مع دیگر احکام لوحی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ضروری

بتلا فرماتے اوس پر یہ کیسی معصیت ہے کہ اگر تم ختنہ کروگے تو تمکو مسیح سے کچھ فائدہ نہوگا تم مسیح سے

جدا ہوئے فضل کی نظر سے گرے ص ۳۲۵ گلیتون پطرس نے جو عہد ابدی و حکم شرعی کی تعمیل

کی تو کیا او تکو فضل کی نظر سے گرنا مسیح سے جدا ہونا منظور تھا مسیح کے جان نثار حواری شاگرد

مصاحب کہنے والے کو مسیح سے جدا ہوں اور جنھون نے حضرت مسیح کو دیکھا تک نہیں دھوکا دیا

اُتارنے کا حکم دیتی ہے اور نہ اون میں سے متعددوں کے پاؤں دبوانے دہلوانے سکہ نہ سدا کنواری
بٹھلانے نت بتا دیکا بلکہ وہ تو اس مادہ کا قلع قمع کرنے اور فحش اور بیحیائی کے ڈھکوسلوں کو موقع ہی نہیں
دیتی پڑھو سورہ نور میں محکم آیت کتاب اللہ کی وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الآیۃ (اور بے
نکاحی نہ رہنے دو بلکہ) نکاح کی قید میں لاؤ بے عورت والے مردوں اور بے شوہر والی عورتوں کو
(جو) تم میں ہیں اور اپنے (قابل نکاح) نیک باندی غلاموں کو اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ اون کو
غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا فراخی بخشنے والا ہے سب جانتا ترجمہ تمام ہوا۔
فتح الرحمان وقادری رانڈ رنڈ ہے کنواری کنوارے باندی غلام تک جب ان بیاہے اہل چھوڑ کے
جاتے سوائے اون کے جو بیاہ کے قابل نہیں تو سادھو تار نے متعددوں کے پاؤں دہلوانے کا
نہ کوئی رانڈ خالی اور نہ ان بیٹے ہر کوئی کنواری متوالی اور نہ ان بنا کر ڈھب لگانیکا موقع کسی
تارک الدنیا بنے والے دنیا ساز کو [illegible] تحقیق کرنے والے ہوا باز کو تعدد ازدواج کے حکم توریت
شریف کو چار تک کی تحدید سے مقید کر دینا عین حکمت پر مبنی ہے۔ تجربہ نے بھی اوس کو فتنہ
کی جڑ کاٹنے والا ثابت کر دیا ذرا ولایت کے اخباروں سے ۱۹۱۵ء و ۱۹۱۶ء وغیرہ کے المنیر [illegible]
وغیرہ پڑھتے ہیں تو دیکھو کہ فلاں جگہ یورپ میں دس لاکھ کنواریاں مجبولہ تابعیں سالہ فالتو ہیں
اور فلاں جگہ اتنی اور فلاں جگہ اتنی۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت کے بٹوارہ کا حکم فطری منشو کے
لیے جبکہ کافی نہ ہوا ایک کو ایک دینے اور دوسرے حرام کر دینے پر جب لاکھوں کنواریاں فالتو
بچ رہیں تو بتلاؤ اونکی حاجات انسانی کی متکفل کونسی حالت ہوگی۔ جبکہ ان بنانے پر تجربہ وہ مصیبت
دکھا چکا جسکا بیان بحوالہ کتاب [illegible] ہو چکا پس اگر انسے جوش جوانی میں
جو جو بے اختیاریاں بدعنوانیاں ہو جائیں اور نیز اون کا بگلا ہوسنا کو کسی حکمت پیدا ہوگا۔ اور
پھر دیکھو کس قدر کنواریاں حاملہ ولایت کے اخبار بتلا رہے ہیں۔ اگر کسی کا شوہر کو درد اور کسی کو
حسب حاجت نہیں۔ اور کسی کو حسب ضرورت چار بیاہ دیجاتا تو ہمارے کان کاہے کو سنتے

کہ اتنی اتنی کنواریاں فلاں فلاں جگہہ فاتہ اور اتنی اتنی حاملہ عنقریب مائیں بننے والی بچے جننے والی
ہیں اگر کوئی صاحب مذکورہ کا منچلا دل چلے پر یہ کہے کہ جس رائے سے تمام انبیا و سلف کی خلاف
ایک بی بی کے سوا دوسری سے نکاح کرنے کو حرام اور زنا کہدیا ان زناؤں سے اوس کا دل تو
ٹھنڈا ہو گیا تو اوس کو اس کا کیا جواب دیا جائیگا۔ ہاں اگر کہہ سکتے ہیں تو اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکم
مسیح کا متی کے باب ۱۹ کی ورس ۹ کے بموجب ہے تو یہ متی کے ہی باب ۵ کی آیت ۱۷ و ۱۸ کے
متعارض ہوگا اسلئے کہ اون میں تو مسیح کا یہ قول ہے کہ میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے
نہیں آیا پس جبکہ قول مسیح کا صدق ضروری ہی تو تعدد نکاح کا حکم انبیا سلف و توریت کیسے
منسوخ ہو سکتا ہی جبکہ خود مسیح ہی فرماتے ہیں کہ نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے کو نہیں آیا توریت کا
ایک نقطہ ایک شوشہ ہرگز نہ ٹلیگا اوس کے چھوٹے سے حکم کا ٹالنے والا حقیر ہوگا جیسا کہ متی باب ۵
ورس ۱۷ تا ۱۹ سے ظاہر پس متی باب ۱۹ ورس ۹ میں جو بات واجب التاویل ہوگا اور تاویل کی ضرورت
ضرور نہیں ہے مثلاً اون کے ایک یہ کہ جبکہ دوسری بی بی کی ضرورت نہو محض بہلانے اور دوسری کے
کام چلانے کو رکھے اسکو منع فرمایا ہوگا نہ ضرورتمند کو ۔ اور تعارض کی صورت میں تحریم ہرگز ثابت
نہیں ہوسکتی ہاں اگر پس تاویل نہو تو تحریف ثابت ہوسکتی ہے پس جو حکم بفرض تسلیم خلاف ہے
شرایع انبیا سلف کے بلکہ خود اپنے ہی قول کے وہی محرف ٹھہریگا تامل سے سوچو انجام
بخیر کونسی تعلیم کا ہوا اور انجام خراب کونسی تعلیم کا مثلاً پولس مقدس کی تعلیم میں کنواری کنواروں کو جسمانی
تکلیف سے ڈراکر نکاح کی جو ممانعت ... کو ایمان جاتے رہنے کی دہمکی دیکر جو بیاہ نہ کیا گیا
راہبہ کا رکن کو مسافر و نکے ٹھہرانے مقدسوں کے پاؤں دھلانے پر مامور کیا گیا ساٹھ
برس کی ہو جانے پر بیوہ عورتوں کی فہرستین لکھا یا گیا اوس کا انجام نظر بر تصریحات الات
مذکورہ بالا جو ہوا سو معلوم ہوا۔ اسلامی تعلیم میں جو دوراندیشی سے کام لیا گیا یا آئندہ کو
مثل دیا ناظر کے جاننے والے پر سب روشن تھا تو انجام خراب کی تعلیم وہ کیسے دیتا ۔ آیت
صدر میں دیکھو کس ... کنوارے رانڈ رنڈوے باندی غلام تک کو بیاہنا نہیں

چھوڑا جاتا اور نکاح کی برکت اور بے نکاح رہنے کی شامت میں کیا بیان کروں واقعات
دنیا اور وقایع نگار یورپ سب کچھ لکھ چکے۔ اوس طرف بن بیاہا رہنا جسکا اہتمام آریہ اور بت
بے نکاحی سے نکاح نہ چھوڑنے کا اہتمام اور نکاح نہ کرنے والے کا حصہ مستطیع
کو صحیحین کی حدیث میں بہت ستایا جاتا ہے وَانْکِحُوا النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ
مِنِّیْ یعنی اور نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو کوئی اعراض کرے اوس سنت تو وہ میرا نہیں
یہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل اول کی حدیث بخاری و مسلم کا
اخیر ہے — جنکو نکاح کرنے کا مقدور ہو انکو یہ ارشاد ہے — عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں
کہ ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوان لوگو جو شخص تم میں سے
نکاح کا مقدور رکھتا ہو اوس کو چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ وہ نظر کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ
کو بچانے والا ہے اور جس شخص کو مقدور نہو اوس کو لازم ہے کہ روزے رکھے اسلئے کہ روزہ
رکھنا اوس کے لئے خصی ہونا ہے (بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں
کہ تین شخص ایسے ہیں کہ انکی مدد کرنا خداتعالے نے اپنے ذمہ کرلیا ہے (الی قولہ) سوم
وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری کی نیت رکھتا ہو (بخاری مسلم [illegible]) ابوایوبؓ فرماتے ہیں
کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں — حیا کرنا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا (ترمذی)

الجواب ایتھین شریعت جو مجموعہ ہے احکام اعتقادیہ اور عملیہ کا اوسکو
جو تسلیم ہو آئی کہ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور یہ کہ بے نکاح رہنے کو
ایمان اور نکاح کی آرزو نزاکت سے جتانے والی شریعت کہ [illegible] سے نہ کیسا
ہو انکو ایمان کھو بیٹھنے والی مثلا سے اور ان تکلیف سے اور بے نکاح کرنے سے روکے وہ
شریعت اپنے اوپر سے بڑے بڑے معاشقوں کو دفع کرنے کی مجال نہیں پا سکتی اگر کہا
ہیوٹی کہتے کہ ہماری شریعت وہ [illegible] بیشک [illegible] شریعت نے جو [illegible] وہ
اتنا کافی اور [illegible] بے نکاحی [illegible]

اگر روح القدس اور مسیح دو خدا اور ہوتے تو مدار نجات کلام اوتی کے موقع اظہار میں نہ تو خدا اون
دونوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا بولنے سے چھپا کر صرف اپنے آپ کو اکیلا خدا
بتلاتا اور نہ مسیح ہی یہ فرماتے کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے - اور یہ دہائی ہی مان لی جاوے کہ
تینوں اب یہ تینوں ملکر ایک اور تثلیث اور توحید دونوں کا ماننا موقوف علیہ اور مدار نجات کا ہے
تو اسپر فوراً یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہی بتلادیا ہوتا اور اسکو بھی باطل کر دیا متی کے باب ۱۱ کی
یہ آیت ۲۷ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جسپر
بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا ہے ۔ خدا کا بفرض محال بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور اسی خیال کی
سے مسیح کو خدا کا بیٹا بولے جانے پر خدا کہا جاتا ہے اور اس کو موقوف علیہ اور مدار نجات کہا
جاتا ہے اسے ناظرین تمہیں خدا لگتی کہدو کہیں وہ اعتقاد جو موقوف علیہ اور مدار نجات کا
وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جیسے انبیاء سلف اور امم سابقہ اور موجودہ میں سے کوئی نہ جانے بجز
خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے اس مقام پر جس دانائی سے کام لیا گیا ہے اوسکی نظیر ملنا دشوار
بلکہ محال ہے - اور مرقس انجیل کے باب ۱۲ کی آیت ۲۹ سے ۳۴ تک کو دیکھو پہلا مدار نجات صرف
اعتقاد توحید ہی معلوم ہوتا ہے خصوصاً آیت ۳۲ جب اُس فقیہ نے اُس (مسیح) سے کہا
کیا خوب اسے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اوس کے سوا اور کوئی نہیں [illegible] لوقا باب
دس آیت ۲۵ تا ۳۰ اور باب ۱۸ ورس ۲۵ تا ۳۰ اور متی باب [illegible] ورس [illegible] کوئی آدمی
دو خداوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا [illegible] ان آیات اور ان کے علاوہ بیشمار آیات کتب عہد عتیق
و کتب عہد جدید سے اولی مدار نجات توحید کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے پچھلی آیت [illegible]
لغزت دو کی عبادت ارتکاب محال [illegible] تو تھا اور تثلیث کیسے ٹھہر سکتی ہے [illegible] جبکہ
روح القدس کی اقنومیت کے اعتقاد کو مدار نجات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو [illegible]
نہ کہا جاتا کہ اوسکو کوئی نہیں جانتا بجز خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے [illegible]
اور باب ایک یوحنا [illegible] سے عیسائی مسیح کی خدائی تراشتے ہیں - اور [illegible]

راست نہین اسلیے کہ جب وہ مسیح کو جسم کی راہ سے بندہ اور روح کی جہت سے خدا مانتے ہیں اور
مسیح میں خدا کی روح ہونے سے مسیح کو اور خدا کی روح ہونے سے روح القدس کو خدا ٹھہرانا
جب ان کو روا ہوا تو پولس بھی اپنے جسم میں خدا کی روح بتلاتے ہیں انجیل اور میں جانتا ہوں کہ خدا کی
روح مجھ میں بھی ہے یہ حال اول قرنتیون کے باب ۷ کی آیت ۴۰ کا ہے اور ایوب کی کتاب کے
باب ۳۴ ورس ۱۴ و ۱۵ تو سب انسانوں میں خدا ہی کی روح اور نفس ثابت ہوتے ہیں اور یہ
ایسی بات ہے کہ تھوڑے تامل سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب مخلوق اور مملوک اور بندہ ہونے
کی راہ سے تمام عالم اللہ کا ہے تو روح اور سانس اوس کے ہونے سے کیسے نکل جاینگے اس سے
جزئیت اور اقنومیت کا خیال خاک کہینچ لینا ایک ایسا تحکم اور اجنبی امر ہے جسکو آسمانی اور دنیا
کے اسرار تک سے بھی تعلق نہیں یہ ہرگز راست نہیں آسکتا - اور وہ ایک ہونا کہ میں اور باپ
ایک ہوں ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے اور اپنے شاگردون کی نسبت یہ فرمایا یوحنا باب ۱۴ ورس
۱۱ کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں [illegible] - اور اوسی کے ۱۷ باب ورس ۲۱ [illegible] میں ہے
اوس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں [illegible] ترجمہ حال کا بھی ایسا
ہی ہے اگر عیسائیوں کا وہ استدلال صحیح ہو تو چاہیے کہ حواریین بھی ویسے ہی خدا ہون
جیسے عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک بشرط صحت ترجمہ واصل معنی اوس کے نظر بجمیع بین
النصوص یہ ہیں کہ جس تجلی نے عیسیٰ میں ظہور کیا اوس نے حواریون کو گھیرا ہوگا (اور یہ ایک
اصطلاح ہے صوفیہ کی کہ مخلوقات آئینہ ہے خالق کے مشاہدہ اصلاحی کا اور خالق حق
والے شانہ آئینہ ہے مخلوقات کا باعتبار اعیان ثابتہ کے) متی باب ۲۲ ورس ۴۱
تا ۴۵ میں اتر عیسیونکی دریافت پر ابن داود ہونے کی نفی فرمانا مسیح کا معارض ہے اوسی کے

ف ورس ۱۴ اگر وہ اسکو خیال کرے اور اپنی روح اور اپنا دم اپنی طرف سمیٹ لے تو سارے بشر ایک ساتھ
فنا ہونگے اور انسان پھر مٹی میں مل جائیگا [illegible] متی باب ۲۳ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا
باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے [illegible] باپون کے باپ ہونے کی
[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
مقام [illegible]
[illegible]

اور خدا کا بیٹا کہدیا ہے جیسا کہ گذرا) اور نسطوریوں کے ساتھ جو کہ انطاکیہ کے بطریق نے
حقیقی بیٹا کہنے والے پادریوں کو ستا کر دین سزا دیا ہے جیسا کہ انہیں کتب تواریخ سے
منقول ہی اور بیشک جبکہ اولاد آدم ہی اسرائیل[سلہ] و امت داؤد کو خدا کے بیٹے فرمایا اور اس
اونکو اور اونکی اتباع کو خدا کے حقیقی بیٹے ہونے کا وہم تک نہوا اور اوس زمین اور زمانہ کا عرف
بھی ٹھہرا کہ چند وجوہ خدا کا بیٹا کہدیا جاتا تھا جیسے کہ صلح کو خدا کا بیٹا کہا دیکھو متی باب
۵ درس ۹ مبارک وے جو صلح کرنے والے ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے *
۱۶ - اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وے تمہارے نیک کاموں کو
دیکھیں اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستایش کریں ہ اس میں نیکوں کو اونکو خدا کے
بیٹے بتادیا۔ ایضاً باب ۲۳ درس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ
جو آسمان پر ہے ہ ان آیتوں میں اہل تمثیل کو خدا کا ایسا بیٹا بنادیا جسکے ہوتے کے
باپوں کے باپ ہونے کی نفی فرمادی پس جبکہ ان معنوں میں خدا کا بیٹا بولنا اُس زمانہ کا عرف
ٹھہرا اور اوسی زمانہ میں کہنے کفریہ فریسیوں کے اعتراض کئے ہوتے معنی سے مثال حضرت داؤد
کے عرفی معنی سے اپنی ابنیت کو موافق کردیا اور سب جھگڑا مٹادیا تو آج بیٹے کا لفظی
اطلاق دیکھکر حقیقی صلبی بیٹا ہونے کا دعوے کرنا وہی کفر برپا کرنا ہے جسکے الزام کو حضرت
عیسیٰ نے اپنے اوپر سے دفع کیا تھا۔

دوسرے استفسار کا حاصل یہ ہے کہ بعض اہل علم عیسائیوں سے سنا ہے کہ عیسائی
لوگ حضرت عیسیٰ کو اون کے جسم اور نفس ناطقہ کی جہت سے جو ہر آدمی کے لئے ہوتا ہے خدا نہیں
جانتے بلکہ ایک اور حقیقت کی جہت سے جو خاص مسیح کے لئے وہاں وقت سے اوس پر خدا
جانتے ہیں۔ یہاں چند شبہے ہیں (۱) اس طرح کی بات یقیناً ہم ہر شخص کے لئے کہتے ہیں

سلہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ فرعون سے یوں کہیو خروج باب ۴ درس ۲۲ پھر تو فرعون کو یوں
کہیو خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے ۲۳ میں تجھے
کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے الخ منہ۔

کہ جسم و بیان سے پرے حقیقت ہونے کے معنی یہی ہیں کہ بابیہ الخلق یعنی موجودات کی اصل یعنی
علت فاعلی ہو وایسی حقیقت ہر چیز کی اللہ ہے کہ وہی سب کا بنانے والا ہے اس کا ذات
عیسوی پر حصر ہیں چنانچہ پولوس افسیون کے باب ۴ ورس ۶ میں کہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء ایک ہی
خدا ہے جو تم سبھون کا باپ ہی اور سبھون کے اوپر سبھون کے درمیان اور سبھون میں ہے —
(متی باب ۲۳ ورس ۹ میں بھی ایسا ہی ہے اور دیکھو) اور پادری فنڈر صاحب نے مفتاح الاسرار
کے باب ۲ کی دوسری فصل میں اس مضمون کا بظاہر فی الجملہ اقرار کیا ہے اس طرح کہ ساری موجودات
خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان ہے جو عالم کی بنیاد میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرئی ہوئے ہیں
(دیکھا جاتے گئے ہیں) اور اسی فصل میں جو کلام صوفیانہ اونہوں نے نقل کئے ہیں اور بیان
کئے ہیں اوس سے بھی یہی بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز کی حقیقت یعنی علت فاعلی پیدا
کرنے والا) وہی حق تعالیٰ ہے کچھ حضرت مریم کے صاحبزادہ کی خصوصیت نہیں (۲) اوس
حقیقت میں تعدد شخصی کہاں ہے تو تثلیث کیونکر قایم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں
چنانچہ عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس
غیر مخلوق - باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا - اور اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث باعتبار
تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد شخصی کے سو بھی غلط ہے دو وجہ سے (۱) تعدد اعتباری تعدد
صفات اگر لیجئے تو صفات باری ان گنت ہیں تعدد ان گنت صفتوں کا نکلیگا نہ تین کا (۲)
تمام کتب نصاریٰ اس مضمون سے مالامال ہیں کہ بیٹا باپ سے متولد ہو اور دونوں سے روح القدس نکلا
چنانچہ نماز اور عقائد وغیرہ کی کتب ترجمہ ہو کر سنہ ۱۸۳۳ء میں کلکتہ میں چھپی اوس کے عقائد مقدس
اثناسیس میں لکھا ہے پسر فقط از پدر است و متولد است و روح القدس از پدر است و از
پسر است و منخرج است پس ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے اس پر
کہ اقانیم ثلاثہ میں تعدد و ترتیب ہے نہ جیسا کہ ذات و صفات میں ہے اور جب ایسا نہ ٹھہرا بلکہ ایک
دوسرے سے نکلنا ثابت ہوا تو تینوں کے مرتبہ کی باہم برابری باطل ہوئی اسلئے کہ بدیہی ہے

جو نکلا وہ موخر ہے اور جس سے نکلا وہ مقدم ہے رتبتاً ورتباً - بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر
کہہ کر دونوں کو مرتبہ میں مساوی جاننا اجتماع النقیضین کا قائل ہونا ہے اور جو مرتبہ صادریت
اور مصدریت کا ہے اسکی نسبت ہر چیز بیان ہے کچھ حضرت عیسیٰ کی خصوصیت نہیں سارا عالم اسی
ارادی کی شان کا ظہور ہے - ہاں بعض موجودات میں شان ارادی کا ظہور اقدم واقویٰ ہے جیسے یہی
بات ہے (سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شیون الٰہیہ خصوصاً شان علم کا ظہور
اسقدر قوی تر واقدم تھا کہ ساٹھ سے تین ہزار دن کی تعلیم میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کو
ایسے لبریز علوم سے آپ نے تیار کر کے چھوڑا ہے کہ جنکے نکات ختم ہو سکے اور نہ انکے تبحر سینہ بہ سینہ
کی تحقیقاتوں میں خبر ملنے میں نہ آسکے آپ ہی میں ایک ایک شان کا ظہور ایسا ہی تھا -
جیسے مثلاً نفس ناطقہ کو بدن انسان کے کہ جزو بدن ہو سارے بدن سے تعلق ہوتا ہے - مگر
جیسا کہ دل اور دماغ کے ساتھ ہوتا ہے ویسا پاؤں کے ساتھ نہیں ہوتا پاؤں کے ریزہ ریزہ
ہو جانے سے نسبت بیت سے باہر نہیں ہو جاتا اور دل و دماغ کے ریزہ ریزہ ہو جانے سے نسبت
نسبت نہیں رہتا (فنا ہو جاتا ہے) اسیطرح عقلاً جائز ہے کہ ادس ہوا کے ساتھ جو نقول آیا جو دور
نور ہے جسے اندنیا میں نکح کے وقت تجلی اور آدھمکے اول آیا ایسے خطاب پر تا ہے ...
نور کے ساتھ جو بھر نکل آتش وادی ایمن میں حضرت موسیٰ کو ایک درخت پر نظر آیا اور اسی
ابر کے ساتھ جو خیمہ مقدس موسوی پر گھر رہا تھا اور اسیطرح اول جسم کے ساتھ جو جسم سے کہ
شکم مبارک سے ظاہر ہوا اور (نور جسم نے تجلی کو پایا) جیسا کہ ... کے ساتھ جو حضرت آمنہ
کے بطن مبارک سے جلوہ گر ہوا جیسا خلاف عادت انوار بصری کے آفاق الہیہ ... روشن
پھر روشن کر دئے کہ شیشے ہو قلعے کو دکھلا دئیے) حضرت سید کل ... شانہ کی نسبت
ارادی کا تعلق ایسا قوی تر اور مقدم تر ہو کہ ویسا اور موجودات کے ساتھ نہ ہو تو یہ عقلاً محال
نہیں بلکہ نقلاً اس کو ماننا چاہئے بشہادت تصدیق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے (اور اس نسبت کو خدا اور ابن اللہ بنانے سے کیا نسبت بہت ... میں

موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل بنا لیے ہیں کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون

ناسخ و منسوخ کو سمجھا آپ سا کچھ نہ دیکھا طعن غیرہ نیر کیا		لوگ بدکات سے زنہ ہے جہل از حکم نا سے ہیں دھری تفارسٹ علیہ السلام

مسئلہ نسخ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ عناد پر مبنی ہے ورنہ مسئلہ صاف مطلع صاف احکام
کو نہیہ نظریہ تک نسخ بعض احکام علیہ شرعیہ کا ہو رہے ہیں بصر و بصیرت کے مفقود سے
وہ نہ سوچیں تو ہمارا کیا مقصود۔ پہلے نسخ کے معنی سمجھئے حسب ضرورت عباد و مناسبت زمانہ
مناسب ہدایات دیگر انبیاء و رسولوں کو اللہ سبحانہ بھیجتا ہے اس پر یہ وہم کہ پہلے نبی کی
شریعت کے کل یا بعض احکام میں جو بھول چوک ہو جاتی ہے اوس کی اصلاح دوسرے
نبی کی شریعت سے کرا دیجاتی ہے یہ وہم نادانی اور بدفہمی پر مبنی ہے نسخ کے معنی صرف تبدیل
حکم ہے۔ آگے مفتری کی افترا پردازی بہتان بندی بطور زیادتی کے ہے کہ پہلی تبدیل پہلی غلطی
کی اصلاح کی وجہ سے ہوئی ہوگی چند روز منضج پلانے والے طبیب کی نسبت بھی آپ نے کیا یہی رائے
قائم کی ہے کہ اوس نے منضج کا نسخہ دینے میں غلطی ہوئی تھی جس کی اصلاح بمکافات اوس نے مسہل
دینے سے کی۔ جب یہاں آپ نے ایسا نہیں سمجھا بلکہ اس تبدیل کو عین حکمت اپنے اپنے
وقت کے مناسب یقین کیا ہے تو خدا کے معاملہ میں آپ کو کونسی عناد نے مجبور کیا ہے کہ بلا وجہ
ایک مہمل خیال خلل کا وہم رکھنے والا پیدا کیا یہ نہیں مان لیتے کہ اوس نے بھی زمانہ کی
ضرورت اور اہل زمانہ کی طبیعت و مزاج قوت ضعف وغیرہ کا اندازہ کر کے اوس کے موافق مختلف
احکام جاری کئے ہیں یا آج یہ خیال آپ کیا وہ اسپر قادر نہیں کہ ابتداء عالم میں وہ کوئی ایسی
کتاب نازل فرما دیتا جس سے ہر زمانہ کی تغیرات کی رعایت ہوتی (یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا
حکم اوس سے لکھا جاری جو کچھ بھی ہوتا اوس میں یہ تصریح ہوتی کہ فلاں زمانہ تک اوس
زمانہ کے مناسب یہ حکم رہیگا اور اسکے بعد فلاں وقت تک بجائے اوس کے یہ)

بخلاف آپ لوگون کے کہ اوس حکم اور عہد ابدی کو ایسا منسوخ کیا کہ مٹا دیا) استفنا
ولتقریر سیدی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وکتاب الواعظ الشیخنا دامت برکاتہم الحضا
ولمتقطا) اعمال باب ۱۵ ورس ۲۴ از بسکہ ہمنے سنا کہ ہم میں سے بعضون نے جن کو ہمنے
حکم نہیں کیا جا کے تمھیں اپنی باتون سے گھبرا دیا اور تمھارے دلون کو یہ کہکے پریشان کیا
کہ ختنہ کراؤ اور شریعت پر چلو ۲۵ سو ہمنے ایک دل ہوکے بہتر جانا کہ اپنے عزیزون برنباس
اور پولس کے ساتھ ۲۶ جو کہ ایسے آدمی ہین کہ اونھون نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع
مسیح کے نام پر خطرے میں ڈالی بعض چنے ہوؤن کو تمھارے پاس بھیجین ۲۷ چنانچہ ہمنے
یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا اور وے یہ باتین زبانی بھی بیان کرینگے ۲۸ کیونکہ روح قدس اور ہمنے
بہتر جانا کہ اون ضروری باتوں کے سوا تمپر اور کچھ بوجھ نہ ڈالین ۲۹ کہ تم بتون کے چڑھاوون
اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو (الی قولہ) ۳۶ اور کئی روز کے
بعد پولس نے برنباس سے کہا آؤ ہر ایک شہر میں جہان ہمنے خدا کا کلام سنایا پھر جا کے
اپنے بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہین ۳۷ اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جسکا لقب مرقس ہے
اپنے ساتھ لیجائے ۳۹ تب اونمین ایسی تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور برنباس
مرقس کو لیکے جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا ۴۰ اور پولس نے سیلاس کو پسند کیا اور بھائیون سے
خدا کے فضل کی سپرد ہو کے روانہ ہوا انتہی ۲ حواریون کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی جو پولس
مقدس کی بحال جماعت کو عیسائیون کی حاصل ہے روح القدس کی مجالست اور مشاورت
سے عہد قدیم توریت شریعت کے احکام مقصد خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ و باب ۲۹ ورس
۹ و ۲۸ و باب ۳۰ ورس ۲۱ و احبار باب ۶ ورس ۲۲ و باب ۷ ورس ۳۴ و باب ۱۰
ورس ۸ و ۹ و باب ۱۶ ورس ۲۹ کو باطل اور منسوخ کر کے عیب دار ٹھہرا کر
یا ستثنائے بتون کے چڑھاوون اور لہو اور گلا گھونٹے جانور اور زنا کاری سب کو مٹا کر
بائبل کی نسبت سب دعوی کی منادی کرنے تعلیم دینے کے لئے ملکون میں پہیل پڑے ہیں

گو آپس میں ٹکرا کر ایک دوسرے سے جدا بھی ہو گیا مگر نفوس انسانی آزادی اور آسانی کے جیسے خواہشمند ہیں پوشیدہ نہیں اور ایسی آزادی پر جیسا بھی جہاں کہیں ہو تھوڑا ہے جس مذہب میں عملیات تو عملیات اعتقادیات یا الہامیات میں وہ کایا پلٹ ہو سکتی اپنا خاک کہیں دکھا رہی تھی تو مجموعہ مذہب کی صورت نرالی تماشا ہو رہا وہ اوس میں احکام عملیہ کے ناسخیت اور منسوخیت پر اعتراض ۔

خالق ارض وسما مانتے تھے	ماننا عیسیٰ کو تھا پرستش دم
ایک حادث کہتا تھا کلمہ انہیں	حق کا اور معبود مانتے تھا ہم
اور مقابل اُسکے تھے جو بادری	وہ نہ حادث مانتے تھے عیسیٰ کا دم
تین اب مانتے تینوں الٰہ	کا ہم تینوں کا جدا تینوں بہم

ابنیت اور الوہیت کا مسیح کی اور الوہیت روح القدس اور تثلیث کا ابطال اوپر ہو چکا کتب تواریخ معتبرہ سے اغاثۃ اللہفان میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں سے ادیان میں کچھ باقی نہیں جیسے ختنہ کرنا ناپاکی سے نہانا شنبہ کی تعظیم کرنا سؤر کو حرام جاننا توریت کی ہوئی چیزوں کو حرام جاننا اونھوں نے بعد میں سؤر کو حلال کر لیا شنبہ کو حلال جانا اُسکی جگہ یکشنبہ کر لیا ختنہ اور غسل جنابت کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کی طرف کو نماز پڑھا کرتے تھے نصاریٰ نے پورب کو پڑھی آپ نے کبھی صلیب کی تعظیم نہ کی تھی نصاریٰ نے اُسکی عبادت تک کی حضرت عیسیٰ نے کبھی اتنا سا روزہ نہ رکھا اونکا روزہ ایک مہینہ چاند کا تھا انہوں نے کچھ عدد بڑھا موسم بہار میں بدل لیا ہو گی حضرت عیسیٰ نے مجرد رہنا اختیار کیا ۔ اور فیلسوفوں اور بت پرستوں کی طرف جھکے اس طرح اکثر باتوں میں انکی موافق ہو گئے تاکہ یہود دلوں سے دلوں میں جگہ حاصل اونکا عقیدہ کا جبر اکثروں کا اتفاق اور انکی بادشاہ قسطنطین کے جمع کرنے سے ہوا ہے وہ جو عنقریب مذکور ہوتا ہے اور اس تبدیل کرنیکا سبب یہ تھا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوس کو کہ جب

جانے سے منع کیا اور پھر کہا اریوس قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی شکایت کرے
اور اوس کے سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا تو اپنے قول کا بیان کر
اوس نے کہا میں کہتا ہوں کہ باپ جب تھا تب بیٹا نہ تھا - پھر بیٹا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر
وہ نو پیدا (یعنی مخلوق) ہے پھر باپ نے اوس کو تمام سپرد کیا تو آسمانوں اور زمین اور اونکے
بیچ کی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہی ہوا جیسا کہ اوس نے اپنی انجیل میں فرمایا کہ بیٹے نے
کہا مجھکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اون دونوں کا پیدا کرنے والا ہوا اس
جہت سے کہ اوس کو یہ امر عطا ہوا پھر وہ کلمہ بعد کو مریم عذرا اور روح القدس سے ملکر ایک
ہو گیا مسیح بنگیا تو مسیح کے اب دو معنی ہیں ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونوں مخلوق ہیں تب کہنے
والے بطریق نے کہا کہ تیرے نزدیک فضائل ان دونوں میں سے ہم پر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہیں کیا اوسکی جواب اس کے اریوس نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہے جسنے ہمکو پیدا کیا - بطریق نے کہا تو بیٹے کی عبادت جسنے ہمکو پیدا کیا
اور وہ مخلوق ہے وہ بہتر باپ کی عبادت سے حالانکہ باپ مخلوق نہیں بلکہ باپ کی عبادت
جو خالق ہے کفر ہو گئی عابد سے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہو گئی - یہ قول بطریق
اور اوس کے ساتھیوں کا بادشاہ اور حاضرین کو پسند آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوس اور
اوس کے ہم مذہبوں کو لعنت کریں جو ذرہ باد بعد بادشاہ نے دو ہزار اڑتالیس پادری ایمان کی شرح
کرنے کو جمع کیے جو مختلف رایوں اور مختلف مذہبوں میں تھے اون میں سے ۳۱۸ ایک رائے
پر متفق ہو سکے اور اپنے مخالفوں پر غالب آئے - بادشاہ نے انگوٹھی تلوار - چھری و دیگر سلطنت
پر اونکو اختیار دیا - انہوں نے شریعت اور قربانی کی تکمیل اس قرار پر قرار پائی کہ ایمان لاتے ہیں
ہم اللہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے اور جو چیزیں ہم دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے اوس کا بنانے والا
ہے اور ایک اکیلے رب یسوع مسیح کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے پہلے سے پر جو تمام جہانوں سے
پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور مخلوق نہیں معبود برحق ہے معبود برحق سے اپنے باپ کے

جو بہے جسکے ہاتہ مین تمام جہان درست کیئے گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ
کی خاطر اور ہماری رہائی کے لئے آسمان سے اوترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل
مین رہا پہر مریم بتول سے پیدا ہوا اور دکہہ دیا گیا اور مارا گیا اور سولی (صلیب) دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے
دن اوٹھکر آسمان پر چڑہگیا اور اپنے باپ کے داہنی جانب بیٹھا اور دوسری دفعہ آنیکا مستعد
ہے کہ زندون اور مُردون مین فیصلہ کرے اور ایمان لاتے ہین روح القدس پر جو کہ اصلی ہے یعنی روح
پر جسکی محبت کی روح اوس کے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک جماعت پر حواریون کی جو مستحق
کے واسطے اور ایک جماعت عالمگیر پر اور اپنے مدفون کی قیامت پر اور دوسری زندگی
پر ابد الاباد تک پہر جب اریوس کا قول لوگون پر غالب ہوگیا تو مجمع اول سے اوٹہاون برس کے
بعد قسطنطنیہ مین بحکم بادشاہ ڈیڑہ سو پادری جمع ہوئے اریوس روح القدس کو مخلوق کہتا تہا
اور اسکندریہ کا بطریق خدا کی روح بتلا کر اوسکی مخلوق کہنے سے خدا کی زندگی کو مخلوق کہنا لازم
آتا بتلا کر یہ ثابت کرتا تہا کہ اوس کے مخلوق کہنے سے لازم آئیگا کہ خدا بھی زندہ نہین - اور اس مجمع
کے اکیاون برس بعد تیسرا مجمع نسطوریس کے سامنے ہوا اوسکا مذہب یہ تہا کہ مریم خدا کی والدہ
حقیقت مین نہین مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہی اور دوسرا وہ انسان جو مریم
سے موجود ہے اور یہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھ متحد ہے اور خدا کا
بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دو ناموں کے ایک ہونے کی وجہ سے ہے
(الی قولہ) جب اونکے پہلوں کا یہ حال ہو جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تہا اور جماعت
بھی اون کے پاس تہی تو اب پچہلون پر کیا گمان کرتے ہو - اور یہ اُمت دو بڑی خرابیون کی
مرتکب ہوئی جسنے کوئی عقل والا راضی نہین ہوگا - ایک تو مخلوق کے باب مین اتنا مبالغہ کرنا
کہ اوسکو شریک خالق ٹھہرا کر اوس کا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوس کے ساتہ ٹھہرانا دوسرے
خالق کو گھٹانا گالی دینا جہڑی باتونکی اوسکو تہمت لگانی کہ کہتے ہین کہ وہ عرش سے اوتر کر
ایک عورت کے حمل مین نو مہینے ٹھہرا پہر کچہ دودہ پیتا پیدا ہوا - اور یہودیوں کی مار اور صلیب سہنے

جان دی اون کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبرون کی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی
خطا کے باعث اوس وقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے قیدخانہ مین
مقید تھین اور یہ دستور رہتا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تھا تو ابلیس اوس کے گناہ کی عوض مین اسکو پکڑ کے
دوزخ مین مقید کرتا تھا جب اللہ نے اونکو چھڑانا چاہا تو ابلیس پر یہ حیلہ کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے
اتر مریم کے پیٹ مین گیا یعنی پیدا ہوکر آدمی بنکر اپنے اوپر یہودیون کا دردناک ذلت اوٹھانے کے
صلیب پر جانا کر مار ڈالا تب اوس نے اپنے پیغمبرون کو چھڑا لیا۔ اور اوسپر یہ بھی اپنا فتوی دیا
جو شخص اوس کے صلیب پر جانے کا منکر ہوا اور اس سے آدمیت کو برتر کہے [illegible]
وہ ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جاویگا۔ جب تک خدا کے سولی پانے کا اقرار نہ کرے گا
نہ چھوٹیگا ان باطل اقوال سے معلوم ہوتا ہے اور قدرت کو اسکا نہ خیال کیا کہ انبیا کو نہ چھڑا
اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض انبیا کو قید کرایا اور بدون فدیہ کے
شیطان سے نہ چھڑا سکا اور دوزخ مین شیطان کا تصرف اور اوس کا قیدخانہ ارادہ الٰہی بغیر
مانا اور اوسکی طرف وہ باتین منسوب کین کہ جو مخلوق مین سے بھی کسی عقلمند با اختیار کے شایان نہین
انتہی ملخصاً ناقل کہتا ہے کہ صفات الٰہیہ کی مصداق ذات الٰہیہ ہے تو صفات کے مفہومات
اعتباریہ مین ذات حق ہون تو صفات کے قدیم اور غیرمخلوق ہونے سے صفات موثرہ
کی قبول کرنے والی مخلوقات قدیم ہوجاوینگی پس روح یعنی امر حق کے قدیم قایم بذاتہ تعالے
ذات باری پر صادق آنے والی ہم لینے سے وہ روح ناسوت اور جسم مخلوق جسنے خالق واحد انواع
تجلیہ تکوین کی تاثیر کو قبول کیا ہے قدیم اور غیرمخلوق ہوجاوینگے اور اوسکی حیات خدا کی
حیات معاذ اللہ کیسے بچ سکیگی۔

متی باب ۴ ورس ۸ پھر شیطان اوسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی
ساری بادشاہتین اور اونکی شان وشوکت اوسے دکھائین ۹ - اور اوس سے کہا تو گر کے مجھے
سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دونگا - ۱۰ تب یسوع نے اوسے کہا اے شیطان دور ہو

کیونکہ لکھا ہے کہ تو خدا وند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر حسب اس انجیل کے
شیطان کا ایسا زور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو پہاڑ پر لے گیا تو اس سے لازم آیا عیسائیوں
کے اعتقاد پر کہ شیطان خدا اور بندہ دونوں کو پکڑ لیگیا اور خدا اور بندہ دونوں سے کہا کہ
مجھے سجدہ کرو اسلیے کہ عیسائی مسیح کی روح کو خدا اور جسم مسیح کو بندہ مانتے ہیں اور شیطان
روح جسم دونوں کے مجموعہ ہی کو پہاڑ پر لیگیا تھا - مجوسیوں کے خیال کی تائید اس سے کہی
جا سکتی ہے - اس سے ارواح انبیا کو ابلیس کے قید خانہ میں ابلیس کے پکڑ کر قید کر لینے
معتقد رہنے کو گرہ لینا آپ ہی آسان ہو گیا پھر ایسے زبردست سے ارواح انبیا کا چھڑانا موت کو
ذریعہ میں ہاتھ سے بغیر کیسے ہو سکتا قرآن کریم شیطان کا ایسا زور بندہ پر چلتا نہیں مثلا تا
اللہ سبحانہ کی روح میں وہ اپنا قید خانہ کیسے قایم کریگا - سورہ ابراہیم میں ہے وَقَالَ
الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ الآیہ ترجمہ اور کہا
شیطان جبکہ فیصل ہو چکیگا کام بیشک اللہ نے وعدہ دیا تھا تمکو وعدہ سچا اور میں نے وعدہ دیا
تمکو پس وعدہ خلافی کی میں نے تم سے اور میری تم پر حکومت نہ تھی مگر میں نے بلایا تمکو پس تم نے
مان لیا میرا (وسوسہ کے طور پر) کہا ہوا سو الزام نہ دو مجھکو (ملامت نہ کرو مجھکو) اور الزام دو (اور
ملامت کرو) اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو الآیہ فائدہ
شیطان کا زور نہیں انسان پر وہ مشورہ (یعنی وسوسہ) دیتا ہے بڑی بات مان لینی اپنا ہی گناہ ہے ۵۳۹

کچھ یہودی بولے بیٹا ہے عزیر	حق تعالے کا کیا شریک و ستم
نا دم اور آرام فرشتہ تا عرش پر	شان میں حق کی گرنا اف رے ستم

بعض فرق یہود کے عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تے نصاری کو ابنیت اور الوہیت کے اعتقاد کر لیے

مجبور کیا اور عرش پر آرام کرنیکا کفریہ عقیدہ یہود کا جو خرافات تحریفیہ توریت کے خلاف ہے
قرآن کریم نے اسکا بھی ابطال کردیا جیسا کہ گذرا۔ اور منجملہ عقائد کفریہ یہود کے یہ بھی کہ کہتے ہیں
کہ اللہ تعالے آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور طوفان پر اتنا رویا کہ آنکھہ دکھنی ہوگئی فرشتوں
نے اوسکی عیادت کی اور اوس نے اپنی اونگلیان دانتوں سے کاٹ کر خون بہا لیا (ترجمہ تاریخ
ص ۴۳۵ اگنی کو پیدا کر کے اگنی کے پرمیشور پر دو حملے کرنیں جیسے کہت اتھرون ملک پر مشہور
کا ہاتہوں سے دوبار رگڑ کے نکالکر جھٹکا کر اوس پر اوس کو فرض کرنا دہرم پستکون مین درج ہوا ہے
ہنود کے ایسے ہی یہود کے یہ اختراعی خیالات ہیں ادہر ادہر سے لیکر ملائے ہوئے پیدائش
نسخہ ۲۵، ۱۸ اب یہوداہ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے پچھتایا اور دلگیر ہوا نسخہ
عبرانیہ عربیہ ۱۸۶۵ء یون ہے فندم علے عملہ الانسان علی الارض
فتاسف بقلبہ داخلا نسخہ فارسیہ ۱۸۳۹ء سب ہم زبان ہیں نسخہ ۱۸۴۴ء

قرنتیون باب اول اول ورس ۲۹ خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء و ۱۸۲۶ء بھی ہم معنی اسی کے
یہ دعوان بعض فلاسفہ کی مسلک کا علم باری کے بارہ میں جو اونہوں نے ٹھہرا رکہا تہا آپ
حق اہل کتاب کے خیال کو بگاڑ چکا تہا وہ اللہ سبحانہ کے لئے علم جزئیات کا وجود اشیا سے
پہلے علم اشیا کا نہ مانتے تھے تو انجام نہ جاننے کی وجہ سے انجام بگڑ جانے پر پچھتانا لگیہ
ہوتا ترجمہ اور تفسیر کرنے مین ملاکر جو کتاب کے سر تھوپ دین تھوڑا ہے۔

داستان گرجہ کی سن لو بیتاں — لوگ ہوتے سب کو جیسا سیر ہم
پادری انجیل پڑھتے شور سے — خود بخود ہوتا او جانا پڑھنے دم
پادری کہتے کرشمہ دیکھ لو — باپ بیٹے روح روشنی بیٹے کے دم
حکم سے حاکم کے جب دیکھا گیا — جیب سے تا دیل نکلا تار ضم
روغنی لوبان کا تہا جیب ضماد — آگ تیلا تا تھا جیب پر سے ستم

کہتے تو آیا فلک سے ہو بہم	کرتی روشن شمع کو چنگاری آ

افاثہ میں مرقوم ہے ایک حیلہ اون عیسائیون کا یہ ہے جسکو وہ عید النور مین بیچ بیت المقدس کے جمع ہو کر
ایک گہر میں کرتے ہیں جس مین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اونکی عالم بلند آواز سے انجیل پڑھتے ہین دعائین
کرتے ہین یکایک گہر کی چھت مین سے ایک آگ کی چنگاری دوڑکر بتی پر گرتی ہے جس سے بتی
چپک کر جلنے لگتی ہے اوسوقت وہ یکبارگی چیخنے رونے چلانے لگتے ہین اور اوس روشنی کو آسمان
سے آئی ہوئی ظاہر کرتے ہین (اور اس سبب سے لوگون کو اپنا معتقد بناتے اور عیسائی بنانیکا
داؤ لگاتے ہین) طرطوسی کہتے ہین کہ پہر مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوس نے مجھسے
بیان کیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت باریک تار چھت کے بیچ سے قندیل کی بتی کے سر تک رکھتے ہین
جسپر لوبان کا تیل ملا ہوا ہوتا ہے اوپر کا شخص اس تار سے پر تہوڑی رال کی آگ ڈالدیتا ہے
وہ آگ لوبان کے تیل کے ساتھ آکر بتی کو لگ کر روشن کرتی ہے صفحہ ۱۹۱ و ۲۱۸ ملخصا

عید کے دن ایک گرجے کا صنم	دودہ چھاتی سے بہاتا روم میں
یہ علامت اوسکی ہے کامل اتم	کہتے حق نے کی ہے قربانی قبول
تھی نلی پیچھے سے تا صورت بہم	حکم سے حاکم کے جب دیکھا گیا
مال دہوکے سے جو تا تھا بہم	ماردی گردن فریبی کی وہین

روم کی ولایت میں متوکل کے عہد میں ایک گرجا تہا جب صفحہ ۲ اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت
کو آتے اور اوس میں ایک بت یا صورت تہا اوس بت کے پاس جمع ہوکر دیکھتے کہ اوس روز اوس بت
کی چھاتی سے دودہ نکلتا ہے اوس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے
اوسکی تحقیقات کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچھے
اوس بت کی چھاتی تک کرکے اوس مین رانگ کی نلی رکھکر اینٹون سے اوس کو درست کر دیا تہا
تاکہ حسب حال (اوس عیالا کی اور فریب کا) مخفی رہے اور لوگ جانیں کہ یہ علامت اون کی قربانی
کے قبول ہونے کی خداے کی طرف سے ہے۔ جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کہلی

تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤن کی مورتون کے مٹانیکا حکم دیا (ترجمہ اغاثہ ملخصاً)
ہر زمانہ فسادمین بیدین لوگ دین کے پردہ مین ایسی ہی دہوکے دہڑیان کرتے رہے ہین اگرچہ
میران کی زنجیر کسی اسلامی عید اور قربت کے بہانہ پر مبنی نہین تاہم بڑی ہوکے بازی ہی جو دنیا کہسوٹنے
کے لئے مجاور روبان کرتے ہین۔ سہند وہرم عورتین اور اونکی ہجنال تام کی مسلمان عورتین اوس زنجیر چہونے
امرو ہہ جاتی ہین۔ وہان کے مجاور جب تک اپنی دچھنا پوری نہین کرلیتے تب تک زنجیر نہین چہولنے
بہت پرسے زنجیر اوپر کو کہینچ لیتے ہین ہر چند اون بیچاری عورتون کو اوپر کو اوٹہایا جاتا ہے مگر
زنجیر تک ہاتھ نہین پہنچتا۔ جہان پہر دچھنا پوری کی فوراً زنجیر ہاتھ آجاتی ہے جیسے تفصیل عافیت
پاشنا افریقہ مین ایک عالم مالکی کا حافظ ابو شامہ سے نقل کرنا امام نووی کا کہ خوابہا مین دیکھکر بعض
فتنہ کے مبتلا کسی بزرگ کے نام کا چبوترہ بنا اوسپر چراغ روشن کرتے ہین اور نہایت قبیح
بدعتین وہان کرتے ہین اسکو اغاثہ مین دیکھو۔

عید تھی مصری نصاریٰ کرتے تھے	تھا وہ مشہور اسکندریہ مین صنم
اوسکو ایک بطریق نے ترک داد یا	عید میکائیل اوسکی بہم
نام پر میکال کے ستر باثیاں	دہوم سے ہونے لگیں وسجا ہم
مصر و اسکندریہ گرداگرد مین	جب بیت سے تھے کردے ہتھوڑی رقم

اوسی اغاثہ مین ہے اور شیطان کی بازی سے اون بین عیدین ہین کہ سب کی سب جعلی اور اونکی
مجتہدون سے نئی ایجاد کی ہوئی ہین ایک اون مین سے عید میکائیل ہے اوسکا سبب یہ ہوا کہ اسکندریہ
مین ایک بت تھا سب مصر و اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے۔ ایک بطریق نے
اوس کو توڑنا چاہا لوگون نے نہ مانا اوس نے تب یہ بہانہ کیا کہ یہ بت ایسا ہے جس سے نہ
نفع کی توقع اور نہ اوس سے ضرر رسانی کا خوف اگر تم یہ عید اور قربانیاں میکائیل خدا کے
فرشتہ کے واسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کرے لوگون نے اوس کی بات کو اور اپنے
بت توڑنے کو مان لیا۔ غرضکہ اوسنے ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف پہیر دیا انتہی ملخصاً

نفس سرکش شرعی عیدوں سے جو مشتمل ہیں دینی بھائیوں کے اجتماع مسرت خیز اور
بدنی اور مالی عبادت کی ادائیگی پر لئے سیر نہیں ہوتے بدون دھوم دھڑکے اور ہوا پرستی کے
اون کا نفس امارہ نہیں مانتا نصاریٰ میں ایسی عیدیں بہت ہیں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم خبر دے چکے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کی سی برائیوں اور
بدعتوں میں مبتلا ہوجاویں گے اگر اون میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو ان میں سے بھی
کوئی نہ کوئی ایسا ضرور کریگا چونکہ خبر نبوی کا صدق ضروری ہے اس مضمون کی حدیث
مشکوٰۃ سے گذر چکی - لہذا اس امت میں بھی جو اختراعی عیدیں بیجا یادگاریں برپا ہو گئی ہیں
اہل بصیرت اور واقف کاروں پر پوشیدہ نہیں سنبھل وغیرہ کے میلے بیتر کی عیدیں کیا کچھ
ہوتے ہیں اور فقیر ستر کے نشانیاں جیسے قبر پر نیاں چڑہاوے وہیلی ہیلی پھیری آسیب
پریے جلوے بانڈے نیز ہینے کے بہت جگہ فتنہ برپا کر رہے ہیں - ہرچند علما منع کرتے ہیں مگر
کچھ لوگ باز نہیں آتے - مجاوروں کو آمدنی کا لوبھ اندہا کر رہا ہے بعضے کچھہ ملا مرعوب ہوکر
اس میں دخل نہیں دیتے اور بعضے حب مال فوق خوف ہے کا پڑگیا ہے اس میں پھیر پھار کر دیتے ہیں
رمضان پولس وغیرہ نے جنکے ہاتھ میں عیسوی دین کی باگ تھی اونہوں نے سور تک حلال
کردیا مگر بتوں کے چڑہاوؤں کو حرام ہی رکھا - افسوس ہے اونپر جنہوں نے قبروں کو بت
بنالیا اور اون کا چڑہاوا شیر مادر مان لیا - بیشمار شکر ہے اللہ سبحانہ کا کہ اوس نے
دین اسلام کی حفاظت کے وہ سامان مہیا کیے کہ آئین میں غیروں کے ملنے اور ملاوٹ
ہونے کا موقع نہ رکھا -

سنہ کی باگیں اوتھیں اور تھی	تھے شوالہ میں ادھر کالی صنم
مابدل ہم سچ پوچھتے او سکو ہنوز	شہ ہوئے حیران جب دیکھا صنم
دور میں توحید کے تو ہی مدار	دیکھا تو ترچھا ہوا وہ بجہ وہ صنم
دوسری دیوار ٹوٹی گرپڑی	لوہے کی مورت کھٹکلیا دہم دہم

اوس کو ملاحظہ فرمائیے پھر مجموعہ فتاوے مین مولینا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے دیکھیے وہابیت کا الزام لگائے جانے کے ہوے نے ایسی کھلی ہوئی شرکیات کے رد مین بھی اون ملانون کو زبان کھولنے سے مرعوب کر رکھا ہے

لوہے کی زنجیر ہے میران کی کیا — ڈنالی سوہن کی سی تہی جسپہ ہم
ہائے وہ زنجیر چہوے نے عورتیں — پہنچیں امروہہ حیا پر کر ستم
اون کی جو گت ہوتی ہے لب کر خموش — اونکو رد کین شرم ہے جن کو ہم
ہے شرافت ہی حیا کی پاسبان — سب ہی شرفا مین نہین یہ رسم

شرفا - اسلام کی حیا ہی قطع نظر ممانعت شرعی کے اس بیحیائی کو گوارا نہین کر سکتی کہ اپنی عورتو کو بہوت پوجا خیال والی بنا کے فریب خانہ بھیجا جائے جہان کے مکار بدکار مجاور عورت کی بغلین پکڑا اوپر کو اوٹھائین تاکہ وہ میران کی زنجیر چہو کر مراد پائے ہو - مجاور بدطینتون کا یہ فعل بے حیائی کا موجب ہے - اوسپر اسکی قباحت پوشیدہ نہین جسکی کہوپڑی مین تہوڑی ہی عقل ہے بھی جگہ پائی ہے - تیرتھوں کی آفتون کا نظارہ مشہود ہر ہم عورتو کی دیکھا دیکھی نام کے مسلمانون میں جگہ پانا قابل نفرین ہے -

بارہی سے شیطان کا ہر ایک قوم — جسطرح پہنستی ہے پہانسے اس ہی دم
بت پرستی پہ جھکائی ایک قوم — قبر کی تعظیم کا دے دے کے دم
جنکی قبرین تہیں انھین کی مورتیں — سب پہ قبہ کے اندر کیں ہم
دیکھو مسلم اور بخاری این حدیث — جسکی راوی ام سلمہ محترم
کرتی ہین حبشہ کے گرجے کا بیان — آپ سے دیکھے ہوے آسکے صنم
کہتے ہیں اس گرجہ کو تھے سب یہ — مورتیں اوسکی تہا مین یک قلم
سنکر فرمایا رسول اللہ نے — مرتا ہے اس قوم میں جب نیک دم
شخص جب مسجد کرلے اوسکی بنا — مورتیں اوسمین رکہیں اونکی نام

ہیں یہ بدتر خلق کے نزد خدا	ہو گئی یہانتک روایت مختتم
اُسپہ لعنت کرتے ہیں خیر الوریٰ	جو کرے قبروں کو مسجد گر ستم
اور قبروں پر جلاوے جو چراغ	اُسپہ لعنت کرتے ہیں شاہ امم
دیکھ لو چاروں سنن میں یہ حدیث	اور امام احمد سے بھی مروی ہم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَأَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ مَا رَأَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ **ترجمہ** حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک گرجا کا ذکر کیا جسکو اونھوں نے حبش میں دیکھا تھا اور اوس کا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اوس میں مورتیں دیکھی تھیں اون کا ذکر کیا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وہ لوگ ہیں جب اون میں کوئی نیک بندہ یا نیک مرد مر جاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہیں اور اوس میں اون کی مورتیں بناتے ہیں یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہیں روایت کیا اس حدیث کو بخاری ومسلم نے) روی الامام احمد باسنادٍ جیدٍ عن عبد اللّٰہ بن مسعود اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ وَالَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رواہ الامام احمد واہل السنن **ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اون کو قیامت آوے گی اور وہ

زندہ ہوں گے اور وہ لوگ کہ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں - اور زید بن ثابت سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالے لعنت کرے قبرونکی
زیارت کرنے والی عورتوں پر اور اون لوگوں پر جو قبروں کو مسجد بناویں (سجدہ گاہ ٹھیراویں)
اور اونپر چراغ دہریں روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ
سنن والوں نے صلعم صحابہ کرام کی احتیاط اس باب میں سنۃ اللہ الذین اس حد
پہونچی ہوئی تھی کہ ایک قبر بے نشان پر بے خبری سے ایک صحابی نے نماز پڑھنی شروع کردی
تو دوسرے صحابی نے جن کو وہاں قبر ہونا معلوم تھا بطریق تنبیہ ذکر آگاہ کیا کہ قبر ہے قبر ہے
قبر پر نماز پڑھنے کی ممانعت صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم میں ایک مشہوری ہوئی بات تھی -
مقبرہ میں نماز پڑھنے سے جسکے درمیان میں اکثر قبر ہیں مطلقاً منع فرمانا اور طلوع و غروب کے وقت
وقت اور ٹھیک دوپہر میں نماز پڑھنے سے منع فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انسداد
شرک کے ذریعے بند کرنے کے واسطے وقوع میں آیا ہے کہ نمازیوں کا وہ قصد جو اہل کتاب کا
متبرک انبیاء میں سجدہ کرنے سے تہا اور جو اوقات ثلثہ میں سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے
انی کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الحدیث میں جو یہی فرمایا ہے
زیارت قبور کی اجازت جب دی ہے جب لوگ اسلام میں پختہ ہو گئے ہیں تب زیارت قبور
کو بسبب بے رغبتی دنیا اور یادگاری آخرت کے گرداننے پر اجازت دی ہے اور اہل قبور پر
سلام کرنا اونکے لئے مغفرت کی دعا تعلیم فرمایا ہے - اغاثہ مترجم میں ہے - غرضکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کے پاس
نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہ کہ آپ نے اوس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجدیں
کرے اور علما کے اکثر گروہوں نے بوجہ پیروی حدیث صحیح و صریح کے قبور پر مسجدیں بنانی
ممانعت میں کردیا ہے اور امام احمد اور امام شافعی اور امام مالک نے اسکو حرام کہا ہے
اور کچھ اونکے [illegible] نے مکروہ کہا ہے - مگر لائق مناسب ہے کہ اوس سے مکروہ تحریمی مراد لیا جاوے

تاکہ اون لوگون کے ساتھ جن کی ضد ہو ورنہ آپ پر بدگمانی ہوگا کہ جس کام کے کرنے والے پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کرنا اور اوس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہو چکا ہے اوس کو یہ لوگ
جائز رکھتے ہین ناقل کہتا ہے یہ اشارہ ہے ہمارے بعض آئمہ کی طرف مگر اصول حنفیہ کو دیکھیے
ایسے موقع کے اطلاق کراہت سے کراہت تحریمی ہی مراد ہوتی ہے - اور یہی روایات مختلفہ مین
تطبیق کے لیے موقع مین آیا ہے - خانہ کعبہ کی میزاب وغیرہ کے نزدیک جو قبر کا ہونا پایۂ ثبوت
کو پہنچا ہے حالانکہ وہان زمان ثبوت سے ایک جماعت نماز پڑھی جاتی ہے وجہ اوسکی سوا
اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ قبر مندرس اور بے نشان ہو گئی ذہنون تک سے وہان قبر کے ہونے کا
خیال نکل گیا تو گویا وہان قبر ہی نہین جو سداً للذرایع وہان سجدہ عبادت الٰہیہ سے منع کی نظر
شارع مین ضرورت ہو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیفات کے مقابل سید علی بن
عبد الکافی امام سبکی شافعی کی تصنیفات دیکھا کیجیو تاکہ افراط و تفریط کی دلدل مین پھنسنے
سے بچنے کا گر ہاتھ آجاے اور مقابر متبرکہ اولیا امت کی حرمت ملحوظ ہو جاتی ہے اور اونکو جمعی گاہ
بنانے سے بھی دل کھٹرا جاتا ہے -

صحیح مسلم شریف مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مین نے پانچ روز پہلے آپ کی وفات شریف
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کی طرف سے اس سے کہ تم مین سے کوئی خلیل
ہو اور مین خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبرون کو مسجدین
ٹھہرا لیتے تھے خبردار تم قبرون کو مسجدین نہ ٹھہرائیو کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت
عائشہ صدیقہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض مین تھے
تو اپنے چہرۂ مبارک پر اپنی چادر ڈالنے لگے - پس جب گھبراتے تو اوس کو اوتار دیا اور اوسی حال مین
فرمایا لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاریٰ پر کہ اُنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنا لیا اور
اس سے آپ کو اونکے فعل سے ڈرانا منظور تھا - روایت کیا اسی حدیث کو بخاری و مسلم نے اور
بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالے یہود اور نصاریٰ کو مار ڈالے کہ اونہوں نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا الحدیث بہرحال قبرون کو سجدہ گاہ بنانے سے آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل کتاب مین سے جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اوس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا جس سے کہ اوٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالے یہود و نصاریٰ کو کہ اونہوں نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد نہ فرماتے تو آپ کی قبر شریف بھی کھلی رہتی۔ مگر اس کا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ہو جاوے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول مین خشی بصیغہ مجہول علت ہے قبر (مبارک نبوی) کے کھلا نہ رہنے کی جب نبیونکی قبرون کو عبادت الہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے پر یہود و نصاریٰ کو لعنت کرکے اپنی امت کو اس فعل سے ڈرایا تو اب غیرت ایمان بزرگونکی متبرک قبرونکو عبادت الہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے کو ہرگز گوارا نہ کریگی چہ جائیکہ اونہین بتونکو سجدہ کرکے بت پرست بننا گوارا کرے۔

ایسے گرجے بہت ہین ملکون کے بیچ جل گئے اخبار مین اظہار تھا	حال مین اٹلی کے گرجے کے صنم ہمکو بھی افسوس ہے اے محترم

اٹلی کے مریم گرجہ کی مورتیں جلنے کی پوری کیفیت المشیر مرادآباد وغیرہ مین ولایتی اخبارات سے منقول دیکھکر بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ انسانی غلطی تجھپر افسوس اگر اون مقدسون کی تصویرین نہ بنائی جاتین تو ہمارے کان کاہے کو یہ سنتے کہ فلان مقدس اور مقدسہ کی تصویرین فلان گرجہ مین یون جلین ستربان جاتے اسلامی احکام کی دوراندیشی پر مبنی ہونے کے بزرگونکی تمام بردہا آئینکا اونکی مورتون کے ذریعہ سے قبح نہ کیا۔ دفن میت مین نوتا جاری ہے بہلا مورتونکے جلانے پر کونسے شرعی و عقلی تقاضے نے مجبور کیا ہے۔

زلزلے غضب وغیرہ کے بیان	ہیں حدیثوں مین چلے آتے رقم

روزانہ کرزن گزٹ اخبار دہلی مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۷ کا اقتباس یہ ہے

اٹلی کے زلزلے سے بربادی کی مفصل کیفیت شہر گورستان کی صورت میں ولایت کی تازہ ڈاک سے اطالیہ (اٹلی) کے شہروں کی بربادی کے مفصل حالات معلوم ہوتے ہیں جنکو دیکھکر خداوند قہار کے قہر سے دل کانپ جاتا ہے - یہ زلزلہ نہ صرف موقع عبرت بلکہ انسانی نسلوں کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ خدا کے غضب سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنی مادی برتری کے زعم میں ہرگز اپنے خالق سے غافل نہوں روما سے اسٹریلیا کے اخباروں کو جو تار برقیاں بھیجی گئی ہیں ان میں انسانی خون اور بربادی کے سوا اور کچھ مذکور نہیں ایوازنو کے آٹھ ہزار باشندوں میں سے صرف سو بچے ہیں سو وہ بھی مخبوط الحواس ہیں آوازنو کا شہر بالکل دب گیا تیس ہزار آدمی ابروزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے سلتو میں سولہ سو میگیا نو میں تیرہ ہزار سبینیا میں چار ہزار ساٹھ سو میں تین ہزار لاپی میں آٹھ سو اور اسی طرح اور جگہ بہت سے آدمی زلزلے سے ہلاک ہوئے ہیں - چند سال ہوئے زلزلے سے جو مسینیا کی کیفیت ہوئی تھی وہی ایوازنو کی بھی ہوئی انتہی ملخصاً مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے باب الملاحم کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں سے بروایت ابی ہریرہ یہ ہے و یکثر الزلازل و یتقارب الزمان و یظہر الفتن و یکثر الہرج و ھو القتل الحدیث صفحہ ۴۶۲ **ترجمہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں کے سلسلہ بیان میں فرماتے ہیں) کثرت سے واقع ہونگے زلزلے اور قریب آجائیگا زمانہ (یعنی امام مہدی علیہ السلام کا) اور کثرت سے واقع ہوگی خونریزی الحدیث زلزلوں کے بارہ میں حدیثیں بہت آئی ہیں جن میں زلزلوں کے وقت ... کی سمت کا بھی ذکر ہے -

سن چکے تم سب خدا کے خواص ‌‌ دیکھا مخلوق کو سب درہم برہم
جنسے کچھ فسادیوں نے نئی نیا ‌‌ تاکریں تثلیث کا عقد وہم
دیکھو لکر دکھلا دیتے اسلام نے ‌‌ اسکے اندر جسقدر تھے تم ستم
کھا یہ فرمایا رسول پاک نے ‌‌ اُمتی سب بعضے کریں وہ بھی کرم

جو کہ گذرے یہ اہل کتاب
ہو گئے ہو ماسے ان میں سے کوئی

یہاں تک ان میں سے گر کوئی ہم
یہ بھی کر گذریگا الغ رشتم

شعر کی تین بیتوں کے متعلق جو بیان مناسب تہا قدرے تفصیل سے اوپر ہو چکا لہذا یہاں حاجت اعادہ کی نہین مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الایمان کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل ثانی مین ہے صٓ۳۰ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایۃ احمد وابی داؤد عن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک الاہواء کما تتجاری الکلب بصاحبہ لایبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ اور مرقاۃ مین ملا علی قاری ارقام فرماتے ہین قولہ وہی الجماعۃ ای اہل الفقہ والعلم الذین اجتمعوا علی اتباع آثارہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبتدعوا بالتحریف والتغییر انتہی **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ ایکدن مانہ آئیگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر مطابق ایک جوتی کے ساتھ دوسری جوتی کے یہانتک کہ اگر ہوا ہوگا اونمین کوئی ایسا شخص کہ جسنے علانیہ بدکاری کی ہوگی اپنی ماسے (تو) ہوویگا میری امت مین (بھی) ایسا شخص کہ کر گذریگا اس بدکاری کو اور بیشک بنی اسرائیل متفرق ہوگئے تھے بہتر فرقون پر اور متفرق ہوجائیگی میری امت تہتر فرقون پر سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ مین عرض کیا صحابہ کرام نے کون ہے وہ فرقہ اور ملت فرمایا وہ ملت وہ ہے

جسپر مین ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور امام احمد اور ابوداؤد کی روایۃ بن معاویہ سے یون آیا ہے کہ بہتر آگ میں اور ایک جنت مین اور وہ ایک فرقہ جماعت ہے اور تحقیق شان یہ ہے عنقریب نکلینگی چند قومین میری امت مین داخل ہونگی اور سرایت کر جاینگی اون مین یہ بدعتین جیسے کہ بورا لے کتے کے کاٹنے کا بیماری سرایت کر جاتا ہے بورا لے کتے کے کاٹے ہوتے مین نہین رہتی اوس بیماری سے کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ مگر کہ داخل ہوجاتا ہے وہ اوس مین ترجمہ حدیث کا تمام ہوا اقول آپکا ارشاد (وہ ایک فرقہ) جماعت ہے یعنی وہ وہ اہل فقہ و علم ہیں جو متفق ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون (اور بہتا ودن) کے پیروی کرنے پر چھوٹے بڑے امر میں اور نہ زیادہ کیا انہون نے بدعتین (چہر چھوٹے بڑے امر میں) ساتھ تحریف اور تغییر کے - ترجمہ عبارت مرقات کا تمام ہوا - ایسے لوگ اس زمانہ مین بھی کہ جو بڑی بدعت کے حامی بن رہے ہین اور انکا نصوص کی تغییر میں تحریف سے کام لینے اور مطلق کو مقید کرنے اور جسمین تخصیص کسی دلیل سے نہو تی ہو اوسمیں اپنی طرف سے تخصیص کرنے اور باب عبادات خصوصاً بدعتہ مین توقیف کی حد توڑنے مین جو اونکا غدر برپا ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہین - قبر پر اذان دینا جو پہلے نکلتے ہی مسدود ہوگیا تھا اب پھر زندہ ہوگیا اور یہی کیا بیشمار بدعتیں ہیں جنکا مجموعہ ما انا علیہ و اصحابی کی معیار پر کھوٹا پہ کہا گیا ہے - خیر یہ تو عملیات مین تھا - عقائد مین اس غدر کا یہ حال ہے ہمارے مین عقائد کہ جو دیدہ تھا نہ شنیدہ تھا ملاحظہ فرمائے الامن و العلی میں مرقوم ہے سبحان اللہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام جو فرما رہے ہین کہ مین خلق کرتا ہون شفا دیتا ہون مردے جلاتا ہون غیب حراموں کو حلال کئے دیتا ہون ان ارشادون کی نسبت کیا حکم ہوگا صفحہ ۱۴۱ ہمارے مہربان ناحق مسلمانون پر اس سوال کی جوابدہی کا بار رکھتے ہیں آپ تو خود ہی اسکو یون مستحکم کر چکے ہیں اوسی الامن میں تنزلا یہی ہی کہا جا لامرین سے خالی نہین نسبت حقیقی عطائی ہے یا اتنا کہ حضور سبب و واسطہ و وسیلہ فرع ملا ہین لہذا نسبت مجازی صفحہ ۱۴

چونکہ بموجب تصریحات مذکور بالا ہندو دہرم کی اسپرٹ کہ اس عالم کو اکاش اور پران سے
بنا ہوا اور اکاش اور پران کو پرمیشور میں سے بلا اختیار نکلا ہوا مانتے ہیں یعنی حق سبحانہ کا
جز مانتے ہیں تو کل کا ایک جز دوسرے جزئی عطا دیا کرتا نہیں ہو سکتا اور ان دونوں امور
اوپر بھی درجہ ہو جسکو دل ہی دل میں رکھا اور اس ترقی کی کیفیتیں لب کشائی نہ فرمائی
ورنہ نسبت ذاتی حقیقی مناسب مقام کہدیتے جیز تنزلی دونوں منزلوں کا مطلب جو خواہ مخواہ
پوشیدہ رکھا ہے اول اسکا اظہار کیا یہ نسبت حقیقی عطائی نہ تو خلق کرنے شفا دینے مردہ
جلانے وغیرہ کی قدرت کا ملہ لنا عیسیٰ علیہ السلام نا ہم آیا پس جو کچہ انہوں نے پیدا کیا
جلا دیا وغیرہ سب انہیں کی مخلوق ہوئی تو یہی اسلئے معبود رہے اور خدا کی مخلوق ہونے
خدا کے بندہ ہونے سے نکل گئے وَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ
دُوْنِ اللّٰہِ کا الزام جو اعتقاد مذکور پر نصاریٰ کو دیا گیا تھا وان عبدت طرازکے گلے کا ہار
سر کا بار ہوا۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے
یہ کہا تھا کہ مجکو اور میری ماکو دو معبود ٹھیرا لو سوا اللہ کے ترجمہ تمام ہوا تفسیر کبیر کی عبارت
بار ہا نقل ہو چکی کہ اس اعتقاد کا نصاریٰ میں کوئی نہیں کہ اون دو کی خدائی کے اقرار کے
ساتھ خدا کی الوہیت اور خدائی کی نفی کرتا ہو۔ جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ معجزات کو
حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے جب اونکی مخلوق مانا نصاریٰ نے یعنی تصویر کرنا
کی اونکا پیدا کیا ہوا مانا مردے جلانے وغیرہ کو تو یہ مخلوق خدا کی مخلوق ہونے سے نکل گئی
اور مخلوق مسیحی ٹھیری اور جو جسکی مخلوق وہی اوسکا معبود۔ پس جب یہ خدا کی مخلوق نہیں
تو خدا اونکا معبود بھی نہیں۔ بایں استلزام عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے معجزات و کرامات
کو اونکی ایجاد اور مخلوق ماننے والونکو الزام مذکور دیا گیا ہے۔ پس مولف الامن نسبت
حقیقی عطائی مانکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف خلق کرنے مردے جلانے وغیرہ میں
خدا کی مخلوق نہ ماننے والے ان معجزات کے ٹھہرتے ہیں تو یا ان معجزات کا معبود بھی اللہ

سبحانہ کو نہیں مانا اور ان دو امر و منیں سے امر اول ہم ایراد مذکور کو سمجھنے اس لئے مقصود کیا کہ آپ اثامن کے صفحہ ۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ حضور کو دافع البلا کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے (تا سطر ۳) اگر یہ تصریح نہوتی تو حسن ظن کسی تاویل قریب یا تاویل بعید سے نسبت مجازی پر ثال کر بچا لیتا موقع تہا مگر صفحہ ۱۰۲ کی یہ عبارت پھر ہرگز نہیں بچاتی

احکام الہیہ دو قسم ہیں تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضاے حاجت و دفع مصیبت و عطاے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہ عالم کے بند و بست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالے ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ کیا اونکے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اونکے واسطے دین میں وہ راہیں نکالدی ہیں جنکا خدا نے حکم نہیں دیا اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالے فالمدبرات امرا خدا قسم ہے اون مقبول بندوں کی جو کار و بار عالم کی تدبیر کرتے ہیں

سطر ۸ تا آخر صفحہ دونوں حکموں کی ایک ہی حالت بروجہ مذکور مسلمانونکا سچا دین بتلانا اون کو ہندو دھرم اور مجوسی آئین سکہانا ہے آیت اور حدیث سے بشہادت مفسرین آتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا فعل تکوین یعنی ہو جا فرما کر بلا محنت مشقت کمانے ناموجود کو موجود کر لینا مارنا جلانا تا تدبیر یہ سب حسب تصریح صمد انو نہیں ہیں اور یہی تکوین کی ان سکا مخلوق کو حاصل ہونا یہ الوہیت اور خدائی کے خواص ہیں انکی سمائی تو الوہیت اور خدائی در کنار عبودیت کے ظرف میں اسکی سمائی نہیں تو اس میں عطائی ہو گیت سمانا الوہیت اور خدائی اوکو دلانا ہے تخلیق اجسام اور تدبیر عالم کے خواص الوہیت سے ہونیمیں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں پس اس اختصاص کو ماننا منجملہ ضروریات دین کے ہے۔ معتزلہ جو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق اپنے آپ کو کہتے ہیں تو بھی تکوین نہیں کہتے

یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے افعال اختیاریہ ہمارے کن کہدینے سے بے محنت مشقت کمائی کے ناموجود سے موجود ہوجاتے ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ ہمارے افعال اختیاریا قہر ہماری کمائی کا ہین تکوین الہی کے تحت وہ نہین آتے آیات نمل کی تفسیر امام علامہ علاؤ الدین بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی خازن کی لباب التاویل فی معانی التنزیل میں یون ہے ولہذا السبب ذکر انواعا تدل علی وحدانیتہ وکمال قدرتہ فالنوع الاول قولہ تعالی (امن خلق السموات والارض (الی قولہ تعالی) ماکان لکم ان تنبتوا شجرها) یعنی ما ینبغی لکم لانکم لاتقدرون علی ذلک لان الانسان قد یقول انا المنبت للشجرۃ بان اغرسہا واسقیہا الماء فازال ہذہ الشبہۃ بقولہ ماکان لکم ان تنبتوا شجرها لان انبات الحدائق المختلفۃ الاصناف والطعوم والروائح المختلفۃ والزہر تسقی بماء واحد لایقدر علیہ الا اللہ ولا یتاتی لاحد وان تاتی ذلک لغیرہ محال (ءالہ مع اللہ) یعنی ہل معہ معبود اعانہ علی صنعہ (بل) یعنی لیس معہ الہ (بل ہم قوم یعدلون) یشرکون الخ **ترجمہ** اوراسی سبب کے ذکر فرمائین ایسی چند قسمین (تکوین کی) جو دلالت کرین اوس تعالی شانہ کی وحدانیت اور کمال قدرت پر (یعنی مثل تکوین کا کارخانہ چلانے بے محنت مشقت کمائی کن یعنی ہوجا فرماکر ناموجود کو موجود کرلینے مین اللہ سبحانہ اکیلا ہے اور یہ کمال قدرت کا اثر ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے) تو پہلی قسم کے بیان مین یہ قول ہے اللہ تعالے کا بھلا کسنے بنائے آسمان اور زمین (الی قول باری تک) تمہارا کام نہ تہا کہ اگاتے اون باغون کے درخت مراد الہی یہ ہے کہ یہ کام تمہارے لائق نہین (یعنی تمسے بن آنیکی چیز نہین) اسلئے تم اسپر قدرت نہیں پاسکتے اسلئے کہ انسان کبھی اپنے آپ کو اگانیوالا درخت کا درخت لگانے درخت کو پانی دینے کی وجہ سے کہنے لگتا ہے تو دفع کیا اوس کے اس شبہ کو اپنے قول ماکان

تُکْمُرات تَنبتوُا شَجَرَهَا ۔ اسلئے کہ مختلف قسم کے باغون مختلف مزون اور بوؤن
والے اور طرح طرح کی کھیتیان اگانا ساتھ ایک ہی طرح کے پانی کے اللہ سبحانہ
وتعالیٰ شانہ کے سوا یہ کسیکو بس کی بات نہین اور نہ حاصل ہوسکتا ہے واسطے کسی
مخلوق کے اور بیشک حاصل ہونا اس (امر تکوین) کا واسطے غیر اللہ کے محال ہے
اور غیر اللہ کے لئے اسکا حاصل ہونا محال کیون نہو؟ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی بھی معبود
ہوسکتا ہے کہ مدد کرے اللہ کی اللہ کے کرنے کے کامون مین (بلکہ) نہین ہے
ساتھ اوسکے کوئی معبود اور نہ کوئی شریک بلکہ وہ قوم عدول کرنے والی حق سے مشرک
ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا مسلمانون کا سچا دین بیشمار نصوص سے ثابت تھا تو یہ
امور تکوین قدرت کاملہ الہیہ کا اثر ہین اور عطائی قدرت کے بس کی چیز نہین اور
تکوین چلانے کی قدرت مخلوق کو حاصل ہونی محال حق ہے سب اہل علم جانتے ہین
کہ الوہیت اور خدائی کا خاصہ کسیکو معاذ اللہ دیا جائے تو اوسکی سمائی کو کیا خدائی بھی
دی جائیگی ۔ اور اخیر عبارت تفسیر کی صاف دلالت کرتی ہو اس پر کہ عطائی قدرت امور تکوین
پر اگر کسیکو بفرض محال حاصل ہو تو وہ اللہ کی مخلوق اللہ کے مارے جلاپے جڑی بوٹی اگانے
آسمان زمین تباہ ۔ نظام عالم ہیت اوسکی بقا کے اسباب پیدا کئے آگے پیچھے لگائے ہوئے
بطور اتفاق ہونگے وہین اُنکے سوا محبوبان خدا مقبولان بارگاہ کی مخلوق وغیرہ جدا ہوگی اور
بموجب ءَ اَنْتَ قُلْتَ الایہ بموجب تفسیر کبیر وغیرہ یہ مخلوق جب خدا کی مخلوق نہی تو خدا اون کا
معبود بھی نہ ہیگا ۔ ناظرین اس مشرقی نئے دین کی خفیہ کارروائیو نکو ملاحظہ فرماکر بتائین [illegible]
کہ ہنود دہرم[1] اور مجوسی آئین اور اس مین کتنا فرق ہے اور مفسرین کیا اپنے گھر سے کہہ چکے ہین

---

[1] استفتا راول ہی اوپر یہ منقول ہوچکا ہے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کوسلیا کا بیٹا رامچندر خدا اور دیوکی کا
بیٹا کنہیا خدا نہون جنہین ہنود اسیطرح خدا ٹھیراتے ہین جسطرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ سری کرشن
جیسا دیوتا خدا نہون کہ ہر ایک اون مین سے بطور ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے ۔ اور کیا وجہ کہ نفوس کو کہ بعد [illegible]
عشرہ جنہین مجوس مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے مین جانتے ہین ص ۱۹۰ ۔ جب خلق [illegible] کی
قدرت ملنا محبوبان خدا کو یہ فرقہ مان رہا ہے تو نصاری اور ہنود اور مجوس سے یہ فرقہ کم نہین اسلامی فرقہ نہی اسکو کچھ تعلق نہ [illegible]

مع اللہ نص قرآنی کا مفاد بھی یہی ہے جسکو پانچ جگہ پانچوں امور تکوین کے ذیل فرمایا ہے
پورا رکوع دیکھئے۔
علامہ جلیل ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی مدارک التنزیل و حقایق التاویل میں
ہے (ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا) ومعنی الکینونۃ الانبغاء اراد ان تاتی خلق مثالٰ
من شجرھا ۲۹ جلالین میں مرقوم ہے امن خلق السمٰوت والارض وانزل لکم من السماء
ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا قادر تکم علیہ ءالٰہ
(تفسیر ۳۲۱) مع اللہ اعانہ علی ذالک ای لیس معہ الٰہ بل ھم قوم یعدلون ۵ یشرکون باللہ غیرہ
اس باب میں تمام تفاسیر سلف و خلف متفق ہیں اگر اس میں اختلاف ہے تو ہنود و مجوس کو یہ لوگ
خواص الوہیت پیدا کرنے پانی بارش کو برسانے وغیرہ دیوتاؤں کی قدرت کاملہ کا اور عقول عشرہ
اور کواکب کی تاثیر کا اثر مانتے ہیں نہ اللہ کی قدرت کا اور جب اللہ سبحانہ فرما رہا ہے ءالٰہ
مع اللہ ان امور تکوین کے مخلوق سے وقوع میں آنے کے فرض محال پر کہ کیا اللہ کے ساتھ
اور بھی کوئی معبود ہے کہ کام تکوین کا چلا سکے اسلئے کہ یہ کام اثر ہے قدرت کاملہ کا جو ذاتی ہی ہوتی
ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے ظرف عبودیت قدرت کاملہ کی سمائی کی برداشت
نہیں رکھتا بوجہ عطائی امور تکوین مخلوق سے وقوع میں آنے پر مدعی کوئی عبارت ہی کتب
عقاید کی پیش کریں جس سے یہ کام کسی مخلوق کا اللہ سبحانہ کی شرکت میں یا بے شرکت وقوع میں آنا
منجملہ عقاید اہل سنت ثابت ہو بلکہ موجودہ فرق اسلامیہ میں سے کسی فرقہ کا یہ اعتقاد نقل فرمائیں
تب ہنود دہریہ جتلانے مجوسی آئین اسلام پر دینکی دروسری اٹھائیں۔ ناظرین اوسی الامین شعر
یہ غدر ملاحظہ فرمائیں۔ ناں ناں میں نے کہا تھا یہ صنعت حضرت عزت کی ہے تمہیں نہیں یاماس
صنعت اوسی کی ہے۔ عزوجل فرماتا ہے قل من یرزقکم من السماء والارض (الی قولہ تعالٰی)
افلا تتقون ۵ (ترجمہ) اے نبی ان کافرون سے فرماؤ کون ہے جو تمہیں آسمان و
زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے

اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہینگے اللہ تو فرما پھر ڈرتے کیون نہین

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کفار مشرک تک

اوس کا اختصاص جانتے ہین انسے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کون کرتا ہے تو اللہ ہی کو بتاینگے

وہابیہ کا نام نہ لینگے اور خود تو اوس صفت کو اپنے مقبول بندونکے لئے ثابت فرماتا ہی کہ قسم ہے

محبوبان خدا کی جو عالم مین تدبیر اور تصرف کرتے ہین ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر

قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا اسے ناپاک طائفہ کی شکست والو جب تک خدا کی عطائی کے

فرق پہ ایمان نہ لاؤگے کبھی قرآن و حدیث کے قہرون سے پناہ نہ پاؤگے اور اسپر ایمان لائے

ہی یہ تمہارے شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلا۔

و حاجت روا و مشکل کشا و علم غیب و نداء وغیرہ سب کافور ہو جائینگے۔ تنبیہ ۴ ناظرین اس عبارت مین

جو خفیہ اور علانیہ زہر آلودہ بیان اور شکر ریزہ بیان ہین اون مین غور فرمائین ان الامین والے حضرت

کی ساری تصنیفات تالیفات دیکھ لو جہان کہین اللہ سبحانہ کا اسم ذات خواہ اسم صفت

آیا ہے وہان عزوجل یا تعالے وغیرہ تعظیمی جملے ضرور آتے مگر یہان خواص الوہیت کے

بیان اختصاص مین آپ تنگ آکر یا جل بھنکر لاتے تو کیا جاتے ہان ہان مین سے

کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہین نہین یہ خاص صفت اوسی کی ہے نہ اوس تعالے

شانہ کی کہا اور نہ مثل اسکی اب عزت کا حال سنئے آیت وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

تو عزت اللہ سبحانہ کی بھی بتلاتی ہے اور اوس کے رسول کی اور ایمان والوں کی ہی اب صرف معنی

وغیرہ ملحوظ رکھو کے عنایات رہگئی مگر عوام سے پردہ رہگیا کیونکہ فرق تو خواص الوہیت مین صرف

ذاتی عطائی کا بنا پایا ہی نہ اس اختصاص کو چاہے محبوبان خدا عزت وارد پر مطلق کردو

یا اللہ سبحانہ کے لئے چھوڑدو حضرت عزت کے اختصاص معلوم مین سب عزوجل فرماتا ہے یہ

عبارت اس ایہام سے خالی نہیں کہ حضرت عزت اور ہے اور رب عزوجل اور خالص توحید

اور فردانیت کے اثبات مین تو میلاپن ایسے مواقع مین وہ معنی کلام لاکے مشتاق بناچکا

دوسرے یہاں ہمیں اختصاص کو عرب کے بجائے فرسنگ تک جان لگئے وہ کیا تھا اور کون سے
طرف شیو و ہتا میں سمایا ہے ہندو دہرم کے اصول اور عقائد جو یہاں کہیں اور ارواح کی
فہرست نقل نہ کر دینا - عواقب امور جاننے والے مدبر ۔ تعالے شانہ کی تدبیر اشغال عم
عالم کی ایک دریاست نا پیدا کنار ہی تمام اسباب دنیا عالم اسفل و عالم بالا کو پیدا فرما کر حضرت
انسان کو بقا کا سامان مہیا کر دیا ہوا پیدا کی اور جو جو کام اوس سے لینا تھا اوس کو ازل سے
ہی جانتے تھے ہتا - اسی طرح پانی وغیرہ اور قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ کو جان لو ہوا نہ ہوتی تو
سانس ہی نہ ہوتا ہم مر جاتے - پانی نہ ہوتا تو پیاس نہ بجھتی - سورج کی کرن کی بارش نہ ہوتی تو
ہمارے باغوں کے پہل کہیتوں کے واسطے نہ پکتے غرض عالم کے ذرہ ذرہ کا پیدا کرنا اور
ہمارے کام کا چیز کر دینا یہ سب کچھ تدبیر الہی کا صدقہ ہے اور اوس سے کہو کہ کس کی کارسازی کی
کہا جاتی - اب مدعی ولایت تو سہی کہتے محبوب خدا ۔ نے ایسی تدبیر کی ہے قدرت خدا اور اوس سے
ہی ایسی کرامت اونکو دکہائی اور محبوبان خدا کی تدبیر تدبیری کب ہے تدبیر ہے ان باتوں میں
اگر اسباب مدبر اور رب بنا لئے جائینگے تو تمام وہ اسباب جن پر انسان کی بقا اور ضرورت موقوف
وہ مدبر و رب بن جائینگے اونکو رب کہنا ایسا ہی ہے جیسے کپڑے کو مشین کا بنا ہوا یا سوئی
سوئی وغیرہ بہت سی چیزوں کو مشین کا بنایا ہوا کرتے - جب یا سچا مد حمد ری وغیرہ تو ان
کا سیا ہوا کہنا محاورات روزمرہ میں داخل ہے - اس سے اوسکو جسکی کہو بہی بہت تہوڑی
سی بہی عقل ہے اس کا وہم نہیں ہوتا کہ ان مشینوں نے یہ کام مشینوں کے چلانے والوں کے
بغیر بنا لئے ہے جانے انسان کے تصرف کے کوئی مشین کپڑے کا دہاگا - دیا سلائی کا تنکا
سوئی کی نوک تک تو بنا لے - اس میں جنہوں نے ٹھوکر کہائی ہے وہ شرک اسباب کی
دلدل میں پہنسے ہیں - مدبرات ملائکہ کی تدبیر کی کیفیت کا بیان بقدر ضرورت آئندہ
آئیگا - یہاں صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پاتا ہو تو فرشتہ اوس
نطفہ پر مقرر ہوتا ہے - اور اپنا کام کرتا ہے - ایسے ہی قابض الارواح فرشتہ کفار کی بدنوں سے

ذوب ذوب کردیا آنکہ شیشہ ٹوٹ جاوے بالکل سچ ہے جان کھینچتا ہے اور صاحب الامن والعلی
کے ذاتی اور صفاتی فرق پر تمام امت سے نرالا ایمان طلب کرنے کے دین پر لا تحکم کہ اللہ سبحانہ
بھی معاذ اللہ بچہ دان میں نطفہ پکڑ کر صورت گری کرتا ہے اپنے کان میں نہایت امر آکو ہی تیز
تو عطا فرمائی گئی ہے جو اللہ سبحانہ کے نوعی الوہیت سے حقی آکر ادہمین یہ حجت سنت کمال
دو ذو موب سرور دیاں نہو تین تو ان محبوبان خدا کے پاس وہی تدبیر آن گران سرور دہا ان سے
بہ جلدی ہی جاتی۔ چونکہ ہمارے مہربان کو ہندو بہرم سے خفیا الفت ہے لہذا دوسری تقریر میں
اوسی اعتقاد کا خاکہ اوتار دیا ہے جو ہم یاگو لک سھر ق سے رع بتہ شلوک وغیرہ اوپر نقل کر آئے
ہیں کہ جب نطفہ پانچوں اندرون یعنی عنصروں میں ملجاتا ہے اور بچہ دان میں قرار پاتا ہے تب
بروح پرمیشور دیوتوں ادہب بچہ دان میں قیام فرماتے ہیں۔ چونکہ یاگو لک جی کی معرفت اور بصیرت
نے کسی کاریگر کا کام کاریگری جسمیں صرف ہو رہی ہے اور کسی اپ لگے بغیر پورا ہوتا نہ دیکھا تھا۔
اسلئے اون کو پرمیشور کے قیام کی رحم میں ضرورت محسوس ہوئی تاکہ اوس لگڑی بچہ کی صورت
بناوے کاش کہ اونکو یہ معلوم ہوتا کہ نطفہ ریزی کی قدرتی مشین ہے اور روح کا روح جیسے
خزانہ ہو اور عنصروں کا عنصروں کے خزانوں سے پہنچانا اسباب تقلیب و انقلاب اور فرشتہ کے
نورانی وجود سے نور وجود کی مشین فرشتہ سے سب تحکم حق ہو رہا ہے تو اوکو بھی اور صد کے کاموں کو
سمجھا جوان کے کاموں پر قیاس کرکے ایسی بات نہ کہنی پڑتی ہم آج روشنی کے زمانہ میں تعلیم صبیان
سے جو یہ خیال کیجاتی ہے اور تفسیر مدارک و خازن و جلالین سے مدلل بنصوص قرآنیہ قطعی
الثبوت و قطعی الدلالہ سے مراد الہی یہ معلوم و مفہوم ہوچکی کہ الوہیت تکوین کا مخلوق کو
حاصل ہونا ہی محال ہے کیونکہ اس کی جہالت کو الوہیت اور خدائی درکار ہے اور بندہ اگرچہ
کتنی ہی ترقی پر پہنچا ہوا الوہیت اور خدائی اوسکو ملنی محال ہے

تو ہر وجہ جلالی صفت ہے جو تکوین کو کسی محبوب خدا میں نہیں رکھا جا سکتا۔ کتب اور رسایل

منطقیہ مین جو عبارتین فتوحات مکیہ کی نقل ہوئین تب الواب ہمارے شیخ کی دافع الریب مین منقول ہین اونسے بھی مقصد صدر بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی مقبول فریقین عقاید کی کتاب تکمیل الایمان مین تدبیر الٰہی کے معنی مُدَبِّرُهَا وَمُقَدِّرُهَا کے تحت یہ بتلاتے ہین و تدبیر عبارتست از علوم عواقب امور و اتقان در ایجاد صنع یعنی تدبیر الٰہی کا مون کے انجام کے جاننے اور اشیاء کے نیست سے ہست کردینے کے اندر پختگی اور مضبوطی کردینے کا نام ہے + سب ہی تو الٰہی تدبیر اور تخلیق مین اللہ سبحانہ وحدہ لا شریک لہ کو یکتا ماننے پر ایمان اس آیت مین مطلوب ہو مفسرین سلف وخلف کی جیسے شہادت ہے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ بین الخلایق ذالکم الخالق المدبر اللّٰہ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ وحدوہ ولا تشرکوہ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ (احکم) كُلَّ شَیْءٍ جلالین **ترجمہ** تدبیر کرتا ہے امر کی درمیان خلایق کے یہی تمہارا خالق مدبر اللہ رب تمہارا ہے تو اوسی کو پوجو یعنی یکتا جانو مانو اوسکو (وصف خلق وتدبیر میں) یہ صنعت ہے اوسی اللہ کی جسنے محکم کردیا ہر چیز کو (جلالین، تمام کتب عقائد ہمزبان ہوکر صاف بتلا رہی ہین کہ اس تدبیر اور خلق اجسام کے خواص الوہیت سے ہونے مین سب اسلامی فرقے متفق ہین کسی فرقہ کو اس مین اختلاف نہین۔ مگر مصنف الامن نے ان عقاید مین کہ منجملہ ضروریات دین ہے غضب کا غدر حال ہی مین برپا کیا۔ مفسرین سلف وخلف ومتکلمین وجملہ فقہا ومتکلمین اور صوفیائے محققین تو قائل ہونا اسکا مخلوق کو محال فرما چکے کما مر ویاتی۔

مولف الامن کا جو دعوے ہے ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان سلب کرنیکا اوس کے ضد ایمان ہونے اور ابطال پر جیسے بخصوص صدر گواہی دے رہے ہین ایسے ہی کتب عقاید وغیرہ اسکو سمجھا رہے ہین۔

شرح عقائد نسفی مین ہے۔ اور شبہ نہین اوس بقا نے زمانہ کے

کوئی چیز لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے (دو چیز و تھا) ایک ہو جانا حقیقت مین تو ظاہر ہے (باطل ہونا اسکا) اور لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے ہونا دو چیزون کا ساتھ اس حیثیت کے کہ اونمین کی ایک قایم ہو مقام دوسرے کے یعنی صلاحیت رکھے ایک اوس (تاثیر اور احکام کی) جسکی صلاحیت ہے لیے دوسری تو بیشک کوئی چیز موجودات مین سے قایم مقام نہین اوس تعالے شانہ کے کسی بات مین اوصاف مین سے تو بلا شبہہ اوس کے علم و قدرت وغیرہ (اوصاف) بزرگ و برتر ہین اون صفات (علم و قدرت وغیرہ) سے جو مخلوق مین ہین بایں حیثیت کہ کوئی مناسبت نہین صفات حق اور صفات خلق کے درمیان ترجمہ تمام ہوا حضرت بحر العلوم جنکو خاص مین بصفحہ ۵۰ ملک العلما لکھا ہے وہ شرح مسلم مین ارقام فرماتے ہین الاول ما افادہ الامام الاعظم و الشیخ الاکبر فی فتوحات المکیۃ انہ تعالیٰ یخالف المخلوقات لا مناسبۃ بینہ و بین خلقہ البتۃ وکیف یشبہ من لا یقبل امثال بمن یقبل المثال فالعلم باللہ عزیز عن ادراک العقل و النفس الا انہ واجب تقدس و تعالیٰ وکلما یتلفظ بہ فی حق المخلوقات او یتوہم فی المرکبات وغیرہ فاللہ تعالیٰ فی نظر العقل السلیم بخلاف ذلک لا یجوز علیہ الوہم ۵ **ترجمہ** اول اوس چیز کا جسکا افادہ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی فتوحات مکیہ مین کہ بیشک اللہ تعالے نرالا ہے مخلوقات سے کوئی مناسبت (مماثلت مشابہت) نہین درمیان اوس کے اور اوسکی مخلوقات کے درمیان بھلا کیونکر مشابہ ہو جاویگا وہ پاک ذات جو قبول نہین کرتا مانند اور مثل کو ساتھ اوس کے جو قبول کرتا ہے مثل کو تو جاننا اللہ کا دشوار ہے ادراک عقل و نفس سے مگر یہ کہ وہ تعالے شانہ واجب ہے اور ہر وہ چیز جسکے ساتھ تلفظ کیا جاے حق مین مخلوقات کے یا وہم کیا جانے (جسکا) مرکبات وغیرہ مین پس اللہ تعالے عقل سلیم کی نظر مین بخلاف اوس کے ہے اوس پر وہم جائز نہین ـ ترجمہ تمام ہوا یہ عبارتین تفسیریت کی بہیم کرنے والی الف لیلا کی کہانی نہین ہین جو اونھون نے کیے

ایسے ہی مشہور کر رہی ہو اور وہابی بن بیٹھی یا نالتی جا رہی ہے مسلمانوں کا سچا دین مجملہ ان بعض
ایمانیہ قرآن و حدیث کے دفاتر کا اب لباب قطعی مفصلاً سمجھ لی تمام موجودہ فرق اسلامیہ
کا مانا ہوا ہے مجسمہ اگرچہ جسمانیت باری کے قائل ہے تشنیع گمراہ ہو گئی مگر قرآن و حدیث کے
اس محکم قلعہ سے قدم باہر رکھنے کی ان کو بھی مجال ہوئی یہی کہنا پڑا کہ جسمانیت بھی اوس کی
مخلوق کی جسمانیت کی مماثلت سے منزہ ہے عبارت شرح عقائد میں مخالف دین حق خوب
سمجھ لین یاد رہنا گر کہیں نہیں کوئی صفت مخلوق کی صفت الٰہی کے قائم مقام ہو کام
اور اثر نہیں دے سکتی جو صفت ذاتی اور فعل اللہ سبحانہ کی ذات سے رہی ابنیا تو فرشتہ یا پیر و تخلیق
بھی تکوین و ابداع و انتظام عالم بھی مذکور کا کام کیسے دے سکتا ہے۔ اس سے باطل ہو گئی
الامن کی وہ مثال جو دیتا ہے کہ نائب اور خلیفہ بادشاہ کا ہر بادشاہ وہ سلطنت میں وہی کام کر سکتا ہے جو
بادشاہ کر سکتا ہے تو خلیفہ خدا کا خدائی خواص ذاتی اور فعل میں وہ کام اور اثر کیون نہ دیگا
جو اللہ دیتا ہے انتہی بصیغہ صفحہ ۱۶ جن الامن کے امام سبکی شافعی کی کتاب شفاء
السقام سے نقل کیا لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی الخلق
والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ
من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین یعنی نبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق اور فاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی
مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں
مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے از سطر ۱۲ تا ۱۹۔ سچ فرمایا امام سبکی نے
سوا اس بات میں مدد مانگنا مدد دینا جب کتاب و سنت سے ثابت ہے اور کوئی مسلمان آپکو
خالق مکون مان کر یا اپنے کاموں میں مجبور۔ اللہ سبحانہ سے بے نیاز جان کر آپ سے مدد
مانگتا نہیں تو یہ الزام لگا کر کہ اسنے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل
مستقل اپنے مقاصد میں مان کر مدد مانگی ہے واقعی تلبیس فی الدین ہے اور عوام موحدین کو

جو یونانی مین ذات الٰہی اور توحید اسلامی ہی مشہور ہے تو موحدین مسلمان ہی ہوتے اس امر کا لحاظ رکھتے
ہوے موحدین کہنے سے کفار کو موحد لفظ الموحدین معرف باللام مین داخل نہین ہوسکتے
مگر صاحب الامن کو توحید اور موحدین سے کچھ چڑسی ہوگئی ہے کہ اسکو زبان قلم پر لانے سے
بھی گریز فرماتے ہین امام موصوف تو اپنی عبارت مین الموحدین لائے ہین۔ مگر مترجم صاحب اوسکو
ترجمہ مین اون موحدون کا لانا پسند نہین کرتے ایک لالہ صاحب نے اپنے آدمی سے کہا
کہ آج پوریون کے ساتھ آلو کا ساگ کر لینا چاہیے شیخ نے فرمایا کہ لالہ صاحب آپ آلو کے
بدلے کچالو کا ساگ پکواتے ہین آلو ہی کیون نہ پکوالیجیے تب لالہ جی بولے کہ لینا صاحب آپ نہین سمجھتے ہین
جینے آلو ترکاری کہا ہے پہلے ہم اسکی جگہ آلو کی ترکاری کہا کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ مسلمان
لوگ ترکاری مانس کو بھی کہتے ہین تب سے ہمنے اس لفظ کو چھوڑ دیا اور بجاے اس کے
آلو کا ساگ رام ترئی کا ساگ کدو کا پھل کا ساگ کہنے لگے۔ جبتک جس لفظ سے کھٹک ہو
جاتی ہے اس کے بدلنے کا اندیشہ ہی نہین جاتا تھا۔ مگر ہم مسلمان لوگ کیا کرین ہمارے تو اسلام و
ایمان کا پہلا رکن ہی اقرار توحید کا ٹھہر چکا۔ خیر غرض بندہ کی اس عبارت کے لانے سے
ناظرین کو اطلاع دینا تھا اس امر پر کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ حنبلی کے مقابلہ
مین خلق مین استقلال کی قید کیون لگائی بخلاف افعال حضور کے اس لئے کہ پیدا کرنا یا تھا
مارنا جلانا جملہ امور تکوین منجملہ خواص الوہیت مین جو ذاتی ہی ہوتے ہین اونکی کوئی قسم نہ مخلوق
کو دینے کی چیز اور نہ مخلوق اونکی سمائی کے لایق مگر ہمارے مہربان نے عبارت مذکور نقل
فرماکر یہی عبرت حاصل نہ کی خواص الوہیت کو ایسا سستا کر دیا کہ ہر چھوٹا بڑا محبوب الٰہی ہو تو
کرتا عطائی قدرت الٰہی سے قرآن وحدیث اور کتب عقائد کو بالاے طاق رکھکر ٹھہرا دیا
اور اس پر ظلم یہ کہ اوس ضد کا بیان طلب کرنے کھڑے ہوگئے۔ فریقین کے نزاعوں مین ہمارے
امام اعظم اور شیخ اکبر مالکی رضی اللہ تعالی عنہما کے افادے نقل فرماکر حضرت مجدد العلوم
نے فیصلہ کر دیا فریقین قرآن وحدیث دکھائین یا مذوقات صوفیہ جس کو حضرت ولایت

شفاعت تدبیر تصرف امداد دفع مرض وبلا وقحط وحل مشکل کشائی حاجت روائی وغیرہ سے سوئے مجاز آمیطور سببیت وغیرہ مخلوق کے حق مین تکلم کیا جائے مثلاً فلان کی دعا یا برکت سے اللہ سبحانہ نے قحط اور وبا وغیرہ کی بلا دفع فرما دی اللہ سبحانہ ان تمام امور مین بخلاف اس مذکور بالا کے ہے۔ اور کیون نہو کیا معاذ اللہ اللہ بھی کسی سے دعا مانگیگا ابن حجر کا قول سوید اسکا شروع حصہ یہان دیکہا وہ دیکہو جسکو اعلام الاذکیا مین ابن حجر سے ہی نقل کیا ہے یہ ابن عبارت وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی وہ علم مخلوق کا جو دیا ہوا ہے اللہ تعالے کا وہ خدا کے علم کا غیر ہے نہ عین علم الٰہی اور علم مخلوق مین مغایرت ماننا بھی منجملہ ضروریات دین ہے علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں ارقام فرماتے ہیں التوحيد عبارة من عدم الشريك في الالوهية وخواصها یعنی اللہ سبحانہ کو ایک ماننا یکتا جاننا عبارت ہے الوہیت اور الوہیت کے خواص مین شریک نہ اعتقاد کرنے سے ترجمہ تمام ہوا یہی کیا تمام کتب عقائد وتفاسیر ڈنکے کی چوٹ بھی بیان کر رہی ہین کہ الوہیت مین غیر اللہ کو شریک ماننے اور مستحق عبادت جانے تب بھی مشرک کافر مخلد فی النار اور خواص الوہیت مین سے ایک خاصہ مین بھی مخلوق کو شریک ماننے مخلوق کے لئے کوئی خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرے تب بھی سکا مشرک خواہ یہ خاصہ مخلوق کی الوہیت کے اعتقاد سے ثابت کرے یا بغیر اعتقاد الوہیت کے تفسیر نیشاپوری وبیضاوی وغیرہ کی بہت ہی عبارتون سے اس کو ثابت کر دیا ہے۔ ہمارے شیخ نے دافع الریب مین بطور نمونہ آیندہ دیکھئے یہ امر داخل اعتقاد نہ تہا کہ غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد کئے بغیر اس غیر کے لئے خواص الوہیت ثابت کرنے ماننے سے مشرک نہوگا یہ شایع براستدراک تو فاضل بدایونی کی نیت فکر کا نتیجہ ہے۔ بوارق مین لکھتے ہین شرعاً معتبر در توحید وشرک بیان صفت الوہیت

است وبس کہ آن صفت در غیر ذات حق بہ ہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات ونہ بعطائے

اوتعالے شانہ نہ کامل ونہ ناقص الخ صنا جیسے غیر حق مین الوہیت ذاتی
عطائی کامل ناقص کسیطرحکی نہین پائی جاتی امنین سے کسیطرحکی الوہیت مخلوق کو
ماننا شرک ہے اسیطرح کسی خاصہ مین سے الوہیت کے ذاتی عطائی کامل ناقص کسی
جہت کو ماننا شرک ہوگا مثلاً علم الٰہی کی تین جہتین امام رازی وغیرہ مفسرین رحمہم اللہ تعالے
نے بیان فرمائی ہین اونمیں ذاتیت کو مانیگا تب بھی کافر مشرک اور جمیع معلومات کا اللہ
کے ادا کسی مخلوق کے لئے ثابت کریگا تب بھی ایسی ہی ہوگی اوس علم کی مانیگا تب بھی
کافر ہی ہوگا- اگر کہا جاے کہ مشرک ہونیکا انکار ہے نہ کافر مخلد فی النار ہونیکا اور یہ ایک
نزاعی مسلہ ہو تو کہا جائیگا شرک پر کفر کا اور کفر پر شرک کا اطلاق کتاب وسنت مین
بکثرت شایع ہے باین نظر کہ سزا دونون کی ایک ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن
کی تفسیر کبیر رازی مین دیکھو واقع ہونا اسم مشرک کا کفار پر اسما لغویہ سے نہین ہے بلکہ اسماء
شرعیہ سے ہے جیسے صلوۃ زکوۃ وغیرہ پوری عبارت ہمارے شیخ کی دعوت کے صفحہ ۵ کے
حاشیہ پر منقول ہے-

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ویعلم لا کعلمنا ویری لا کرؤیتنا ویتکلم
لا ککلامنا الخ **ترجمہ** اور جانتا ہے وہ تعالے شانہ نہ مثل ہمارے جاننے
اور دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور کلام کرتا ہے نہ ہمارے کلام کرنیکی طرح ہم کلام کرتے ہین
بوسیلہ اسباب وآلات کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب وآلات کے الخ جب اوس اللہ سبحانہ
وحدہ لاشریک لہ کا جاننا دیکھنا کلام کرنا وغیرہ صفات ذاتیہ ہمارے جاننے دیکھنے کلام
کرنے وغیرہ کی مانند بھی نہین تو صرف ذاتی عطائی کے فرق سے وہ عین صفات خداوندی
کیسے ہوجائینگی **مکتوبات** امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کی جلد اول
کے مکتوب نہم میں مرقوم ہے وصفات خود را صفات او انگار د تعالی اللہ عن ذلک
علوا کبیرا و این اتحاد در اسماء وصفات است ارباب این زمرہ در ذرکوہ الذین یلحدون

فی اسمائه داخل اند صـ۱۱ **مکتوب ششم** میں ارشاد شریف ہے وصفات افعال

مخلوق را مخلوق او میدانند نه آنکه صفات اینها صفات اوست و افعال اینها افعال او

(الی قوله) کما هو مذهب اصحاب المتکلمین صـ۱۱ جلد اول ہی کے مکتوب ۲۰۹ میں ارقام

فرماتے ہیں فالوجوب الذاتی والاستغناء الذاتی مختصة بمرتبة الجمع والالوهية والامکان

الذاتی والافتقار الذاتی مختصة بمرتبة الکون والفساد فالمرتبة الاولی مرتبة الربوبیة و

الخالقیة والمرتبة الثانیة مرتبة العبودیة والمخلوقیة فلو اطلق اسامی احدهما علی الاخری او اجری

احکام مختصة بمرتبة علی المرتبة الاخری لکان زندقة صرفا وکفرا محضا والعجب من بعض

الملاحدة والزنادقة انهم کیف یخلطون المراتب ویجرون احکام مرتبة علی مرتبة اخری فیصفون

الممکن بصفات الواجب والواجب بصفات الممکن مع علمهم بتمایزهما واحکامهما اصلا مع

الاتحاد فی المرتبة الکونیة صـ۲۴۶ **ترجمہ**: پس وجوب ذاتی اور استغنا

ذاتی مختص ہے ساتھ مرتبہ جمع اور الوہیت کے اور امکان ذاتی اور ذاتی محتاجی مختص ہے

ساتھ مرتبہ کون و فساد کے اور پہلا مرتبہ مرتبہ ربوبیت اور خالقیت کا ہے اور دوسرا مرتبہ

مرتبہ عبودیت اور مخلوقیت کا ہے پس اگر بولے جاویں ایک مرتبہ کے نام دوسرے

مرتبہ پر یا جاری کئے جاویں ایک مرتبہ کے مخصوص احکام دوسرے مرتبہ پر تو ہوگی بیدینی

خالص اور کفر کھلا اور تعجب ہے بعض ملحدوں اور بیدینوں سے وہ کیسے ملائے ڈالتے ہیں

سب مرتبوں کو (زندگی اور بیدینی سے) جاری کرتے ہیں ایک مرتبہ کے احکام دوسرے

مرتبہ پر پس وصف کرتے ہیں ممکن کا واجب تعالیٰ شانہ کی صفتوں کے ساتھ اور وصف

کرتے ہیں واجب تعالیٰ شانہ کا مخلوق کی صفتوں کے ساتھ باوجود جاننے اس امر کے

کہ واجب تعالیٰ شانہ ذات و صفات اور احکام میں مخلوق کے احکام اور اوصاف سے نرالا ہے

باوجود [illegible] یہ سارے عبارت ذاتی عطائی کے فرق کے

فرق اور خالقیت الٰہی کے ایک ہاتھ سے اوتار لینے اور معجزات کو افعال انبیا ٹھہرانے

اور ان خیالات بیہودہ کے نتائج اور تفریعات پر جیسے الامن والعلی لبر ترے بڑی شطحیات
ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کرے اون حضرات صحبہ دیدہ ابو کو جو مشرقی پکارتے ہیں جو باتیں ہو جاتی
ہیں اپنے پیران پیر کے کلام سے تنبہ ہو جاتے۔

امام معظم نیشاپوری سورہ مائدہ کی آیت من یشرک باللہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں
ای فی العبادة او فی تجویز الحلول او الاتحاد او فی اجراء وصفه فی المخلوقین
او بالعکس فقد حرم اللہ علیہ الجنة (الآیۃ یعنی جو شریک بنائے ساتھ اللہ کے
(غیر اللہ کو) مراد الٰہی یہ ہے کہ شریک ٹھہراوے عبادت میں یا بندہ کو جدا ہیں اور خدا کو
بندہ میں پیوست ہو شکلی تجویز کرے متحد ہے یا بندہ خدا کو ملکر یک ذات ہونا جائز رکھتے
مشرک ہو جاتے یا اللہ سبحانہ کا وصف مخلوق میں جاری کرتا کیا یہ سے مشرک ہو جاتا
یا مخلوق کا وصف اللہ میں جاری کرنے سے مشرک ہے تو ان تینوں شکلوں میں اللہ تعالیٰ نے
اس قسم کے مشرکوں پر جنت حرام کردی ہے اور جہنم ہے ان (مشرکوں) کا اون کا کوئی
مددگار (کہ چھڑا سکے اونکو جہنم سے) **بیضاوی** شریف میں لکھا ہے انه من
یشرك بالله فی عبادته او فیما یختص به من الصفات والافعال فقد حرم الله
علیه الجنة **ترجمه** تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص شریک ٹھہراوے ساتھ
اللہ کے عبادت میں یا اس چیز میں کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے صفات اور افعال سے
(یعنی وہ وصف اللہ تعالیٰ ہی میں پایا جاتا ہے نہ غیر اللہ میں جیسے خدائی طاقت
اور وہ فعل کہ جسکو اللہ ہی کرتا ہے نہ غیر اللہ جیسے [illegible]) تو بیشک حرام کردیا ہے اللہ نے
اوسپر جنت کو الایہ او فی اجراء وصفه فی المخلوقین او بالعکس عبارت تفسیر نیشاپوری ذاتی
عطائی کے فرق کے لئے دین کے عقیدہ میں بہت ہی [illegible] لاشرکی عرب میں ہے
جنکا یہ عقیدہ تھا اور کفار زمان جاہلیت اپنے معبودان باطلہ کو نہ اونکی صفات میں اللہ سبحانہ
سے بے نیاز سمجھتے تھے نہ صفات و افعال میں اون ہی کرتوتوں کی عطائی کے قدرت اللہ

سبحانہ کی عطا فرمائی ہوئی ہے مانتے تھے۔ اور باوجود اسکے اونکو صفات وافعال الہیہ میں
شریک ٹھیرانیوالا ہی فرمایا ہے اور اونکا نام مشرک ہی بتلایا ہے اس بیان سے قرآن کریم
بھرا ہوا ہے بدلائل قطعیہ قرآنیہ وحدیثیہ اللہ سبحانہ کا ایک مختص کام جسپر غیر اللہ
قدرت نہین پا سکتا کُن یعنی ہو جا فرماکر ہر ناموجود کو موجود کر لینا تھا جو شائبہ کسب وکتساب
محنت ومشقت، کمائی سے بالکل منزہ تھا خواہ وہ صورت گری یا انقلابات مذکورہ فی الآیات
ارحام مین ہو یا دیگر حوادث کونیہ کا حدوث کون ومکان میں افسوس صد افسوس الامتی کے
غدر کی آندھی مین اوسکی وہ ارزانی ہوکر روئی سی اُڑ گئی کہ اوسکو محبوبان خدا کی میراث کر دیا
کہ وہ بھی فرمانروائے تکوین ہو گئے ہین۔ خون گوشت پوست ہڈی بال۔ کہاں صورت
وغیرہ وہی سب خلق فرماتے ہین اگرچہ اپنے دعوے کے اثبات مین تیس ور علیہا حدیث سے
لائینگے کہ فرشتہ ارحام مین ٹھہرے ہوئے اوس نطفہ پر گرتا ہے (اور اپنا کام کرتا ہے)
مگر چونکہ منہ سے دعوے صفت فعلی تکوین کے عطا فرمائے جانیکا نکل گیا ہے لہذا یہی ہین
کہ محبوبان خدا امور تکوینیہ بھی کرتے ہین فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کا گواہ ہے حالانکہ یہ
مدبرات امرہ جو کرتے ہین وہ محنت مشقت کمائی کی خبر دیتا ہے نہ کُن ہو جا کہکر ناموجود کو موجود
کر لینے یا ایک حالت سے دوسری حالت مین پلٹ دینے کی جیسا کہ آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالے
بس یہ تو مصوروں کا سا کام ہوا یا مشین کا بانہ خالق تعالے شانہ کا سا۔ اس نئے دین
کے نرالی مجدد کے معتقد اپر آسمان وزمین کواکب وغیرہ عالم علوی خدا کی مخلوق ہے تو یہ
اجسام دنیاوی مخلوقات کے فرشتہ کی مخلوق مین اروني ماذا خلقوا الآیہ وغیرہا بہت سے
نصوص قرآنیہ کے سوالات والزامات سب دہرے رہگئے تھا سا جواب دہرا ہوا نکل آیا کہ اشیاء
مذکورہ فرشتہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے نہین اگر اسپر یہ کہا جائے کہ ذاتی قدرت سے پیدا کی
ہوئی مخلوق دکھانیکو فرمایا ہے نہ عطائی قدرت سے پیدا کی ہوئی مخلوق دکھانیکو تو اسپر یہ کہنا
پڑیگا کہ ایسی ضروری قید جو فارق تھی درمیان صفت فعلی واجب تعالے شانہ اور صفت

فعلی ممکن مخلوق کے اوس کے بیان کرنے سے قرآن کریم بے زبان رہا کوئی آیت اس بیان
مین نہ دی بلکہ بیشمار آیتون سے یہ سمجھا دیا کہ امور تکوینیہ کی سمائی کو الوہیت اور رضا کی قدرت
درکار ہے جیسے قدرت بانا غیر اللہ کو محال -

امام مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین آنچہ برما و شما لازم است تصحیح عقاید بمقتضاے کتاب وسنت
است بر نہجیکہ علماء اہل حق از کتاب وسنت آن عقاید را فہمیدہ اند و از انجا اخذ کردہ - فہم
ما و شما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام این بزرگواران نباشد زیراکہ ہر مبتدع و ضال
احکام باطلہ خود را از کتاب وسنت می فہمد و از انجا اخذ مے نماید الخ مکتوب ۰۵ از مکتوبات
امام ربانی جلد اول - یعنی جو کچہ کہ ہمپر اور تمپر لازم ہے وہ بمقتضاے کتاب وسنت صحیح کرنا
عقائد کا ہے اوس طور پر کہ علماء اہل حق کتاب وسنت سے ان عقائد کو سمجھے ہین اور اوسی جگہہ
سے لیا ہے - میری اور تمہاری سمجھ حیز اعتبار سے ساقط ہے - اگر ان بزرگون کی سمجھ کے
موافق نہووے اسلئے کہ ہر بدعتی گمراہ اپنے احکام باطلہ کو کتاب وسنت سے ہی سمجھتا ہے اور
وہین سے نکالتا ہے الخ پس امور تکوینیہ میں ذاتی عطائی کے فرق نکالنے مین تمام فرق اسلام
کو چہاند جانا اور قبر پر کی اذان کے جواز اور فضیلت وغیرہ کے بیان مین بے جوڑ حدیثون کا
ڈہیر لگانا اور امام ابن حجر وغیرہ جو اس اذان کے بدعت ہونے کے قائل ہین اونکو اور اونکے
رد کو چہپا کر ناقل کو اوسی اذان کے جواز کا قائل ٹہیرانا اور ایسے ہی اور بہت امور مین ہرگز
یعنی اوسی اذان کے جواز کے رد کو
بڑی رواجی رسمی بدعتون کی حمایت کے لئے کہڑا ہو جانا اور با اینہمہ یہ فخر فرمانا الذی
الاسن ہین کہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت مین سب سے نرالا رنگ رکہتا ہے
صـ۱۴۳ بیشک صفات وافعال مختصہ الہیہ مخلوق کو دلانے مین ذاتی اور عطائی کا
فرق سب سے نرالا رنگ رکہتا ہے اور یہ ہرگز یا ذرہ بہر چلتا نجدیت سوزی کیسے ہوا نہ سے
ہی جل بہتا ہے -

ہرچند کہ کتب عہد عتیق وعہد جدید سے تحریف نے امان اوٹھا دی ہے تاہم اتنا سمجھی

مسیحی معجزات کے بارہ مین سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے بس ہے دیکھو یوحنا کی
انجیل کا باب ۱۴ ادرس ۱۰ کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھ مین یہ باتین
جو مین تمہین کہتا ہون آپ سے نہین لیکن باپ جو مجھ مین رہتا وہ یہ کام کرتا ہے صلا۱۹
مرقس کی انجیل کے باب ۹ ورس ۱۴ تا ۲۹ مین ایک مریض کو شفا ملنے اور اوس سے گونگی
ناپاک روح کے رفع ہونے کا ذکر ہے اونمین سے آیت ۲۸ و ۲۹ کے الفاظ یہ ہین۔ اور جب
وہ گھر مین آیا اوس کے شاگردون نے خلوت مین اوس سے پوچھا کہ ہم اُسے کیون نہ نکال سکے
اُس نے اونہین کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے اور طرح نہین نکل سکتی فقط۔ مسلمانو اپنے
سچے دین کی تائید تو دیکھو خود وہی عیسی علیہ الصلوۃ والسلام فرما رہے ہین جنکے قصے
الامن کی عبارت مذکورہ بالا پیران بے پیر مریدان سے پرانند کا پروانہ بن رہی ہے) کہ یہ
کام خلق کرنا شفا دینا مردے جلانا بعضے حرامون کو حلال کردینا مین نہین کرتا ہون۔ اللہ تعالی
میرا قلب جسکا عرش تجلی گاہ بن گیا ہے اور مین اوس کا آئینہ ہون اور وہ میرا) وہی کرتا ہے
میرا کام تو صرف ان امور معجزات مین روزہ دارنہ سے دعا مانگنا ہے۔ اور اللہ کا کام شفا دینا
مردے جلانا خلق کرنا بعضے حرامونکو حلال کردینا ہے۔ تمہاری گھڑی ہوئی عبارت کا مطلب مین
انجیل کی اس مسئول سند مین یہ اظہار کرے اور اُس کا خدا اس بناوٹ کے درپے
کہ عیسی علیہ السلام حقیقی قدرت عطائی سے اپنی پیدا کرتے شفا دیتے مردے جلاتے تھے
جاصل جسکا یہ نکلیگا کہ اس تکوین عیسوی مین تکوین الہی کا دخل نہ تھا اسلئے کہ کن یعنی ہوجا
فرما کر نامعجود کو موجود کر لینا جسکو تکوین کہتے ہین یہ اگر کیلی قدرت کا نکلا ہے دو تکوینون کا
اثر مانئے پر قدرت کا ملہ ٹھہریگی تو گویا بلا شرکت یہ کام تکوین کے حضرت عیسی علیہ السلام نے
ہی کئے نہ اللہ سبحانہ نے اسپر وہی الزام کہ انت قلت الایہ کا پڑتا ہے جو بار ناظم
الریب دکتاب المواعظ شیخ مع تفسیر کبیر سے بیان ہوچکا اور اس آیت سے صحیح اوس قول
قرآن کے کھل گئے و مصداق آن الملئک یتصرف فی الامور دون اللہ و شتی

بذلك فقد كفر یعنی جسنے کہا کہ بیشک میّت تصرف کرتی ہے امورمین خدا اور مستقل ہوگیا
اسکا تو بیشک وہ کافر ہوگیا - بیشک جن امور مین بندون کے کرتوتکو دخل نہین ہے جیسے خلق
و تدبیر یعنی مینہ برسانا اور دفع کرنا قحط اور مرض اور وبا وغیرہ کا ان امور تک جنمین جسنے تصرف کرنا
مخلوق کا مانا تصرف الہی سے اسکی گویا نفی کردی اسلئے کہ یہ اثر قدرت کاملہ کا ہے اسکو جو کریگا
قدرت کاملہ کے ثبوت کریگا پس بندون کا کیا ہوا ان امور کو مانا تو خدا سے ان امور کو نکال دیا -
اور خدا سے مانا تو بندون سے ان امور کو نکال دیا اول مین ایمان چہلا کو آکفر الامن کے
صفحہ ۴۴ مین امور تکوین یہ بتلائے ہے زندہ کرنا مارنا - دولت قسمت فتح شکست دینا حاجت پوری
کرنا مصیبت دفع کرنا وغیرہ اور صفحہ ۴۸ مین آیت سے یہ کیا ہے آسمان و زمین سے رزق
دینا کان - آنکھ بینائی شنوائی کا مالک ہونا زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنا
اور امر کی تدبیر کرنا - وبا اور مرض اور قحط دفع کرنا یہ دفع مصیبت مین آگئے مگر دافع البلاء
والوباء والمرض والقحط والالم وامثالہا مین چونکہ نسبت حقیقی عطائی کا آپ دعوی
کرچکے ہین لہذا ان امور کو کھلم کھلا بیان نہین فرماتے تشریح کرنے سے تاکہ پہلے سے پہچانے
نہ بدک جاوین اسلئے کہ تشریح اسکی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ان خاص کامون کے
کرنے کی اپنی قدرت آپکو دے ڈالی ہے اوس قدرت سے آپ ہی بلا اور وبا اور مرض اور قحط اور درد
والم کو دفع فرماتے ہین نہ اللہ سبحانہ آپ کو ان کے دفع کرنے مین اللہ تعالے سے مانگنے
کی حاجت نہین جب ان حضرات نے ان امور مین مصیبت وغیرہ کے [illegible] ارشاد
تو جسکو [illegible] سکو بہ بنا سے زیبا ہے سچی محال ہے فرما دیا تو کیا بیجا کیا [illegible]
حقیقی قدرت سے ان مصیبتون کے دفع کرنے کا ڈھنگ بجا دیا بلکہ [illegible] مخلوق [illegible]
سے چند آپ ہی کی بیان فرمائی ہوئی اوپر پہر دیکھ لو اس دعوے کا ابطال [illegible] سے
مع تفسیر کبیر آئندہ آتا ہے او مطلب اس کا اوپر بھی بیان ہوچکا ہے - انتہا [illegible]
مین مرقوم ہے فتوحات باب ۲۹۰ مین ہے وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ وَقَرْيَةٍ وَاَقْلِيْمٍ قُطْبًا

غیر الغوث یہ یحفظ اللہ تلک الجہتہ ہر شہر اور گاؤن اور ملک کا ایک قطب علاوہ غوث یعنی بڑے قطب کے ہوتا ہے اوسکی دعا سے اوس سمت کے لوگون کی اللہ سبحانہ حفاظت کرتا ہے سطرے تا اشیخ عبد الوہاب شعرانی نے تصریح کی ہے کہ اوس کے معنی یہ ہین کہ اونکی دعاؤن سے اوس اقلیم و قریہ کے لوگ آفات و مصائب سے محفوظ رہتے ہین (حاشیہ برقیم) چونکہ مولف الاسن والعلی عذائی کا کام خاص ابن عطا کا عذر پیدا کرنے مین اپنی جماعت کے خیال مین کامیاب ہوگئے ہین لہذا اونکو بھی وہ ہین کہ اللہ نے اپنے کرنیکے ان خاص کامونکی قدرت اپنے محبوبونکو دے رکھی ہے لہذا وہی رزق دیتے مصیبتین ہٹاتے ہین حالانکہ جن روایتون کو وہ نقل کرتے ہین اون مین فاعل سے عطا اور منع کا اللہ مذکور اور ذاکرون حافظون دودھ پیتے بچون کے نامو نہروہی موجود جو فائدہ اونکی دعا اور برکت کا دیتی ہے ۔

فعل مختص حق کا یہ تکوین ہے غیر حق سے اس کا ہونا ہے محال	احتیاجون سے منزہ محترم جہال بھولا اس مین ہے ہمدوہم

اللہ سبحانہ کی صفات فعلیہ کی یہ شان ہے

الا لہ الخلق والامر اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی خبردار ہو جاؤ خاص اسکے واسطے ثابت ہے صفت خلق و امر جب ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنیکا تو اوس کے لئے یہ فرمایا ہے کہ ہو تو وہ موجود ہو جاتی ہے کلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون (نحل) وہی کلمہ کن تھا جسکو مریم کی طرف القا فرمایا اور روح تھی اوسکی جانب سے جب موجود کرنا چاہتا ہے کسی امر کا تو سوا اسکے اس کے نہین واسطے اوس کے فرماتا ہے ہو جا بس وہ موجود ہو جاتی ہے ان مثل عیسی کمثل آدم الایہ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر (قمر)

بن باپ کے پیدا کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام جیسے علیہ السلام کی ولادت آدم علیہ السلام کی
پیدائش اور ظاہر ہے کہ یہاں باپ نہیں ماں تو ہے وہاں ماں باپ دونوں نہیں کلمۂ کن کی کارسازی بھی
سبب کی محتاج نہیں جو سبب اور واسطہ درمیان میں آئے وہ بنا بر حکمت ہے نہ بر بنائے حاجت
حیوان و انسان کی نطفہ سے پیدائش اور فرشتہ کا روح پھونکنا روح نکالنا یہ سب یہ اسباب استتار میں
مثل پہاڑ کے جو ان کی شان میں عجز و نیاز اور عالم میں صورت گری کے اندر حقیقتہً القلب اور
وفات دینے میں ہر نفس کے جتنے تصرفات ہیں اور عالم کے تمام کون و فساد و جملہ امور انتظام
تکوینیہ سب میں اسی قادر سبحانہ کے کلمۂ کن کی کارسازی ہے جو مخلوق کے تصرف سے ظاہر ہے
پہلی آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کا کام ہے در رنگ کن یعنی ہو جا فرماتے ہی ہو جاتا ہے
اور کن نہ فرمائے تو کوئی کام ملتوی رہے بنا بر حکمت دیر میں ظہور پاتے اس سے کن کے بامور
میں دیر لگنے کا وہم بعید از عقل و نقل ہے۔ تکوین کا نام ہی خدا اس کو کہا جاتا ہے مکتب عقائد
و تفاسیر آیات و احادیث کتب سماویہ و سب اہل اسلام اس پر متفق ہیں کسی فرقۂ اسلامیہ میں
اس کا وہم بھی نہیں جو اللہ سبحانہ کو معاذ اللہ سے کاموں میں کاہلی کرنے کی نوبت آتی ہے انجیل
یوحنا کا باب اول درس اول ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۲)
یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا (۳) سب چیزیں اوس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی
جو بغیر اوس کے ہوئی صفحہ ۱۱۵ یہی کلمۂ کن کی کارسازی کا ہر چیز کی ایجاد میں ثبوت **القاسم**
ہے حدیث قدسی کے اخیر کا ترجمہ یہ ہے میرا دینا بھی صرف میرا کلام ہے اور میرا عذاب بھی صرف
میرا کلام ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں ہو جا کہتا وہ ہو جاتی ہے صفحہ ۱۷ و ۱۸ جلد ۲ نمبر ۲ [illegible]
پیدا کرنا نباتات جمادات حیوانات وغیرہ کا اور انتظام عالم کی تدبیر و رفع کرنا محفوظ رہنا باللہ [illegible]
اوس کا اور باسباب ارضی و سماوی رزق رسانی جملہ امور تکوین اوسی کلمۂ کن کی کارسازی اگر محبوبان
خدا مدبرات امر کو امور تکوین کی قدرت مل گئی ہے تو نفخ صور کو فرشتہ کیوں اہتمام کر رہا ہے
اور کیا معنی الاصلاح کفار کے بدلوں میں ڈوب ڈوب کر یا انگوٹھے دبا کر [illegible] ناخن [illegible]

عالم امداد اسلام الٰہی کے قائل نہیں ہوجاتے اور عقائد کو مضامین سے نظر انکی ہمیشہ نہیں ہوتی ہے
اس خیال کی بنا پر دو مہ داریوں نے متفقہ کرلیا ہے آسمانی دنیا میں قیاس بہت کو بتاکہیں
تحت علی و النازعات الملائکۃ تنزع ارواح الکفار غرقا نزعا بالشدۃ والناشطات
نشطا تنشط ارواح المومنین ای تسلها برفق الخ **جلالین** یعنی قسم ہے
ان فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں کفار کی جانوں کو (انکے بدن میں) ڈوب ڈوب کر یا آگ کے سے دباؤ کیا
سختی کی کھینچائی سے اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں نرمی سے روحیں ایمان والوں کی الخ
فالمدبرات امرا کا سے فرشتوں کے مراد ہونے میں سلف کا اختلاف نہیں ان اوس کے ماقبل
میں اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ ان سے بھی فرشتے ہی مراد ہیں اور بیچ تفسیر نازعات کے
سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے آیا ہے کہ فرشتے کھینچتے ہیں کفار کی روحوں کو ناخنوں اور جلدوں کے نیچے سے
جب نکلتی ہے **کمالین** تفسیر مظہری میں جزو اول سورہ بقر کی آیت وَرَعْدٌ وَّبَرْقٌ کی تفسیر کے
حاشیہ پر ہے عن ابن عباس قال اقبلت یہود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما ہو قال ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب
معہ مخاریق من نار یسوق بہا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا ما ہذا الصوت
الذی نسمع قال زجرۃ بالسحاب اذا زجرہ حتی ینتہی الی حیث امر قالوا صدقت
(ترمذی) ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہا متوجہ ہوئے یہود طرف رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پس عرض کیا کہ اے ابا القاسم خبر دو ہمکو رعد سے کہ وہ کیا ہے فرمایا وہ
ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے موکل بادلوں پر اوس کے پاس پھاڑنے کے آلات ہیں آگ کے
ہانک کرلے جاتا ہے ساتھ ان کے بادلوں کو جہاں اللہ چاہتا ہے پس عرض کیا انہوں نے
کیا ہے یہ آواز جسکو ہم سنتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک جھڑکی اور ڈانٹ کی آواز ہے جس سے
ڈانٹتا ہے بادل کو یہانتک کہ وہ پہنچتا ہے وہاں تک جہاں کا اوسکو حکم ہے۔ عرض کیا

---

[1] قولہ او سنے مبالغۃ روایت کیا ہے ۱۲ منہ

اونھون نے جو لکھا ہے جب تمام ہوا **غایۃ** الاصول مین علامہ ابن
حجر مکی نے شرح اربعین سے نقل فرماتے ہین وقت حدیث ابن مسعود الذی
رواہ الشیخان عنہ انہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان احدکم یجمع
خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون مضغۃ مثل ذلک
ثم یرسل اللہ الملک فینفخ فیہ الروح ویؤمر باربع کلمات
بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید الحدیث فانما اشار
الی احادیث صحیحۃ تتعلق بذلک ثم قال فمن تلک الاحادیث
یعلم ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم اخذھا الملک بکفہ الخ **ترجمہ**
ابن مسعود کی اوس حدیث مین ہے جس کو اون سے بخاری ومسلم نے روایت
کیا ہے کہ کہا اونھون نے حدیث فرمائی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم نے - اور حال یہ ہے کہ آپ صادق ومصدوق ہین کہ بیشک ایک تمھارے کا
(مادہ) پیدایش اوس کی ماں کے پیٹ مین اکٹھا ہوتا رہتا ہے نطفہ چالیس روز پھر
ہوجاتا ہے وہ پھٹکی مثل اسکے یعنی چالیس روز مین - پھر ہوجاتا ہے لوتھڑا مثل اس کے
پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتہ کو پس پھونکتا ہے وہ اوس مین روح کو اور حکم کیاجاتا ہے
وہ چار کلمات کے لکھنے کا - رزق اوس کا اور اجل اوس کی اور عمل اوس کا اور شقی
یا سعید ہونا اوس کا الحدیث - صاحب اس کے اشارہ کیا طرف اون احادیث صحیحہ
کے جن کو اس بیان سے تعلق ہے - پھر فرمایا پس ان حدیثون سے جانا
جاتا ہے کہ بیشک نطفہ جب قرار پکڑتا ہے بچہ دان مین - لیتا ہے اوسکو
فرشتہ اپنی ہتھیلی مین الخ صاحب الامن نے مسلم شریف کی حدیث
سے ثم یتسور علیھا نقل کرکے یہ ترجمہ کیاہے کہ فرشتہ

اور صحیح مسلم میں [illegible] حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں جب نطفہ پر بیالیس راتین گذرتی ہیں اللہ تعالیٰ اوسکی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے
وہ اوسکی صورت بناتا اور کان آنکھ کھال گوشت ہڈیاں خلق کرتا ہے الخ صفحہ ۲۵۲ طبرانی کی روایت میں ہے کہ نطفہ
کو جب رحم میں ٹھہرے چالیس دن گذرتے ہیں فرشتہ کہ وہان پر موکل ہے آکر اوسکی ہڈیوں گوشت خون بال کھال
کی تصویر کرتا ہے ملخصًا الخ فائدہ یہ صریح نص صحیح فرمانی ہے کہ سب بدن جان فرشتہ کی بنائی ہوئی
متوجہ اس مضمون کی حدیث صحیحین سے نقل فرماکر کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام
کیف یشاء اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے اور فرماتا ہے
جل وعلا ھل من خالق غیر اللہ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا سبحان اللہ کفر
وشرک کے مٹانے والے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیثوں میں فرماتے ہیں کہ فرشتہ تصویر
کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکھ کان گوشت استخوان بال کھال خون خلق کرتا ہے
الا فرق نہیں جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے مگر وہن کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا
احمق جاہلو یہ فرق لطیف اور قادر اسلام استاد شاہ خدا جلسے تمہین کن بڑی جاہلون بنایا
انتہی اللہ سبحانہ فرماتا ہے بیشک بیشک پیدا کیا ہمنے انسان کو خلاصہ سے کاسکے پھر
کردیا ہمنے اوسکو نطفہ ٹھیرا ہوا اسکان میں پھر خلق کیا ہمنے نطفہ کو خون بستہ پس بنایا ہمنے خون
بستہ کو گوشت کا لوتھڑا پس گوشت کے لوتھڑے کو بنادیا ہمنے ہڈیاں پس پہنایا ہمنے ہڈیوں کو
گوشت الآیہ محدثین بخاری وغیرہ کتب احادیث کی اس آیت تفسیر یوں کرتے ہیں کہ چالیس
روز تک تو رحم میں نطفہ جمع ہوتا رہتا ہے پھر دوسرے چلہ میں خون بستہ ہوجاتا ہے
تیسرے چلہ میں گوشت کا لوتھڑا الحدیث پس جبکہ بموجب نصوص محکم فرشتہ کان آنکھ کھال
ہڈیاں خلق فرماتا تھا چالیس کی [illegible] کے بعد ہوتا ہے تو صحیحین بخاری مسلم کیسے محمول
ہوسکتی ہیں جو چالیس بیالیس روز میں ہی انجام کو فرشتہ کا کیا ہوا بیان کرتی ہیں گو موجب
دوسری روایت کے خلق ابھی تصویر ہی سہی ابھی اس کا وقت کہاں ہے یہ فرشتہ کے

جانتے ہوتے ہیں فرشتہ کو تو اب خبر ہوتی ہے اور فرشتے کے کلام اور تصرف کے لئے چند وقت مین
مقرر ہین اونکو ایک یہ وقت ہی جب اللہ تعالے اوس نطفہ کو پیدا کرتا ہے پہر لپٹ کر اوسکو خون بستہ کر دیتا ہے
اور وہ سب سے پہلا علم ہے فرشتہ کا کہ یہ ولد ہوگا الخ - چونکہ امام نووی اور قاضی عیاض کی نظر اون آیات
قطعیہ محکمہ قرآنیہ اور اس باب کی اون حدیثون پر ہے جنمین نطفہ کا پیدا کرنا پہر اوس نطفہ کو خون بستہ
کر دینا پہر اوس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا کر دینا پہر اوس لوتھڑے مین ہڈیان پیدا کرنا پہر ہڈیون پر گوشت
چڑہا دینا یہ سب کام اللہ اکیلے کے کئے ہوئے اوسی کے کلمہ کن کا صدقہ کہلاتا ہے ہو رہے ہین جیسا
اور ہمیں کفار سے مطالبہ کر رہی ہین کہ ان بتون سے یا انکے غیرون سے جو کچھ غیر اللہ کا خلق کیا ہو
پیدا کیا ہو اوسے مجکو دکہلاؤ دو اگر کارخانہ تکوین و ابداع مین فرشتونکو کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ
کفار مصنف الامن کی مانند یہ نہ کہتے کہ تمام دنیا کی آنکہ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون
کے بنائے ہوئے ہین فرشتہ ہی صورت بناتا کان آنکہ کہال گوشت ہڈیان خلق کرتا ہے
مگر وہ تو جانتے تھے کہ فرشتہ ایسا کر سکتا تو خدا غیر اللہ کی اس کرتوت کا مطالبہ ہی کیون کرتا بتکے بتون مین
فرشتہ بھی ایک سبب اور واسطہ ہے جیسے نطفہ پیدا کرنے کی مشین نر و مادہ نطفہ کے رحم مین پہنچانے
اور قرار پانے کا سبب اور محل واقع ہوئے ہین نہ خالق نطفہ اور بچہ کے اگر کسی مصور کی بنائی ہوئی
تصویر مین جان روح کے خزانہ مین سے لیکر ڈالدی جاوے تو اس سے مصور تصویر اور روح کا
خالق یعنی تکوین نہو جاویگا تصویر اور روح ڈالنے کا سبب ہو رہیگا خالق تصویر و روح اللہ ہی ہوگا
جیسے سامری سونیکا بچھڑا بنا کر اوسمین اثر قدم جبرئیل کی خاک ڈالکے بچھڑا اوسمین بولتا تھا انکے لئے سے
اوسکو خالق ہونیکا مدعی ہوا بلکہ اوس بچھڑے کو یہود کا معبود بتلایا - مولف الامن کی اصل پر سامری اوس باطل
معبود کا خالق ٹھیرتا ہی اسلئے کہ اسنے بچھڑا بنایا تھا - سولھوین پارہ مین جو بلف سورہ طہٰ مین ہے قالوا ما اخلفنا
موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینة القوم فقذفناها فکذلک القی السامری فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار
الی قوله قال فما خطبک یا سامری قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها الایہ
فادری اسکا یہ ہے بلکہ بہنے خلاف نہین کہا تیرا اوعذ ابتدا ... بیکون اونکے

بڑ جہہ گینے کے اس قوم کے گھنڈ مین مست ہو جے وہ پہینکدے پہر یہ نقشہ ڈالا سامری نے
پہر بنا نکالا اونکے واسطے ایک بچہڑا ایک دہڑ جسمین جیلآنا نکلے کا (الی قولہ) کہا موسی نے اب تیری
کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مینے دیکہہ لیا جو سب نے نہ دیکہا پہر بہری مینے ایک ہی مٹہی پاؤن کے
نیچے سے اوس بہیجے ہوے (جبرئیل) کے پہر مینے وہی ڈالدی اب اس کے ساتھ ہی بیضاوی مین یہ
ملاحظہ فرماے علی الخطاب ای علمت ما لم تعلموہ وفطنت ما لم تفطنوا لہ وہو ان الرسول الذی
جاءک روحانی محض لا یمس اثرہ شیئا الا احیاہ اس وصاف روشن ہو کہ سامری نے اپنے علم اور
فطانت سے یہ ادراک کر لیا تہا کہ جبرئیل رسول خالص روحانی ہین جس چیز پر اون کا قدم پڑتا ہے وہ
ذی حیات ہو جاتی ہے ترجمہ تمام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام خزانہ ہین روحون کا اون مین سے
کسی غیر ذی روح کو روح مستفاد ہو جاتا اول جاتا ایسا ہی ہے جیسا عناصر کے خزانون سے جسمون کی طیاری کے
لئے مٹی - پانی - آگ ہوا کا لینا دہی ایک چیز سے دوسری چیز بنانے کی مثال ہے - برقی تار سے جو
وغیرہ لگ جاتا ہے برقی طاقت اوسکی جان کہینچ لیتی ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام خالق روح کے
اور کہ ہے عناصر کے خالق اجسام کے اور تمام جسم کہہ نہ ہو جاتے اس آیۃ مین فلاسفہ اور طبایعین اور اونکے
چیلون نے ٹہوکر کہائی ہے وہ شرک کی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین جیسے برادران وطن ہی عنصرون یعنی
دریا آگ آکاش سورج ہوا وغیرہ کو پوجا اور اونہین کا سنگتا بنا دیا الامن کے صفحہ ٢٥١ و
٢٥٢ مین جو حدیثین فرشتون کے عطائی خالق یعنی تکوین و ابداع ہانے مین نقل کی ہین
حسبنا ترجمہ کیا ہے صاحب الامن کا اوپر نقل کر آیا ہون اون کی شرح مین امام نووی شارح
مسلم یہ فرماتے ہین فقال القاضی وغیرہ لیس ہو علی ظاہرہ ولا یصح
حملہ علی ظاہرہ لان التصویر عقیب الاربعین الاولی غیر موجود
فی العادۃ وانما یقع فی الاربعین الثالثۃ وہو مدۃ المضغۃ
کما قال تعالی ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ
نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ

فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم يكون
للملك فيه تصرف آخر وهو وقت نفخ الروح عقيب الاربعين الثالثة
حتى يكمل له اربعة اشهر واتفق العلماء على ان نفخ الروح لا يكون الا بعد
اربعة اشهر ووقع في رواية للبخاري ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين
يوما نطفة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مضغة مثله ثم يبعث اليه الملك
فيؤذن باربع كلمات فيكتب رزقه واجله وشقي او سعيد ثم ينفخ فيه
الروح صفحہ ۲۲۳ جلد ۲ **ترجمہ** پس کہا قاضی عیاض وغیرہ نے نہیں ہے
یہ نہیں ہے وہ اپنے ظاہری معنی پر اور ظاہر پر اوسکو محمول کرنا درست نہیں اسلئے کہ صورت بنانا
پہلے چلّے کے پیچھے نہیں پایا جاتا عادت (الٰہی) میں اور وہ تو تیسرے ہی چلّہ میں واقع ہوتا ہے
اور وہ مدت لوتھڑے کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان
کو گارے کے خلاصہ سے پھر کر دیا ہمنے اوس کو نطفہ ٹھیرا ہوا ایکجگہ میں پھر بنایا ہمنے نطفہ کو خون
بستہ پھر بنا دیا ہمنے اوس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا پس بنا دیا ہمنے اوس گوشت کے لوتھڑے
کو ہڈیاں پس پہنایا ہمنے ہڈیوں کو گوشت (یہانتک ترجمہ ہوا آیت کا) پھر ہوتا ہے واسطے
فرشتے کے اوس میں تصرف دوسرا اور وہ وقت پھونکنے روح کے ہوتا ہے تیسرے چلّے کے بعد
جبکہ پورے ہو جاتے ہیں اوسپر چار مہینے اور اتفاق کیا ہے اسپر علماء نے کہ پھونکنا روح کا چار مہینے کے
بعد ہی ہوتا ہے (آگے مضمون آیت کے موافق بخاری کی حدیث ہے جسکا ترجمہ اوپر ہو چکا) پہلا جواب
حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونی درست نہیں ہو سکتی آیات قرآنیہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالت
کی مخالفت کی وجہ سے۔ دوسری حدیثوں کے پہلے ہوتے معنی الموافق آیات کی مخالفت کی وجہ سے
بھی اسلئے کہ تین چلّوں کے بعد سب کا ظہور ہوتا ہے اوسکو جانیں بیانیں وہ حدیث بھی جو روایت
بیان کرے وہ تو خود محتاج ہے تاویل کی نہ استدلال میں پیش کرنے لائق جو اوپر گذرا اور روایت کو
دوسری روایات کے ساتھ وہ ہے جو امام نووی کی شرح سے اوپر نقل ہو چکا ہے ا ھ جلد ۱ شرح ... عز

خلقوا کخلقہٖ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء و ہو الواحد القہار ترجمہ آیا ٹھیرائے ہین اونہون نے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا اونہون نے مانند اللہ کے پیدا کرنے کی پس پوشیدہ ہوگیا کام آفرینش کا اونپر کہدو خدا پیدا کرنے والا سب چیزون کا ہے اور وہی ہے یگانہ غالب ترجمہ تمام ہوا لفظ خلق سے جو دہوکا دیا جاتا صرف ذاتی معانی نے فرق پر دونون کے ایک ہونے کا یہ آیت تو دونون کا ایک سا ہونا بہی نہین رکہتی سورۃ الاحقاف مین ہے قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ اروني ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک في السموٰت ایتوني بکتاب من قبل ہذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین ترجمہ دکہلاؤ تو مجکو کیا کچہہ پیدا کیا ہے تمہارے اون معبودون نے کوئی حصہ زمین کا یا اونکا ساجہا ہے آسمانون کے پیدا کرنے مین لاؤ تو کوئی آسمانی کتاب اس کتاب قرآن سے پہلی یا کوئی علم چلا آتا اگر ہو تم سچے ترجمہ تمام ہوا سورۃ لقمان مین ہے ہذا خلق اللہ فاروني ماذا خلق الذین من دونہ بل الظالمون في ضلال مبین ترجمہ یہ ہے خلق اللہ کی پس دکہلاؤ تو مجکو کیا کچہہ پیدا کیا ہے غیر اللہ نے بلکہ ظالم (مشرک) بیچ گمراہی ظاہر کے ہین ترجمہ تمام ہوا اس آیت مین تو تہوڑی سی زمین اور سا جہے مین آسمان او نکا بنایا ہوا دکہانے کی کہی تہی نہ کہ ذاتی قدرت کا اثر نہ ابہی نہ لگایا اسلئے کہ ذاتی قدرت کا تو کفار عرب مین کوئی مدعی ہی نہ تہا قدرت خدا دا د ہی جو کچہہ اونہون نے پیدا کیا ہو اوسی کو دکہلا دو فرمایا جا رہا ہے منکرین عرب یہنا ہی ہنود یہود وغیرہم جو فرشتونکو پوجتے تہے وہ تو کوئی اگلی کتاب یا روایت یا توراۃ الہامی پیش نہ کرسکے اسلئے دین کے دہیر دہر یا آپنے یہ عبارت (حدیث فرمائی ہے کہ تمام دنیا کی آنکہہ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون کے بناتے ہوے ہین ص ۱۵۳ فرشتہ آنکہہ کان گوشت استخوان بال کہال خون خلق کرتا ہے ص ۲۵۲)

لیکر ذکر کیا اونسے یہ فرمایا کیا ہے فرشتونکی خلق کی ہوئی ساری دنیا کی یہ چیزین مذکورہ بالا مین مسلمانون کا

توسب فرقے جانتے اور مانتے اور علمار کتاب سنت اسے پہچانتے ہین کہ فرشتے
اسباب ہین تخلیق کے نہ خالق جیسے مشین اور بڑہی کے اوزار ہانی پر سے پولا آری وغیرہ اسباب
و آلات ہین میز کرسی تخت قلمدان وغیرہ بنانے کے نہ نجار مجازاً انکو میز کرسی بنانیوالا کہہ
سے وہ بڑہی نہ بنجائنگے جن محاورات کو داؤگیات نہ بنایا معاندین کفار محاورات
اور زبان کے جاننے والون نے آج وہ نئے دین کے مقرر کی جبائی مین مصار ہین
رہے ہین صفحہ ۲۵۳ تک الامن کے دیکھو یہان مصنف نے ذاتی عطائی کے فرق کا
راگ نہین چھیڑا اسلئے کہ جب یہ سوال پیدا ہوجائیگا کہ دنیا کی خلایق کے آنکھ۔ کان۔
گوشت پوست ہڈی۔ کہال حزن صورت یعنی تمام اجسام تو فرشتے نے پیدا کئے خدا نے
کیا پیدا کیا ہے کیا صرف آسمان زمین نجوم و کواکب وغیرہ اور تمام اسلامی فرقون کا
اتفاق خلق اجسام کے خاصۂ الوہیت ہونے پر کیا حدیث کے خلاف ہوگیا اور آیات
سابقہ ولاحقہ حدیث کے خلاف کفار سے مطالبہ کررہی ہین جنکی موافقت مین دنا ترا حادیث
کے موجود ہین سورۃ الروم مین ہے مع تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائے اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ
من شئ اثبت له لوازم الالوهية ونفاها راسا عما اتخذوه شركاء من الاصنام
وغيرها موكدا بالانكار على مادل عليه البرهان والعيان ووقع عليه الوفاق انتهى
وفيه ايضا في تفسير قل من يرزقكم من السماء والارض اسباب سماوية وارضية
االٰه مع الله قل هاتوا برهانكم على ان غيره يقدر على شئ من ذلك ان كنتم صادقين
في اشراككم فان كمال القدرة من لوازم الالوهية ترجمہ اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو پہر رزق دیا
تمکو پہر ماریگا تمکو کیا تمہارے شرکا یعنی تمہارے معبودان باطلہ ہین کوئی شخص ایسا ہے کہ کرسکے ان مین سے کچھ تہوڑا
ہی ترجمہ آیت اولی کا تمام ہوا ترجمہ اس آیت کی تفسیر کا یہ ہے ثابت فرمایا اللہ کیلئے جو نفی لوازم کو
(خدائی کے لازمون) کو اور نفی کردی ان لوازم الوہیت ... [illegible] ... سے جنکا ... [illegible]

کی ایک سرے سے اُنہنے خیالوں مشرکوں نے معبود ٹھیرایا تہا اصنام اور غیر اصنام سے
درآنحالیکہ تاکید فرمائی ساتہہ استفہام انکاری کے اوسپر جسپر برہان اور عیان کی دلالت
اور دو اتفاقات کی اوسپر ہوا تفقت ہی پہلی آیت اور اوسکی تفسیر کا ترجمہ یہہ ہی اور کون ہی جو روزی
دیوے تمکو آسمان اور زمین سے یعنی ارضی و سماوی اسباب کے ذریعہ سے جیسے بارش کے سامان یعنی
بادل بجلی ہوا وغیرہ کے مسلط کرنے ملانے پہیلانے وغیرہ سے جسکا بیان طویل احادیث
اور اس فن کی کتابوں مین مبسوط ہے اور چشمے اور ندیاں اور ان مین پانی جاری رہنے کے قدرتی
سامان زمین کی تہ مین سے اور پہاڑون مین برف برساکر جمع رکہنے اور موسم گرما مین رفتہ رفتہ
پگہلا کر اوس سے پانی جاری رکہنے وغیرہ سے پہر اجزاء ارضی و مائی دکہائی اور سورج کی گرمی کی
تاثیر وغیرہ سے پیدایش اور پرورش پہول پہل غلّہ میوہ وغیرہ کی پہر اوس سے رزق رسانی مخلوقات
کی اور بہوک پیاس دفع کرنے کی تاثیر بخشی رزق کو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتہہ کہ
جسکے لیے ایسا کہا اور شرک کی حجت اور دلیل اسپر کہ غیر اللہ قدرت پاسکتا ہے اور کسی چیز کے آئین
سے اگر ہو تم سچے اپنے شرکہ کرنے مین یعنی کمال قدرت کا لوازم الوہیت کیوجہ تہجد تمام ہوا تمام قرآن
کریم اس مضمون کی آیتون سے بہرا ہوا ہی کہ پیدا کرنا روزی دینا مارنا جلانا تدبیر کرنا وغیرہ جملہ امور تکوین
الٰہیہ قدرت کاملہ کا جو لوازم الوہیت سے ہین جبکہ خصوص قرآنیہ سے اسکو مراد الٰہی بتلاتی ہی
مفسرین سلف و خلف صحابہ و تابعین و متکلمین سب متفق ہین ہنود نے مہادیو کو مہادیو
کو معبود جب ٹھیرایا ہی جب اونکو قدرت کاملہ پیدا کرنے پالنے مارنے کی مان لی ہے
تو اوسکو بے آیت و روایت و شہادت مفسرین و متکلمین لفظی اشتراک سے خدائی مراد لینا یا دایا
کہ بوجہ غلط فہمی امور تکوین مجموعہ بات خدائی کرگذرتے ہین یہ ایسی کوری معنوی تحریف
ہی جو کسی کو اسلامی فرقون مین سے نہین سوجہی ۔ غیر اللہ جب امور تکوین اثر قدرت
کاملہ الٰہیہ کا ثابت ہین کا مخلوق کو حاصل ہونا محال ۔ تفسیر ارک
و خازن کی عبارت سے اوپر منقول ہوچکا تو اوس مین

عطا کا عذر بیان کرنا مخلوق کو خدا ٹھیرانا ہے۔ اور یہود و مجوس کا نام خیال ہے جیسا
تفسیر کبیر میں امام اہلسنت سورہ سبا کی آیت کی تفسیر یون کرتے ہیں واعلم ان
المذاهب المفضية الى الشرك اربعة (الى قوله) وثالثها قول من قال التركيبات
والحوادث كلها من الله تعالى لكن فوض ذلك الى الكواكب (الى ان قال)
فهولاء جعلوا السماويات معينا لله تعالى فقال في ابطال قولهم وما له
منهم من ظهير اما فوض الى شيء شيئا بل هو على كل شيء حفيظ جزء صفحہ ۱۵

ترجمہ اور جان تو بیشک شرک کی طرف پہنچانے والے مذہب چار ہیں الخ تیسرا ان تینوں
کا قول ان لوگون کا ہے جو کہتے ہیں کہ جو تمام قدرت کا ملہ کی ترکیب دی ہوئی چیزون کا)
اور حوادث سب اللہ کی طرف سے ہیں لیکن سپرد کر دیا ہے اللہ نے اس کام کو طرف
کواکب کی الخ تو ٹھیرایا انہون نے آسمانی مخلوقات کو مددگار اللہ تعالے سبحانہ کا پس
فرمایا ان کے اس قول کے باطل کرنے میں اور نہین ہے اوس تعالی شانہ کا ان میں سے
کوئی مددگار سپرد نہین کیا اللہ نے کسی چیز کو طرف کسی چیز کی بلکہ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے
ترجمہ تمام ہوا جب آیت قرآنی تراکیب اور حوادث کو غیر اللہ کی سپرد کیا ہوا نہین بتلاتی بلکہ ایسا
کہنے والے کفار مشرکین کی تکذیب کرتے اور اونکے اس قول کو رد اور باطل کرتی ہے تو ایسا ہی
بحق معجزہ بان خدا صاحب الامر ماتکراس ابطال سے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ اللہ سبحانہ
کے مختص کام تکوین کو مخلوق کو دیا ہوا مانتے ہیں۔ خلاصہ خاص خدائی کام تکوین لازم اور
کا مخلوق کو حاصل ہونا محال آیات قرآنی سے ثابت ہو۔ پانچ جگہ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ فرما کر
مشرکون کو الزام دیا جاوے امور تکوین مفصل آیات میں کہ کوئی مخلوق ان میں
سے کچھ کر سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بن سکے پس حدیث
کسی کسی امر تکوین کو فرشتوں کی سپرد فرمانا اس کام کو خدا سے نکالدیگی قرآن و حدیث کی عبارتی
استعارون کو حقیقی مراد بنا ڈالنا غلطات فطبیہ اپنا اس فرقہ امامیہ کے نجات کو اپنے ثبوت دیتا ہے

امورتکوین کو مخلوق کے بس کی چیز جب بناچکے تو اب معجزہ انکو انبیا علیہم السلام کے افعال اختیاری بنانے کی بنیاد یون

ڈالی جاتی ہے الامن کے صفحہ ۲۰ مین رقمطراز ہین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
ذات بابرکات مین رب عزوجل نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہین
بنقل زرقانی کلام امام غزالی یہ تھا اِنَّ لِلنَّبِیِّ فِی نَفْسِہٖ صِفَۃً بِھَا تَتِمُّ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَۃُ لِلْعَادَۃِ
جسکا ترجمہ الامن مین یہ کیا دوئم یہ کہ نبی کےلئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتاہے جس سے
افعال خلاف عادت (جنھین معجزہ کہتے ہین) انصرام پاتے ہین صف ۲۰ صحیح ترجمہ اس کا یہ ہو کہ نبی کے
لئے اوسکی ذات مین ایک صفت ہوتاہے جس کے سبب خدا کے افعال خلاف عادت پورے
ہوتے ہین ترجمہ تمام ہوا یہان بِھَا کو بِہٖ بنا جس سے انصرام پاتے کیا آگے صفحہ ۲۰ مین
ہی ہے جسکے سبب وہ (نبی) خرق عادت کرتے ہین لکھکر درپردہ عبارت غزالی معجزات کو انبیا
علیہم السلام کا کام بنادیا پھر ادسیر صفحہ ادآباد ی علمیا نے یون رنگا جلادیا اللہ نے انبیا
کو افعال خارقہ کو ایسی صفت عطا فرمائی ہے جیسے ہمین حرکت ارادیہ کی کہ جب چاہین حرکت کرین
ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین صف ۱ اس پتے کی دیوار کو اول تو یہی
امام غزالی یون ڈھاتے ہین وَلَیْسَ ذٰلِکَ بِاخْتِیَارِ الْعَبْدِ اورنہین ہی یہ بندہ کے اختیار
مین یہ عبارت احیاء العلوم کی کتاب المحبۃ والشوق کی ہے دوم حضرت شیخ محقق دہلوی جن کو
صاحب الامن نے انبیا سے بیشمار رحمتون کے نزول کی دعاوی ہے وہ عقائد ایمانیہ کی
کتاب تکمیل الایمان مین یون رقمطراز ہین معجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیراکہ خرق عادت
پروردگار از بندہ ممکن نباشد انتہی یعنی معجزہ اللہ کا فعل ہے رسول کا فعل نہین ہے اسلئے
کہ خلاف عادت پروردگار (جسکو معجزہ کہتے ہین) بندہ سے ہو نہین سکتا - افسوس جو فعل
باری بندہ سے ہونا محال اوس کو بندہ کا فعل اختیاری بتاتے ان لوگون نے نہ قہر الٰہی
کا خوف کیا اور نہ غیرت انسانی کا الوورد محشی شرح عقائد نسفی فصل اور جو فعل کے قایم مقام ہو

قسم معجزات سے ہے دونون کا ایک ہی حکم ٹھہرایا ہے بقولہ فعلہ او ما یقوم مقامہ من القول یعنی معجزہ فعل الہی ہے اور فعل سے مراد فعل اور از قسم ترک رہتا ہے جو قایم ہو بمقام فعل کے اس بیان سے کتب عقاید معتبر ہین ۔ مگر ان حضرت کو بہی نزالی اشیا سے مین اون کتابون سے چونکہ مدد نہین مل سکتی لہذا جب سورہ اسرا مین ہے وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا (الی قولہ) قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ہ یعنی اور کہا کفار مکہ نے ہم تمہاری باتون پر ہرگز ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (قدرتی) نکالو یا تمہارے لئے ایک (قدرتی) باغ ہو کہ دو مکا اور اوسکے درمیان تم (قدرتی) نہرین جاری کرو یا ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرا دو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو یا اللہ اور فرشتون کو سامنے لے آؤ یا تمہارا گھر ہو جایے سونیکا یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور تمہارے آسمان پر چڑھ جانے کو بہی ہم اوس وقت تک ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ تم ہمارے لئے کوئی کتاب اوتار کر نہ لاؤ جسے ہم پڑھ لین ۔ کہدو میرا خدا پاک ہے ۔ مین تو صرف ایک انسان پیغمبر ہون ترجمہ تمام ہوا جمل مین ہے قولہ ھل کنت الا بشرا رسولا ای کسائر الرسل لا یاتون قومہم الا بما یظہرہ اللہ علیہم من الآیات فلیس امر الآیات الیہم انما ھو الی اللہ تعالی ولو اراد ان ینزل ما طلبوہ لفعل ولکن لا ینزل الآیات علی ما تقترحہ البشر وانا الا بشر ولیس ما سألتم فی طوق البشر یعنی قول آپکا ذات جسکے بیان کرنے کو بلفظ قل حکم ہوا) نہین ہون مین مگر ایک انسان پیغمبر یعنی مثل اور پیغمبرون کی جو نہین لاتے اپنی قوم کے نزدیک مگر وہی معجزہ جسکو ظاہر کیا اللہ نے معجزات مین سے پس نہین ہے امر معجزون کا اون کی طرف سے سوا اس کے نہین وہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے اگر وہ چاہتا کفار کے طلب کئے ہوئے معجزون کے واقع کرنے کا تو کر دیتا مگر وہ نہین اتارتا معجزے رہنا اندلی (؟) بشر کی خاطر خواہ یا لیشی طلب پر نہ نہین ہون مین مگر ایک انسان اور جو طلب

مسلمانو نکا سمجھادین معجزات کے افعال مختصۃ الہیہ ہونے مین بطلان عصریون بیان ہوا ہے کہ واقسموا باللہ
جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا قل انما الآیات عند اللہ (الی قولہ) ولو
اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتی وحشرنا علیہم کل شیء قبلا الا نہ
ترجمہ قادری اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر ونکو ایک نشانی پہنچے البتہ اوسکو مانینا
تو کہہ نشانیان تو اللہ ہی کے پاس ہین (الی قولہ) اور اگر ہم اوتارتے اونپر فرشتے اور باتین کرتے اونسے مردے
اور جلا دین ہم ہر چیز کو اونکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین ۸۳۳ دیپا اصنا وقالوا لولا نزل
علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ ولکن اکثرہم
لا یعلمون ترجمہ اور کہتے ہین کیون نہین اوتری اوسپر کوئی نشانی اوس کے رب سے تو کہہ اللہ کو
قدرت ہے کہ اوتارے کچھ نشانی ولیکن اون کے بہتون کو سمجھ نہین ملا ۲ ہینک معجزات کو انبیاء کے
قابو کی بات اختیاری سمجھا ہے اون کا سمجھنا جاہلیت کے زمانہ کا خیال ہے نہ مسلمانون کا اس آیت مین
معجزے دکہانے کی ثال نہوئی ہے اتنا بڑا معجزہ مسیحو قرآن مجید و معجزات دیگر اقسام دکہانے پر
طلب معجزات کی پیاس اور پھر بھی اللہ سبحانہ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر تم چاہو تو ہم یہ نشانیان
ظاہر کردین لیکن اگر کفار نے پھر بھی کفر کیا تو ایسا عذاب اونپر نازل کیا جاویگا جو کسی اور پر نہ اوترا
ہوگا آپ نے اس کو منظور نکیا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ کے صفحہ ۱۰۷ مین نقل روایات معلوم ہے
اللہ سبحانہ اپنے علم قدیم سے اور آپ اللہ کے تبلانے سے جانتے ہوئے تھے کہ ان کفارین سے
اکثر اور انکی نسل سب ایمان لاوینگے تو بلا حکمت الہی اور شفقت و رافت نبوی اونکے استیصال
وقطع نسل کو کیسے گوارا کرتی اون معجزات مطلوبہ کفار کی روک تھام انجام کام اعجاز تام ہوگئی وہ اگر
ہلاک ہو جاتے تو آج تمام عرب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہتا ہے کون نظر آتا اور کفر و شرک جزیرۃ
عرب سے نکلکر کون اپنا منہ کالا کر جاتا میری جان اور میرے باپ مان ایسے رؤف و رحیم اللہ
کے رسول کریم پر قربان صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ عدد خلقہ وزنۃ عرشہ ورضا وکلماتہ
ہم اپنے بھائی مسلمانو نکو اس پر بہت تنبیہ تمام تعبیر سے دین دہرم کا ضرر بلکہ اخروی کہا پا چاہتے ہین

اور وہ اس مذہب کے بانی کے چند امور متعبرہ مسلمہ میں تھوڑا سا غور کرنے سے دیکھہ جائیگا۔

(۱) پیدا کرنا مخلوقات کا باسباب یعنی وسائط رزق دینا مارنا جلانا تا تدبیر جتنے امور ہین تکوین کے اللہ سبحانہ ان کامون کو اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے کرتا ہے اور اس فرقہ کی تصریحات بموجب محبوبان خدا ان کامون کو قدرت خداداد سے کر لیتے ہین فرق ہے تو وہی ذاتی عطائی کا (۲) معجزات کو یہ فرقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے افعال اختیاری ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے اور یہ عبارتین ان لوگون کی پیچھے دیکھہ لو (۳) خلیفۃ اللہ کا تصرف اس فرقہ نے ہر باہ و عقید میں شامل ناتون پر قیاس کرکے بیچ امور تکوین کے مان لیا ہے اب اے مسلمان بھائیو اس نئے مذہب کی رو سے اللہ سبحانہ کے کامونکو اور محبوبان خدا کے کامونکو مقابل کرکے دیکھو مثلاً اللہ سبحانہ نے جب کبھی اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے اونٹ یا اونٹنی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو اول نطفہ کو پیدا کیا ہے پھر اونٹ کو اونٹنی سے جفتی کرنے پر قادر کیا ہے ۔ پھر نطفہ جب رحم مین ٹھہرا ہے تو مدت معلوم مین اوسکو خون بستہ کر دیا ہے پھر اتنی ہی مدت کے بعد اوسکو ٹکڑا گوشت کا کرکے پھر اوس مین ہڈیان پیدا فرماکر پھر ہڈیون پر گوشت چڑھاکر تمام انقلابون کے بعد اوسکو پیدا کیا ہے ۔ پھر پانچ برس مین اوس بچہ کو جوان کیا ہے ۔ خدا کے کامون مین اسقدر دیر اور محبوبان خدا کے کامون مین محبوبان خدا کی قدرت عطائی کا یہ زور کہ جب صالح علیہ السلام سے اونکی قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ خلاف عادت پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو اور فوراً وہ بچہ بھی جنے اس فرقہ کے ایمان مین صالح علیہ السلام نے فوراً پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر دی اور وہ رت ہی اوس اونٹنی سے بے جفتی نر کے بلامہلت بچہ بھی پیدا کر دیا۔ اب اس نئے دین کے اندھیرے مین ناظرین غور فرمایئے خدا اور محبوبان خدا کے کامون مین کتنا فرق ہے دونون کامون کو تقابل کرنے سے ہر بصیر اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ اللہ سبحانہ کی ذاتی قدرت ایسی کامل نہین جیسی محبوبان خدا کی قدرت کامل ہے ۔ خدا کی کامونمین اتنی دیر اور اتنے اسباب پر اونکی موقوفی اور محبوبان خدا کی کامونمین یہ عجلت اور اسباب کی بے نیازی ۔ ہم مسلمانون سے جب منکرین یہ سوال کیا کرتے تھے کہ اللہ کے کامون میں اتنی

کہ نکلیگی آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیگی اعناق الابل کو بصری مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری
و مسلم نے (مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے باب اشراط الساعۃ صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ مین ہے) سید حاشیہ
مشکوٰۃ مین فرماتے ہین بصری ایک شہر ہے (سمت) حوران سے درمیان اوسکے اور دمشق کے
چند منزلون کا فاصلہ ہے اور تحقیق متواتر خبرون سے ثابت ہے کہ وہ آگ نکلی ۶۵۴ ہجری مین
حجاز سے قریب مدینہ کے اور باقی رہی وہ بقدر ہفتہ یا زیادہ تک جلتی - روشن ہوگئے بسبب اوس کے
صنبات بصرے کے جن کا نام اعناق الابل ہے - صحاح مین ہے منقضیہ پہاڑ بچھا ہوا سے
زمین سا ہموار نہو - اسپر مخالفین ہے ، بعض امور بھی ہوچکے تھے پہلے ظہور کے بعد ظہور جسپر اونکی ہوگی
ایسے ہی کسریٰ کے محل سے سونے کے جڑاو کنگن کی جوڑی وغیرہ حاصل ہوکر سراقہ کو پہنائے
جانے کی خبر دی تھی مثل سپیدہ فلق جو وقوع مین آئی اس بیان کا محل حصہ سویم ہے ان
امور کے بیان کو بڑے بڑے دفترون کی ضرورت ہے وہ ہمارا دین و ایمان ہے ہمارا ایمان کی
جان ہے امنا باللہ ربا و بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولا و بالاسلام
دینا و صدقنا بما جاء بہ و اخبر جو حضور فرما گئے ہیں اور جسکی خبر دے گئے ہیں آسمان و زمین
ٹل جاتے مگر ان کا وقوع مین آنا ملتا نہین و از انجملہ دیکھئے باب الملاحم سے عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان
تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعواہما واحدۃ و حتی یبعث دجالون کذابون
قریب من ثلثین الحدیث صفحہ ۴۶۷ و عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم رواہ مسلم صفحہ ۴۶۷

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ آپسمین مقاتلہ کرین دو بڑے گروہ اور
واقع ہووے اون مین قتل عظیم اور حال یہ ہے کہ دعوے دونون کا ایک اور
یہانتک کہ اوٹھائے جاینگے جھوٹے دجال قریب تیس کے الحدیث اور جابر بن سمرہ

بیشک مین پیدا کرنے والا ہون زمین مین خلیفہ یعنی نیابت کرے گا میری میرے احکام نیچ زمین
کے جاری کرنے میں اور وہ آدم ہین (یہ جلالین سے منقول ہے) اور مراد ساتھ خلیفہ کے آدم
علیہ السلام ہین پس بیشک وہ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین احکام الٰہی قایم کرنے
اور جھگڑوں مین خدائی فیصلے جاری کرنے اور بندگان خدا کو ہدایت کرنے اور اون کو اللہ
کی طرف کھینچنے اور قرابت قرب الٰہی دلانے کے لئے (یہ تفسیر مظہری سے منقول ہے)
اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام خلیفہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین
حدود الٰہی قایم کرنے اور خدائی فیصلے جاری کرنے کے لئے (یہ تفسیر لباب التاویل خازن سے
منقول ہے) جنون کے قایم مقام زمین آباد کرنے مین جنون کا خلیفہ ہونا وغیرہ دیگر اقوال بھی
تفسیر و لمین مذکور ہین۔ مگر کسی تفسیر مین نہین کہ پیدا کرنے یا اسباب ارضی و سماوی رزق دینے نباتات
کے اُگانے مارنے جلانے وغیرہ امور تکوینی خواص الوہیت مین بھی اپنے قایم مقام خدائی کام
کرانے کے لئے مددگار سرکار الوہیت بنایا تہا اس طرف تو ذاتی عطائی کے قزاق کا مشرقی مذہبی
کھینچ لیجاتا ہے ہر نعمت کے حصول ہر مصیبت کے دفع کا سبب حضور ضرور ہین۔ عالم سب کا سب ہی
حضور کا طفیلی ہے۔ مگر عالم کی ایجاد فنا بقا کی قدرت عطائی دلانے کا نرالا خیال باطل ہے اور محال کو
مستلزم۔ شرح عقاید نسفی سے اوپر منقول ہوچکا کہ مخلوق کا کوئی وصف کوئی کام صفت الٰہی اور خدائی
کام کے قایم مقام ہوکر صنعت اور فعل الٰہی کا کام نہین دے سکتا۔ پس بادشاہ کے نائب کے
بادشاہ کے قایم مقام ہوکر ہر سیاہ و سفید مین وہی کام کرنا جو بادشاہ کرتا ہے۔ اس کو ذکر
فرماکر ہمارے مہربان کو اس پر خدا کے خلیفہ کو قیاس کرنا اور ایسا سمجھنا نہ نہانے کے کہنے کے مخصوص
کاموں مین خلیفہ خدا کو متصرف بتلانا کہ وہ بھی وہی کام کرنے کے لئے نائب خدا ہوا ہے جو خدا
کرتا ہے۔ بہلا تو بھلا یہ ہندوؤں کا تمام دہرم ہے اور مجوس کا آئین یا اسلام کا دین۔ ہنود
برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا۔ وشنو کو مخلوق کا پالنے والا اور مہادیو یا مہیش کو مخلوق
مارنے والا اور مجوس عقول عشرہ اور دیوتا سب کو ان کاموں کا کرنے والا خدا کے قایم مقام

ہوکر مانتے ہین مسلمانون مین سے تو یہ باطل خیال ہواتے موافق الامن وخالص دربارح کے کسیکو ہوا نتھا - بادشاہ اور بادشاہ کا نائب دونون انسان اور خدا اور نائب خدا دونون خدا کب ہین - صرف اللہ سبحانہ معبود ہے اور اللہ کا خلیفہ بندہ تو وہ قیاس ملحوانہ یہان کیسے جاری ہو سکتا ہے ذاتی عطائی کے فرق کا عذر ا سو تکوین مین ا سکا جواب کس کس مین کسکے روشے ڈہلوائیگا -

مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۳۰۱ مین ارشاد شریف ہی کہ (الا انسان)

درصورت کمالات وجوب گشت واین کمالات مبنی از شرکت اسمی از کمالات

آن مرتبہ چیزے دیگر حاصل نکردہ است (الی قولہ) از ینجاست خلافت انسان را در بالجملہ

ونیز مکتوب ۲۶۶ مین ارشاد ہی فعل او تعالیٰ کہ بیچون وبیچگون وقدیم است وقایم بذات

او تعالیٰ کہ آنرا تکوین گویند در مرتبہ محدثات گنجایش نیست ودر مظاہر ممکنات ظہور تجلی

افعال وصفات بے تجلی ذات متصور نیست چہ افعال وصفات را از حضرت ذات

تعالت وتقدست انفکاک نیست تا تجلی آنہا بے تجلی ذات متصور بود وانچہ منفک

از ذات است ظلال افعال صفات اوست سبحانہ پس تجلی آنہا تجلی ظلال افعال وصفات بود نہ تجلی افعال وصفات الخ ان عبارتون سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہوگیا کہ کمالات انسانی کمالات وجوب کی صورت مین جو نظر آتے ہین اون کمالات انسانیہ نے سوائے نام کی مشارکت کے اوس مرتبہ وجوب کے کمالون مین سے دوسری اور کوئی چیز حاصل نہین کی ہے خواہ وہ خلافت ہو یا تکوین اللہ تعالیٰ کے کام کہ بیچون وبے چگون اور قدیم ہین اور اوس تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ قایم ہین جنکو تکوین کہتے ہین - اون افعال تکوینیہ کے کرنیکی مخلوقات کے آئینون مین گنجایش اور سمائی ہی نہین اور نہ ہو سکنے والی چیزون کے ظہور کی جگہ ہو رہی ہین تکوین کا ظہور ہوا سلئے کہ تجلی افعال وصفات الٰہی کے بے تجلی ذات الٰہی کے متصور نہین اسلئے کہ افعال وصفات حق کو ذات حق سے جدا ہونا نہین تا کہ تجلی افعال وصفات الٰہیہ

کی سب سے تجلی ذات حق سے منصوبہ ہو اور وہ جو ذات الٰہی سے جدا ہو یا ہے افعال اور صفات الٰہی کا
سایہ ہے اور مشغول ہیں اقلیم کی حکمت باہم عقل یونانی میں ہے کیونکہ ظل اور ذوالظل کے درمیان
مشابہت ضروری ہے صفحہ ۱۳۱ ترجمہ ہوتی ہیں اگر صاحب الاختر اپنے دعوے میں سایہ کو ازلی
بتاتے ہیں کہ میری مراد تجلی ہو سایہ تجلی تکوین کا نہ عین تکوین تو ذاتی عطائی کا فرق باطل ہوا
اور تکوین کا کام تکوین کے سایہ سے وقوع میں آنے لگا (ایسی حیوانی) یہ تو بتائی سہانا کہیں
ہندو دہریہ کا خیال اسلامی خیال کسی پہلو سے اور حال سے ہو سکتا ہے کبھی نہیں تع
این خیال است و محال است و جنون ہے انسان ہی کو دیکھو کہ وہ کہ آتا جاتا چلتا پھرتا ہے اور
اوس کا سایہ دکھائی دیتا ہے نہ پیچھے سایہ کے ہونے میں کوئی شک ہے یہ بالکل کھلا ہوا ہے.

مسئلہ علم غیب میں جو نئی بلا برپا ہوئی ہے ہم اوسکی حقیقت اور کتاب وسنت و سلف وخلف سے جو دستاویز چلا آتا ہے اوس کو ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں

صاحب انباء المصطفیٰ و الامن والعلی و خالص الاعتقاد و دفع العذاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے عالم الغیب ہونے کے مدعی اپنے دعوے پر جن عبارتوں کو برہان بناتے ہیں اور جن
دینی کتب پر حملہ کیا مرکب نقد عشرہ ہے ہم آئندہ تحقیق میں آپ کی چالاکی دکھاتے ہیں جس کو پردہ
تحریف معنوی میں چھپایا ہے روشن کئے دیتے ہیں - خالص الاعتقاد میں نسیم الریاض شرح شفا
صفحہ ۲۴۲
قاضی عیاض سے نقل فرماتے ہیں (ھذہ المعجزۃ) فی اطلاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم علی الغیب (معلومۃ علی القطع) بحیث لا یمکن انکارہا او التردد فیہا
لاحد من العقلاء (لکثرۃ رواتہا واتفاق معانیہا علی الاطلاع علی الغیب)
وھذا لاینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام
اللہ تعالیٰ لہ فامر متحقق لقولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

اس کا ترجمہ جناب یہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقینا
ثابت ہے جسمیں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجایش نہیں کا اس میں احادیث بکثرت آئی ہیں
اور اُن سب میں بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسیکو مسلط نہیں کرتا
سوا اپنے پسندیدہ رسول کے ترجمہ کیا ہوا صاحب خالص الاعتقاد کا تمام ہوا اب اس ترجمہ سے
صحیح ترجمہ کو ملاحظہ کیجیے وہ یہ ہے یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع پانے میں قطعا
معلوم ہے ساتھ اس حیثیت سے کہ کسی عاقل کو اوسکا انکار یا اس میں تردد ممکن نہیں اوس معجزہ کے
راویوں کی کثرت کی وجہ سے اور غیب پر اطلاع پانے پر اونکے معنوں کے اتفاق کی وجہ سے
اور یہ منافی نہیں (یعنی مخالف نہیں) اون آیتوں کو جو دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ بیشک اللہ کے
سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور آپ کے اس قول کے (جسکے اظہار کا حکم بلفظ قل صراحت پر ہوا ہے)
اور اگر جانتا ہوتا میں غیب کو البتہ بہتات کرلیتا میں خیر کی بس بیشک معنی آپکا وہ علم ہے جو
بغیر واسطہ کے ہو اور لیکن اطلاع پانا آپ کا اوسپر آپکو اللہ تعالے کے بتلانے کی وجہ سے بس ایسا امر
ثابت ہے بدلیل قول اللہ تعالے کے پس نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسیکو سوا اسکے برگزیدہ رسول کے
ترجمہ تمام ہوا صاف اظہار ہے کہ آیتیں قرآن مجید کی اللہ تعالے کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا علم
کھلا بتلا رہی ہیں وہ اللہ تعالے کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانیکی نفی نہیں کرتیں جس سے
مثل آفتاب نیمروز روشن کہ اللہ تعالے کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانا اور چیز ہے اور غیب جاننا
اور چیز مگر چونکہ ہمارے مہربان کی زبان قلم سے غیب دانی کا ترجمہ نکل گیا ہے اسکے اعتقاد کی
پالنے میں یہ کہا کہ صحیح ترجمہ تو یہ تھا کہ یہ معجزہ آپکے چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے میں معلوم ہے
یقینی پر جسکی جگہہ یہ دن کیا کہ آپکا معجزہ علم غیب یقینا ثابت ہے اور دوسری عبارت کا سچا ترجمہ
یہ تھا اُنکے معنی متفق ہیں حضور کی چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے پر اسکی جگہہ جناب نے یہ بنایا
بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے وغیرہ وغیرہ بیشک ترجمہ یہ تھا لیکن اسکا اطلاع
پانا چھپی چیز پر اللہ تعالے کے بتلانے کے سبب تو امر ثابت ہے اسکی جگہہ بھی من تب

چنانچہ الاسول بہ دافع الریب میں منقول ہے جو اللہ سبحانہ کو عالم الغیب غیب کا جاننے والا نہ
مانے اور غیر پر اس کا اطلاق نہ کرنے میں عرف قرآنی اور عرف اہل اسلام و نیز وجوہ کو ملحوظ
سمجھا جاتا ہے حاشیہ پر بھی دیکھ لیجئے مدرجہ ملخ غیب کی بابت مدارک التنزیل میں یوں مرقوم ہے
الغیب ما لم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق یعنی غیب وہ ہے جسکے دریافت
کرنے جاننے پر کوئی دلیل قایم ہو (جیسے دھوان ان دیکھی آگ کے جان لینے کی
دلیل ہے) اور نہ اسپر کسی مخلوق کو مطلع کیا جاتا ہے تفسیر انموذج جلیل کی عبارت خالص کے
صفحہ ۵۳ میں نقل کر کے یہ ترجمہ کرتا کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تفہیم جاننا یا آپ ہی آپ غیب جاننا
اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے سطر ۱۲ یا ۱۴ (جب غیب کو اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہیں
جاننا بیان کرنے والی آیت کے حصر کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ یہی ہے یہ تغیر ہے جسکو
صاحب خالص ترجمہ میں بیان کر رہی تو دلیل سے چھپائے والوں تعلیم سے جاننے والوں کو
آپ عالم الغیب غیب کا جاننے والا کس پر کہتے اور بتاتے ہیں عبارتیں صفحہ مسطور میں
القرآن نقل کر کے بھی وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔ تفسیر عزیزی میں ہے - اطلاع بر غیب خاصہ
پیغمبران است - ... انبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد
ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند - اس سے روشن ہو گیا کہ اطلاع بر غیب
چھپی ہوئی چیز کو بتلانے سے جان جانا اور چیز ہے اور غیب جاننا اور چیز ہے - اول خاص
پیغمبروں کا ہے جو احتیاج کی خبر دیتا ہے اور دوسرا یعنی غیب جاننا اور ہر جگہ سے ہر کسی
فریاد سننا وغیرہ یہ لائق ہیں خدائی کے خالص کے صفحہ ۲۴ میں ہے رب عز و جل فرماتا
قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ تم فرما دو کہ آسمان اور
زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں - اس سے مراد یہی علم ذاتی و علم محیط ہو کہ وہی
باری (تعالی) عز و جل کے لئے ثابت اور اوس سے مخصوص ہیں (یعنی اللہ سبحانہ کے
ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں) علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو یا علم غیر محیط کہ بعض

بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف یہ اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی اللہ سبحانہ اس نقص اور کوتاہی سے پاک ہے) لا یعلم الغیب الخ کا ترجمہ لفظی یہ ہی کہ اللہ کے سوا کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہیں جانتی جب غیب نہ جاننے اور جاننے کے معنی وہی ٹھیرے کہ تبلائے بے جاننا غیب نہ جاننا ہے یا کہ غیب پر اطلاع پانا ہے اور بے بتائے اور بلا دلیل جاننا غیب جاننا ہے عرف کتاب و سنت و مسلمین میں یاس مذہب کے سرپرست دعلی خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں صفحہ ۲۶ ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے مساوی (برابر) ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اوسکا خطرہ گذرے (سطر ۱۷ و ۱۸) کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلے سب کے جملہ علوم جمع کئے جائیں تو اونکو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے (سطر ۱۱ تا ۱۴) اور خالص ہی کے صفحہ ۷۴ کی عبارت عربی جو آئندہ حاشیہ پر آئے گی اوس کا ترجمہ یہ ہے ہم نہ علم الٰہی سے (مخلوق کے علم کا) باہم برابر ہونا مانیں اور نہ غیر اللہ کے لئے علم بالذات جانیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے بھی ہم اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا باہم برابر ہونا ثابت نہیں کرتے۔ مگر بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت کرتے ہیں۔ ترجمہ تمام ہوا صاحب خالص نے یہ مذکورہ بالا جو لکھا سب حق ہے بیشک مخلوق کے لئے اللہ سبحانہ کی برابر علم ہونے کا شبہہ اس قابل نہ تھا کہ مسلمان کے دل میں اوسکا خطرہ گذرتا اور ایسا ماننے والا مسلمان ہی کب رہ سکتا ہے اس مذہب کے مددگار مؤلف علما سرپرست مذہب کی اس تقریر سے راضی نہیں معلوم ہوتے اسلئے کہ وہ اس کے وظیفہ میں یہ لکھ چکے کہ جسے خدا کو علم سکھانے سے عاجز کب کہا ہے ناظرین اب تم دیکھلو صاحب خالص الاعتقاد کے حواری مددگار مذہب علم الٰہی کی برابری کے مدعی خالص والے کی تقریر روشن و تاباں کی رد سے مسلمان رہتے ہیں یا نہیں اور

ہوئے سے واقف ہیں ہماری آوازوں کو سنتے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہمارے احوال کو جانتے
ہماری صورتوں کو پہچانتے ہیں وغیرہ صفحہ ۳ سمجھو خود اس کے قائل ہیں کہ آنحضرت کے طفیل میں
آپ کے اولیاء امت کو بھی غیب ذاتی کا مرتبہ حاصل ہے صفحہ ۱۶ (الی قولہ) البتہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں عیانی اور سمعی ہونے کا فرق کرتے ہیں۔ باقی احاطہ اور استغراق
میں اللہ اور اوس کے رسول کے علم میں کچھہ فرق نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
اولیاء امت کے علم میں کچھہ فرق نہیں انتہی بقدر الحاجۃ صاحب تہذیب رامپوری لکھتے ہیں اگر یہ کہا
جائے کہ بعض کا علم امور غائبہ میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور بعض کا نہیں تو یہ مستوجب
ترجیح بلا مرجح کے ہوگا۔ کیونکہ نسبت علم وباعث انکشاف تو وہی ذات وحدہ ہے اور نسبت
اوس (تعالیٰ شانہ) کو جمیع معلومات سے علی السویۃ (یعنی برابر) ہے پھر بعض کو جاننا اور بعض کا
علم نہونا کیسا اور صفحہ ۱۸ میں ہی قول مشابوری العلم المحیط لیس الا للہ بہت درست ہے
مراد اس سے بھی علم بالذات ہی ہے قول آیۃ الا ما علمہ اللہ اسپر دلیل ظاہر ہے انتہی

اسپر بیباکانہ زبان قلم سے اول ہی نکلا ع یہ سب گھر اوسی کے بسائے ہوئے ہیں یہ
اس مذہب کے سرپرست اعلے نے بعض غیوب کا علم انبیاء و سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ

سلہ تہذیب کے اخیر صفحہ میں ہے کل کا علم اپنے بندہ کو دیدیتے ہیں برابری تمام اور ذاتی کیسی ایں ان حضرت نے باوجود کمیت میں برابری ثابت کرنیکی برابری کے الزام کو ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھایا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں اگر جملہ علوم غیر متناہیہ ماضیہ اور آتیہ کو حضرت کو عطا فرما دے۔ اور معلومات الٰہی معلومات بشری کے بالفرض برابر ہی ہو جاویں تو بھی مثل علم الٰہی کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ تو عطائیت ایزدی ہے اور وہ ذاتی متفردی۔ اس سے کہل گیا کہ صاحب تہذیب مساوات اور مماثلت کے الزام کو اوسی ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی برابر علم ماننے کو اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے سرپرست مذہب صراحۃ کفر و مخالف عقائد اسلام بتلاتے ہیں۔ آئندہ متن میں دیکھہ لو ۱۲

علیہ وسلم کو دیا جاتا منجملہ ضروریات دین تخییر اکرا و نکو مشرک کہ۔ بلکہ اون مین اونی شک کرنیوالیکو
بالیقین ایسا کافر بتایا تھا کہ جو اوس کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر۔ عبارت رسالہ اوپر بھی دیکھو
مولوی محمد اللہ رسولپوری نے چار سوالون کے جواب مین مولف رسالہ لکھتے ہین ایسا علم محیط
اونکے لئے ماننے اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے تو اگرچہ مشرک نہو مگر صریح کفر و مخالف عقائد
اسلام ہے ایسے عقیدہ والے کی امامت باطل محض ہے اور اسے دانستہ امام بنانا حرام
بلکہ خود کفر ہے صفحہ اول سطر ۱۰ و ۱۱ –

سبحان اللہ عجیب ملا ہے جاہلے کی اس حد کو جو باتفاق فرق اسلامیہ نہی قطعی قرآنی و حدیثی سے
ثابت تھی ختمی وجہ سے اسکو سب نے منجملہ ضروریات دین رکھا اب اوسکو کیسے کیسے عمدہ نکہاروں سے
منطق زمانہ ساز کے صاحب تہذیب رد کرنے لپٹے ہوگئے اور صاحب ازالہ نے تو کوئی
حد ہی نرکھی اسمہ احمد کا بہانہ کرکے الوہیت آپ کے لئے ثابت کرنیمین مضارع سے برات کردیا
صریحت اعلے کی کتابون مین صفات الٰہیہ ذاتیہ و فعلیہ اور محبوبان خدا کی صفات مین ذاتی عطائی
کا فرق دعوے دوام سے مطلوب الایمان لکھا و بلکہ اور صفحہ ۱۶ اعلام ابن حجر کا یہ قول و کہکر کہ غیب
سبحانہ کا علم واحد ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے اور ہر پارہ کو قبول ہی نہین کرتا اسپر رد اعلیحضرت
کہ حبیب ہمارے حد بد جوال مذہب مین وہی علم الٰہی ہوسا ہو رہا ہے آپ کو علم اللہ اور رسول اللہ کے
علم مین احاطہ و استغراق مین برابری ٹھہر رہی ہوئی - ہان اگر ایسا ہوتا کہ آپ کو اللہ سبحانہ اپنے
علم کا غیر عطا فرماتا جیسا کہ آئمہ مسلمین اور یہی علامہ ابن حجر کہتے ہیں۔ اوسی صفحہ اعلام مین اوسی
قول ابن حجر کا اخیر یہ موجود ہے وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللهِ تَعَالَى یعنی اور وہ علم مخلوق کا اللہ تعالے کے
علم کا غیر ہے ۱ ہ یعنی در حقیقت بھی آپکو نزدیک دوسرے سب کے یکسان سمجھنے دیکھنے کا
اعتقاد خدا کی مانند صاحب ازالہ بلکہ اس فرقہ جدیدہ کے سب افراد کا ناظرین تم دیکھ چکے تو تمام
نصوص حصر و مفسرین و شراح حدیث و فقہا و متکلمین و صوفیا سے محققین کے موافق
جو غیر ذاتی مین یہ دو عبارتین ہین کہ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران است – اور دوسری یہ کہ

انبیا و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از ہر جا و قدرت جمیع
مقدورات ثابت کند انتہی یعنی غیب پر اطلاع پانا خاصہ پیغمبروں کا بتلایا اور غیب جاننا
اور ہر جگہ سے ہر کسی کی فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت رکھنا لازمہ الوہیت اور خدائی
کے بتلاتے ہیں جو آپ کے لئے ثابت کرے مانتے ہیں صاحب ازالہ و صاحب تہذیب بلکہ اس فرقہ کے
سب لوگ بل رہے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ سے ہم اوپر نقل کر آئے ہیں یہ کہ تمام مخلوق
کے جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے برابر ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اسکا
خطرہ گذرے علم محیط تمام معلومات الٰہیہ کا کسی مخلوق کو ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے تمام اہل عالم
اگلے پچھلوں کے جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں
میں سے ایک حصہ دس لاکھ سمندروں سے رکھتا ہے۔ اور اللہ کے عطا فرمانے سے بھی اللہ کے
علم سے مخلوق کے علم کا برابر ہونا ہم ثابت نہیں کرتے ہاں بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت
کرتے ہیں انتہی ملخصا۔ لیکن شبہہ کا مسلمان کے دل میں خطرہ گذرنے کے قابل نہ تھا وہ آپ ہی کے
جب مذہب کے ارکان کا ایمان بنگیا ہوا اور دیکھو اعلام الاذکیا میں ہے ازل سے
ابد تک کی چیزیں جو ہو چکیں اور ہونے والی ہیں سب کا علم آپکے واسطے حاصل ہے راقم کہتا ہے
آپ کا مطلع الغیوب ہونا بنسبت جمیع اشیاء و حقایق و دقایق و اسرار عالم ملک و ملکوت وغیرہ کے
بھی تفصیل کے ساتھ صراحۃً ثابت ہے۔ صفحہ ۱۳ سطر ۷ تا ۹ سلیمان کے لئے بعض موجودات کا
علم ثابت ہے قطعاً نہ کل موجودات و معدومات کا بخلاف ہمارے سرور کے کہ وہ علم حاوی
و محیط جملہ آسمان و زمین کو ہے نہ صرف موجودات یا بعض کا (الی قولہ) ہمارے سرور کا ثابت
کا علم بطریق اطلاق و عموم و احاطہ و شمول ہے صفحہ ۱۹ سطر ۱۲ تا ۱۹ اس دعوے علم مطلق
احاطی تفصیلی پر صاد اس مذہب کے سرپرست کا اعلام کے صفحہ ۲۰ میں دیکھو وتدرے
او کیا میں سے یہ ہے جسکے دلائل کی کافی تفصیل بقدر حاجت مولانا الفاضل الکامل عجب لئے
بیان فرمائی سطر ۳ و ۴ رماح کے صفحہ ۹ میں یہ شکایت ہے کہ مفتی سید احمد برزنجی مدنی نے کی

عبارت میں جو میری طرف منسوب ہے ذات و صفات الہی کا صریح استثنا موجود ہے اور اس کے
۲۱۳
علاوہ ان میں خلاصہ کرنے والے عالم عارف محدث دامت برکاتہم کی نظر اسپر ہے
فصوص میں ہے تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے محدود ہوا جاتا ہے اور عالم کی تمام چیزیں
ضبط اور احاطہ میں نہیں آسکتیں اور نہ اسکی ہر صورت کی حد جانی جا سکتی ہے۔ مگر اسقدر
صورتوں کی حد معلوم ہو سکتی ہے جتنا ہر علم والے کے ذہن میں جہان کی صورتیں آتی ہیں
اسی طرح حق تعالے کی حد بھی معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ اسکی حد تمام صورتوں کے علم سے
معلوم ہو سکتی ہے اور تمام صورتوں کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالے کی حد بھی محال
ہوئی صفحہ ۹۰ تیسری حکمت فص نوحی مترجمہ لکھنوی بشہادت شیخ اکبر جہان کی تمام صورتوں کا
علم حاصل ہونا محال تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے کا محدود ہونا لازم آتا ہے تمام چیزوں کی
حد نہیں ہو سکتی اسی طرح حق تعالیٰ کی حد بھی نہیں معلوم ہو سکتی۔ اس سے تو واضح طور پر یہی سمجھا جاتا
ہے کہ جیسے ذات و صفات الٰہیہ کو جبتک کہ مخلوق کے لئے اس عالم کی تمام صورتوں
کا علم احاطی تفصیلی ماننا اور اسکا ذات و صفات الٰہیہ کو جیسا نہ جیسا دونو برابر ہیں اسلئے
کہ عالم کی تمام صورتوں کو تفصیلوار جاننا کنہ ذات و صفات الٰہیہ کے جاننے پر موقوف ہے
چہ جائیکہ اس عالم سے ہزار ہزار زید وافزون کے علم محیط تفصیلی کا دعوے کیا جاتے
جبکہ اس استثنا کا عدم اور وجود برابر تو اہل علم کو کس سند انہا ہیت عجوب ہے —
مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی کے استفسار اول سے اوپر یہ منقول ہو چکا اشعیاہ کی کتاب
کی عبارت کا مفاد کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہے - پس ارادہ ہر دیا علم تمام صفات الٰہیہ
غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جیسے ذات الٰہی غیر محدود اور متناہی ہے اور ارادہ الٰہی کی تمام مرادیں
یہی عالم ہے - پس اخبار عالم کے متناہی اور محدود ہونے سے ارادہ الٰہی کا محدود و متناہی ہونا
لازم آتا ہے - صاحب انبار المصطفےٰ والاسن ورنج نے تمام عالم کے ذرہ ذرہ و حالات
ذرہ ذرہ و غیرہ کا علم کہیں احاطی تفصیلی آپ کو ثابت کرنے کے لئے بہ مدمنیدی کی دو حدیثیں نافی

ومکانی یون بناڈالین کہ عرش سے فرش تک اور ابتداء آفرینش آدم علیہ السلام سے دروغ عنت ناقل
ہونے تک اور پھر آپ ہی رسالہ حرمین کے تازہ عطیہ کے صفحہ ۹ مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ہر ذرہ
مین اوس کے لئے علوم غیر متناہیہ مین سطر ۱۴ متناہی بالفعل اور غیر متناہی بالقوۃ کا پردہ رکھا
آپکے دستکار لینے اور وہی مرعی کی ایک ٹانگ سمجھا ہلکو اقرار بھی الحکایتی اور دعوے مین کل
عالم کو لے لیا جو بالفعل متناہی ہے اور بالقوۃ غیر متناہی مگر اس راز گہات کا مستمر لگا رکھا
کلام شریف نے خطاب عالم کے جو گذرا کہ اس عالم کی ایک صورت کی حد بھی نہین جانی جا سکتی
تو آپ ہی ایک صورت مین علوم غیر متناہی ہوئی خواہ وہ صورت ذرہ ہو یا قطرہ اور یہ بالفعل
متناہی اور محدود ہے اور بالقوۃ غیر متناہی اور غیر متناہی ہونے ہی کی وجہ سے مخلوق کے
علم کے قابو کی بات نہ ہی جس تعالے شانہ کے علم مین غیر متناہی معلومات جاننے کے
غیر متناہی سلسلے ہین ان غیر متناہی کا جاننا بھی اوسی کے قابو کی بات ہے اس آسانی
سے سمجھا دینے کے لئے ہمارے شیخ نے دافع الریب مطبوعہ مطبع افضل المطابع مرادآباد
کے صفحہ ۹ مین ارقام فرمایا ہے۔ فریقین منظر الفضائل ملاحظہ فرمائین۔ بہ لادہ کلنا حیوان
مطلق (غیر ناطق) تو درکنار حیوان ناطق ہے جسکو اول تو جب مین سب نے موجب بجا رہے امر
سمجھ مین آجاوے کہ آپ کو اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کے تغیرات کو نسبت ذرہ ذرہ اور
اوسکے عوارض کا علم تفصیلی اجمالی حاصل ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کو اول نفس کلیہ نیا پھر دیا نسے
حضرت زمین مین آیا اور رنگ خاکی اور مزاج سرد خشک بوجہ ترکیب پایا۔ فرض کیجئے پھر یہی
ذرہ بیشمار ذرون کے ساتھ جسم درخت مین پہنچکر پتون مین گیا۔ پتون سے رنگ سبز مزاج سرد
پایا پھر ان پتون کو ڈھورنے کھایا تو وہ گوبر مین گیا۔ گوبر کا سا رنگ مزاج گرم خشک ہوا پھر وہ
گوبر کے کیڑے مین گیا۔ رنگ [illegible] مزاج سب پایا۔ کیڑا مرغی کھا گئی مرغی کو [illegible] سے
کہا [illegible] زمین کا جزو ہو گیا۔ پھر دوسرے طور [illegible] قیامت تک کہا [illegible]
اور یہ تو صرف ایک ہی ذرہ کے تبادلات ہین سب اشیاء عالم کے بیشمار ذرون کے بیشمار تبادل

وغیرہ مین جو مشغول ہین اونکو دیکھئے ہر ذرہ مین معلومات غیر متناہی کی تفریح ہے اور واقع مین
یہ منزے جو تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی ہے اوس کا ترجمہ یہ ہے - جیسے یہ آیت مفاتح الغیب
کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے تبلاتی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے علم محیط کی صفت
یکتائی پر برہان عقلی بھی دلالت کرتی ہے۔ تقریر اوسکی یہ ہے کہ آثار اور نتیجون اور صنعتون کے
علم حاصل ہونے کا سبب اور موثر کا جاننا ہے اور موثر اول کل ممکنات مین اللہ تعالے ہے تو پہلی
کنجی جمیع معلومات کے جاننے کی جاننا اللہ کا ہے اور اللہ کا علم نہین - مگر اللہ ہی کو اسلئے
کہ غیر اللہ اثر ہے اور اثر وموثر کو نہین جان سکتا - ترجمہ تمام ہوا - بھلا اہل سنت کے جن امام عالی مقام
کے کلام مین آیتون کی تفسیر مین مراد الہی یہ بتلائی جاتے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت
بھی بمقابلہ حقایق اشیا قدر قلیل ہے تھوڑی ہے - اور باستثنار کنہ ذات وصفات باری جمیع
معلومات کا جاننا کنہ ذات الہی کے جاننے پر موقوف ہے اور کنہ ذات الہی کا جاننا محال لہذا
باستثنار کنہ ذات وصفات الہیہ جمیع معلومات تو در کنار کائنات کا جاننا بھی محال جو شیخ اکبر نے فرمایا
وہی حق حقیق رہا - پس انہین (امام رازی) کے کلام سے حقائق اشیا اور جمیع معلومات مذکورہ کا علم
تفصیلی اکابر انبیا کے لئے تجویز کرنا تحریف معنوی ہے خالص الاعتقاد مین ترجمہ عبارت کبیر کا کیا ہے
اس عالم کی تمام جنسون اور نوعون اور صنفون اور شخصون اور بدنون ہر ہر مخلوق مین حکمت الہیہ کے
آثار پر اونہین اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیا ہین علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم کو تمام چیزین جیسی وہ ہین دکھادے اھ **اقول**
یہان مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت کے نزدیک انبیاء کرام اس عالم کی تمام مخلوقات کے
ایک ایک ذرہ کی جنس صنف نوع شخص جسم اور ان سب مین اللہ کی حکمتین بالتفصیل جانتے ہین
زنادقہ کے نزدیک کا فر مشرک ہونے کو یہی بہت ہے - الخ صفحہ ۲۶ و ۲۷ - امام نے عالم کی جنسون
نوعون - صنفون شخصون - بدنون - مخلوقات الہیہ مین جو حکمت باری کے آثار ہین اون آثار پر انبیا
علیہم السلام کو اطلاع ہوتی تبلائی تھی نہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف

مخفی بلنے پر اور ایسے ہی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض
کے ذیل مگر ہمارے مہربان کو تو نامیوں پر فتح پانے کی دھن میں مقصود و نامقصود سبھی کی سپاہ اسماء
سے لشکر طیار کرنا ہے اسا اس دھن میں فما اوتیتم من العلم الا قلیلا ہ کی تفسیر میں
جو انہیں امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی بمقابلہ علم الٰہی اور نیز
بمقابلہ حقائق اشیاء قدر قلیل ہے اور آیت مفاتح الغیب کی تفسیر میں تو یہ فرمایا ہے جیسے یہ
آیت مفاتح الغیب کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے بتلا رہی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے
علم محیط کی صفت یکتائی پر برہان عقلی بھی زور بازو لگا رہی ہے - برہان عقلی کی تقریر اور دیکھ لو
اس کا خیال تو اوسکو ہوتا جو قہر الٰہی سے ڈرتا اور اہل بصیرت کی نظروں میں خفیف ہونے کا اندیشہ
کرتا اور جسکو فتح کے شادیانے نقارچیوں نے فلک پر پہنچا رکھا ہو بھلا اوسکی پلک بھی کہیں جھپک
سکتی ہے - اسکو اہل علم جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اشیاء عالم میں حکمت الٰہی کے آثار
کو مشاہدہ فرماتے ہیں انپر اطلاع پاتے ہیں - اجزاء عالم سے بڑا ہو یا چھوٹا کسیکے اللہ سے اپنے
وجود اور بقا میں بے نیاز ہونے کا اونکو وہم بھی نہیں ہوتا سکو مجردات ہوں یا مادیات اوسی کی قدرت
کا اثر حق الیقین و عین الیقین جانتے ہیں - پانی مٹی - آگ ہوا مجردات و مادیات عالم اسفل
و اعلی کی کائنات کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی اونکے آثار پر مطلع ہوتے
جاتے ہیں اونکی جوتیوں کو بھی اس باطل کی گرد نہیں لگتی کہ خدا نے اپنی صفتیں بندوں کو دیکر
ڈالی ہیں صفات الٰہیہ و صفات اکابر یا اصاغر عباد میں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے یہ مقصود
تو ہمارے بھائیوں پر بھی لوٹ پڑی ہے کہ اپنی ہی املاء الاذکیاء میں کلام ابن حجر میں یہ دیکھ لیا
علم الٰہی واحد ہے تجزی اور انقسام پذیر نہیں اس سے یہ خیالی پلاؤ پکا لیا کہ جب آپ کو وہی علم
الٰہی عطا فرمایا گیا تو جب وہ بٹا نہیں تو اوس علم الٰہی کی تمام معلومات علم نبوی کے احاطہ میں
آگئیں - افسوس انہوں نے اسی املاء میں ابن حجر کے اوسی کلام کے آخر میں یہ نہ دیکھا و ہو
غیر علم اللہ تعالی یعنی وہ علم مخلوق کا علم الٰہی کا غیر ہے - نہ عین جو ان دونوں کے درمیان

چڑھنیوالے ہیا تیم کی رعایت سے مصیبتیں دفع ہوتی ہیں رزق ملتا ہے۔ مگر اسلام نے کبھی کسی کو ان سے عقل علم ذہن دولت اولاد وغیرہ مانگنا نہیں سکھایا یا کسی کی نسبت بعد علم اور ایمان وغیرہ نصیب ہو اور اسکو بطور رمز و اشارے و استعارے سر پر بال اُگنا ناکہہ دیتا موہم مذکور بالا غلطی کا نہیں و رعوام کا کسی تاویل سے یہ رٹنا کہ محبوب سبحانی بھو کون کو ان پیا سونکو پانی کرتی محبت نفرتی نہیں برادران وطن کی ایک سیٹھا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی ملکوت دیکھنے کو ذرات ارض وسماوات کے علم کی تفصیلی عیانی اطلاع پر ڈ ال لینا دوسری ان آیت قرآنی سے آنکھیں بند کر لینا ہے اَوَ لَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طہ بھی کیا اور نہیں نظر کرتے (وہ کفار) آسمانوں اور زمین کی ملکوت میں۔ ترجمہ تمام ہوا آسمان وزمین کی ملکوت میں نظر نکرنے پر کفار کی جب شکایت کی گئی تو کیا ذرات ارض وسموات کو تفصیلوار دیکھ لینا اون کے قابو کی بات تھی یا اس ملکوت سے مراد وہی ہے جسکو مفسرین نے بیان کیا ہے نہ وہ جو اس منتر نے دین کی ٹکسال میں ڈھلا ہے۔ یہ فرقہ اہل سنت بلکہ اہل ملت سے نرالی اڑانے میں ذرا پس و پیش کا خیال نہیں کرتا۔ یہ حضرات اون حدیثوں سے جن میں مکاشفات رسالت پناہی کا بیان ہے کہ زمین کو آپ کے پیش نظر کر دیا پس دنیا میں جو ہوا اور ہونے والا ہے اس کو دیکھ لیا اور آپ کے روبرو امت پیش کی گئی آپنے سب کو پہچان لیا وغیرہ اس سے ہر وقت ان اشیا کو پیش نظر ہونے کی اعتقاد کرتے ہیں۔ حالانکہ علی قاری بعنوان فریقین حدیث تجلی لی کے ذیل مرقاۃ میں فرماتے ہیں لا يلزم منه دوام المكاشفة[1] یعنی لازم نہیں آتا اُس حدیث سے ہمیشہ کھلا رہنا اشیا کا خیر یہ تو ملا علی قاری کا قول ہے۔ اگر ان لوگوں سے کبھی کوئی

---

[1] پس وہ جو مدارج سے فائدہ میں مصنف نے نقل کیا ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا آن نفخہ اولے بروے منکشف ساختند تا اخر حق ہے اور کشف کی حالت میں علوم انکشاف حسب وقت ہوا اور جب وقت نکلے سبب اوٹھ گیا تو جو یاد رہا سو رہا اور جو یاد سے اتر گیا۔

مستند بھی مگر اپنی ہوا کے مخالف انکا قول کب مانا جاویگا مخصوص صریح صحیح حدیثوں سے
ملاحظہ فرمائیے مشکوٰۃ کے باب فی المعراج کی فصل اول کی حدیث مسلم بروایت ابی ہریرہ میں ہے

لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی
عن مسرای فسألتنی عن اشیاء
من بیت المقدس لم اثبتها فکربت
کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی انظر
الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتهم بہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ
دیکھا ہے اپنے آپ کو (مقام) حجر مین اور حال یہ ہے
کہ قریش مجھسے میرے سفر معراج کے بارہ مین بات
جو میری یاد مین نہ رہی تہین پس ایسا سخت کرب وغم
لاحق ہوا مجکو جسکی مثل مجکو کرب وغم نہوا تھا
مین زمانہ گذشتہ مین۔ تو اوٹھالیا اوس بیت المقدس کو اللہ نے میرے لئے کہ دیکھون مین
طرف اوسکی نہ پوچھتے تھے وہ مجھسے کسی چیز کو کہ خبر دیتا تھا مین اوسکی اور اوسی کی نشانیات مین

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش
قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس
فطفقت اخبرهم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
(کہتے ہین) کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ فرماتے ہین جب جھٹلایا مجکو قریش
نے (سیر معراج کے بارہ مین) کھڑا ہوا مین حجر مین
پس روشن کردیا اللہ نے میرے لئے بیت المقدس کو پس خبر دینا شروع کیا مین نے اونکو
بیت المقدس کی نشانیون سے اوس حالمین کہ دیکھتا جاتا تھا مین طرف اوسی بیت المقدس
کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس مضمون کی حدیثین کتب حدیث مین
بہت سی ہین سب سے یہی ثابت ہے کہ پہلا مشاہدہ حق کہ ایک ہی رات گذری تھی صبح کو ہی
بیت المقدس کی نشانیون کا ان نشانیون کی یاد شریف سے اوتر جانے کی حالت مین
نشانیون کے بتانے مین کام نہ آیا صبح بجالانے بھی پھر یاد آجانے کا کام نہ دیا تب ہی
تو ایسا سخت غم اور اندوہ لاحق ہوا کہ ویسا کبھی لاحق نہوا تہا۔ جب اللہ سبحانہ نے
بیت المقدس کو پھر نظر شریف کے روبرو کردیا۔ تب ہر و ریاضت کی ہوئی چیز کو دیکھکے

اوس کے بتہ اور نشان سے بتلائے گئے نہ یہ کہ ایک نظر ڈالکر ہر بے نظر ڈالے سب کو
بتلادیا ہو رات کی تجلی چشم ظاہر سے دیکھی یہانی بیت المقدس کی صحنکو ہی اشیا جیسے بیت المقدس
کے بتلانے میں کارآمد ہوئی تو پہلے سا شغلون سے ابتداء دنیا سے انتہا تک کی اشیاء
عالم و عوارض اشیاء کے ہمیشہ کے لیئے پیش نظر ہے پہر اوس سے علم محیط تفصیلی ثابت
بنانے کے لیئے معلوم نہین کونسے وجہ منطق سے یہ نیا فرقہ دلیل اور برہان قایم کرے گا
مَاکَانَ وَمَایَکُون کو یہ فرقہ سے دوڑتا ہے اوسکی کل بہی حدیثون منقولہ بالانے ہمکا
سے بتہادی ہمارے شیخ نے دافع الریب مین ایک فصل شفاء قاضی عیاض کی اوافر فصول
شفاء سے نقل کردی ہے تاکہ واقف ہوجاوے ان لوگون کے ان کے مستند کلام سے کہولدین
اوس **ماکان ومایکون** کو قاضی عیاض نے نظر بر جمع بین النصوص **مما اوحی الیہ** سے
مقید کیا ہے یعنی جو ہوگذرا اور آیندہ ہووے گا اوس قسم سے کہ وحی کیا گیا ہے وہ طرف
آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پس ماکان و مایکون مین سے اوسیقدر بزرگ کا
علم حضور کو عطا ہوا کہ وہ بہی بہت وسیع اور سب سے زیادہ ہی جسکی معرفت کا بوجہ بہاری سمجھ
کو بوجہ کے اوٹھانے سے باہر ہے) نہ مکاشفات کا بطور استیعاب کے تبیانا لکل شی
اور تفصیل کل شی سے داو جلایا ہوا او کا اپنے ہی اس قول کے خلاف ہے اور ان
عمومات کو عموم عرفی مانتا ہے جیسے تدمر کل شی او تیت من کل شی مین صفحہ اول جارسوالو کے
جواب ہادی تحریر سے **تو دما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ** اور قل لا اجد فیما اوحی الایۃ
و دیگر نصوص حصر قرآنیہ اور مشاہدات اور واقعات کے خلاف لازم آسکے نے سوالنبیا
بلفظ کل کے عموم سے تمام دنیا کی مغیبات کا علم تفصیلی حضور کو ثابت کیا تھا انبار المصطفی
اور اسکو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ دلالت فرماکر انبار کے صفحہ سوم مین نہایت زیرکی سے
کام لیا تاکہ اس احاطہ کے منکر کو ضروریات دین کا منکر ٹھیراکر کافر بنانا آسان ہوجاوے
مگر نیا سیدھا لیا ہول کا لوہا مانکر اس دعوے کا ہی جانب جو دہی سکوٹ لیا خالقو دو باکے

دیکھو تو پہلی آیت منجملہ موجودات فن شعر کی آپ سے نفی کرتی ہے جسکے معنی یہ ہیں اور نہیں
سکھایا ہمنے آپ کو علم شعر کا اور نہ وہ آپ کے لایق جب یہ نالایق علم آپ کے لایق نہوا تو
نہ بعد معراج اوس کا حاصل ہونا ممکن اور نہ وقت وصال[۵] اور دوسری آیت قرآن مجید
کے شعر سحر کہانت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر ساحر کاہن نہونے والی[۱]
بعثت پر سا کرچہ یہی باتیں گزشتہ واسطے تبلا رہی ہے تو یہ فنون و علوم کلیاً تہا و جزواً نہ
شعر سحر کہانت کے آپ کی معلومات پاکیزہ سے نکل گئے جنسے دفاتر بہرے ہوئے ہیں
تو ساری کائنات یا تمام ممکنات کا علم احاطی تفصیلی آپکو ثابت کرنا ان آیتون کو رد کرنا ہے
ایسے ہی وما تعلم نفس ما اخفی لهم الآیہ دانسائیا کو بعض کوئی نفس نہیں جانتا ہے اوسکو
جو چہپا دیا گیا اُن سے آنکہون کی ٹہنڈک سے ایسے ہی اقباس خمس غیب کے پانچون خزانونکا
بالاستیعاب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالے کے یا لاپڑنے چلانے سے پہلے
وہان بعض کو ان میں سے بتلا دیا جاوے تو یہ اس حصر کے منافی نہیں ایسے ہی و منہم
من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص الآیہ ہے جو یہ ثابت ہو رہا ہے
کہ اُن پیغمبرون میں سے بعض وہ ہیں جنکے قصے بیان کردئے ہیں تیرا اور بعض وہ ہیں
جنکا بیان نہیں کیا ہمنے ؛ ناظرین بنظر انصاف غور فرمائیں اس میں کہ جب صاحب انبا
المصطفے کی اس تصریح (کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن
بھی کس درجہ کا مفصل) کے بموجب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل (کے
بموجب انبیا علیہ السلام کی سوانحعمریان مفصل روشن بیان کے ساتھ دکھلانے کے
خاص قرآن کریم میں صاحب انبا اور اونکے حمایتون کا فرض منصبی بدوں
دعوے ہے تو کہاے بغیر دعوے سچا نہوگا حافظ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم

---

[۵] علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ آپ سے فن شعر کا وقوع میں آنا ایسا ہی محال ہے جیسے
اللہ سبحانہ سے اولاد ہونا ۔

نجدی کے قول سے مفاتح الغیب خمس کا علم دیا جاتا شنوائی کے فدو ردکو دیکھکر یہ کہا
جاتا کہا سے بطور حدیث بیان کیا کہیں سید عبد العزیز کا قول نقل کردیا کان پانچون
کو تو قطب بھی جانتے ہیں جو غوث سے نیچے ہیں ورود خیالی کشفی غیر معصوم اقوال
سا فقط سے غیب کے پانچون خزانون کا علم ثابت کیا ہوا اللہ وحدہ کے لئے حصر کے
سا تہ آیات محکمات قطعی الدلالہ کا منسوخ کرنا اور خبر کا نسخ اور وہ بھی نجدیہ کے قول سے
کیا احیاء ایمان بالقرآن ہے۔ اس فرقہ کا کوئی اس ستم ظریفی ایمان پر شبہہ کرے تو کافر
من کفر اور اپنی والیان حق شناسی کو مشرک جانتے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۴۴ مین
یہ لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گہر مین تشریف
فرما ہے سطر ۲۰ تمام جہان مین یہ فقرہ ترجمہ مین اصل عبارت سے بڑہا ہوا ہے
مگر خیر کچہ مضائقہ نہین تشریح کے طور پر ہی سہی بیشک قرآن مجید حضور کی روح ہے
مسلمانون کی جان ہے دین و ایمان ہے یہی دولت مسلمانون کے گہرون مین ہو گی تو اور کیا
ہو گا سا طبیر سورہ شوری کی آیت ہے تفسیر جلالین صفحہ ۳۱۳ ملاحظہ فرمائیے اور وہ یہ ہے وکذلک
اے مثل ایحائنا الی غیرک من الرسل اوحینا الیک یا محمد روحا
ھو القرآن بہ یحیی القلوب من امرنا الذی نوحیہ الیک الآیہ ترجمہ
اور ایسے ہی یعنی مثل وحی کرنے ہمارے کی تمہارے غیر کی طرف رسولون مین سے
وحی کیا ہمنے طرف تمہاری اے محمد روح کو وہ قرآن ہے بسبب اوس کے زندہ ہوتے
ہین دل ہمارے اوس حکم سے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تمہاری الخ ترجمہ تمام ہوا
جو مسلمان پڑہا ہوا نہین ہوتا قل اور فاتحہ اوس کو بھی یاد ہوتی ہے کوئی گہر اس روح
پاک سے خالی نہین۔ تمام جہان مین حضور کی روح کا لو رہونا کہا جائے تب بھی
نظر برحقیقت اولی بیجا نہین صاحب خالص کے غوث زمان بتلاتے ہوتے
ہین وجہ کل شیء عندہ ہے زمین کتاب ہی سے ہر چیز ہے اور بیشک بوجب

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ رُوْحِیْ قدرت الٰہی کا سب سے پہلا خلق اسی نور محمدی و روح احمدی کے ساتھ ہوا ہے پھر تمام مجردات و مادیات کا ظہور اوسی سے ہوا ہے ذرہ ذرہ میں حضوری کا نور ہے مگر یہ شہود و حضور گو اس آئینہ مثال سے اسلئے ظاہر ہی کہ امل شمع نبالی پھر اوس سے بہت سے چراغ روشن کئے تو اگرچہ سب چراغوں میں اسی کی سب روشنی مستقل ہی کی ہے۔ مگر جب شمع کو ایک جدا مکان عالیشان مین رکہدیا جاوے اور چراغوں کو جدا جدا مکانوں مین رکہدیا جاوے تو ایک سے دوسرا غائب ہوجاویگا اور وہ شہود اور حضور معدوم سا مستفید مین جو بطور حقیقت ہے اوس شہود اور حضور کا نہ دے سکا۔ جو زیر بحث ہے اس کو آسان طور سے سمجھنے کے لئے دوسری مثال یہ ہے کہ بیٹا باپ ہی کا عطر نطفہ جزو ہوتا ہے عقل اور نقل کی شہادت ہے آیت وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا مین بندہ کو خدا کا بیٹا بتلانے پر وہی جزئیت کا الزام لگایا ہے۔ اس حقیقت کے لحاظ سے گویا بیٹے مین باپ موجود ہین مگر مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین یہ شہود باپ کا بیٹے مین بیٹے کے غائب ہونے کی حالت مین بیٹے کی حالت کا نگران نہین ہو سکتا۔ یہ کوئی فلسفی بات نہین ہے ہم تم روزمرہ اسکا تجربہ کر رہے ہین۔ مثلاً بیٹا لکھنؤ مین جسوقت مرا باپ اوسوقت دہلی مین جشن کر رہے تھے اوس خوشی مین کوئی تکدر نہ آیا۔ اگر وہ شہود و حضور جزوی باپ کا بیٹے مین بیٹے کی حالت موت دیکھنے کو غائب ہونیکی حالت مین مفید ہوتا تو مجلس جشن بیٹے کے مرتے ہی مجلس ماتم نہ بنجاتی جیسے خط یا تار آنے مین بنجائیگی۔ پس قول مذکور علی قاری کا قطع و برید ہو یا بلا قطع اس حقایقی حضور و شہود سے مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین حضور کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے غیب اور شہادت سب کو بجا لے کو مفید ہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہی قاری کلی امر حکم تکفیر کا نہ لگاتے۔ اور عقائد کی کتاب جنمین قطعیات بر مدار ہوتا ہے اوس کتاب شرح فقہ اکبر مین یہ نہ فرماتے۔ جانو تم

(ا) اے مسلمانوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی ہو رہی چیزوں کو نہین جانتے

کہ بلاشبہ اخفٰی کی ستولی تو روح ہے نہ بدن اس لئے ہم لکھتے ہیں کہ جسے احوال عالم
غیب کا علم زیادہ ہوتا ہے اوس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے ولہذا مولیٰ علی نے فرمایا
خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے اسطرح
بندہ ہمیشہ طاعت میں لگا رہتا ہے تو اوس مقام تک پہنچتا ہے جسکی نسبت رب عزوجل
فرماتا ہے وہاں میں خود اوس کے کان آنکھ ہو جاتا ہوں تو جب جلال الٰہی کا نور اوس کا
کان ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اوسکی آنکھ ہو جاتا ہے
بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل

ودشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے ۔ سطر ۸ تا ۱۴ کان ۔ آنکھ ہاتھ ہو جاتا
ہوں یہ ترجمہ کنت سمعہ و بصرہ الحدیث اور انہیں لفظوں کے ساتھ عبارت تفسیر کا
ٹھیک نہیں صحیح ترجمہ یہ کہ میں اوسکی سماعت اور بصارت اور قوت ہو جاتا ہوں اور یہ کہ
بندہ جب اس مقام میں پہنچتا ہے تو اوسکی قوت باصرہ اور دستی طاقت سلب فرما کر
سمع و بصر و قدرت الٰہی اوس کے بدلے میں اپنا تصرف کرتی ہے اسوقت میں اللہ سبحانہ
ہی اوسکا سمع و بصیر اور زور بازو ہوتا ہے نہ بندہ ۔ ایسی حالت میں نزدیک و دور کی برابر سننے
دیکھنے والا سہل و دشوار نزدیک و دور میں یکساں تصرف کرنے والا اللہ ہوتا ہے نہ بندہ
اور یہ جو کچھ لکھا حاشیہ مستزاد نہیں ہے ۔ خود سیدنا و مولینا علی اسد اللہ الجبار ہی قسم کھا کر
فرماتے ہیں کہ میں نے خیبر کا دروازہ اپنے جسم کی قوت سے نہ اوکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے
کیا اسپر بھی تحت پروری کی ہوا و ہوس میں نہ سوجھا کہ آپ اپنی جسمانی طاقت کی نفی فرما کر ربانی
طاقت کا یہ کام بتا رہے ہیں تو انسانی طاقت سے اس کام کے جو آشیاد عرصے آپ
کہ بہرا ہو جائیگا ۔ بے سود خواب میں غباروں کے ڈھیر لگاتے ۔ اللہ سبحانہ سمیع و بصیر
قادر مطلق ہے نزدیک دور کی برابر سنے دیکھے ۔ اوسکی قدرت کے سہل و دشوار نزدیک و دور
سب پر تصرف کرنے میں کوئی شک نہیں جسکا انکار ہے اوسکا ثابت کرنا محال اور دشوار ہے

بندہ کی طرف اس سننے دیکھنے کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا مشغولوں کی طرف وہ اسلامی سنوں بتانے
کو منسوب کیا جاتا ہے کشفی حالت خرق عادت کے وقت کا نزدیک و دور کی برابر سننا
دیکھنا وغیرہ جو فعل الٰہی ہے وہ بندہ کے کان آنکھ ہاتھ کی جسمانی طاقت کے لیے نزدیک و دور
کی برابر سننے دیکھنے سہل و دشوار نزدیک و دور میں برابر تصرف کرنے کا آلہ مثالیہ کیمیا اور بشکلہ انہیں
بن گیا ہے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم سے عبارتیں نقل فرما کر جناب شیخ نے ہیچ دافع الریب کے
اس مرحلہ کو طے کر دیا ہے از انجملہ قول شیخ اکبر قدس سرہ کا کہ بندہ کی صفات سننا
دیکھنا وغیرہ سلب فرما کر سمع و بصر الٰہی بندہ کے وجود میں تصرف کرتی ہیں بندہ کی ذات ذات
الٰہی نہیں ہو جاتی بلکہ اوس وقت اوس کا سمیع و بصیر ہوتا ہے نہ بندہ اور بندہ کے
جسد و وجود میں صفات الٰہیہ کا تصرف کرنا اوس حق کر ہے جیسا بیان بعض مکاتیب امام ربانی
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا منقول ہو چکا اور بعض اقوال سابقہ جو صاحب
خالص نے مخصوص قرآنیہ کو مثال بتلانے کے لیے دستاویز بنائے ہیں اون سے ناراضی شیخ
محقق دہلوی کی ایک اور بھی ہے دافع الریب میں مدارج شریف سے نقل کیا کہ بعضے از فضلا
ستلبیہ و شدہ تصنیف در اثبات نمودہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بود و ظاہر این قول مخالف بسیارے از ادلہ است تا آنکہ
آں چہ مقصد کردہ باشد انتہی اس سے تو معلوم ہوا کہ تمام کائنات کا علم آپ کو ثابت کرنا بہت سی
دلیلوں قرآنی عقلی و نقلی کے مخالف ہے مگر چونکہ اوس دعوے میں احاطہ اور تفصیل وغیرہ
موجبات کفر کی تصریح نہ تھی اور نہ اوس سے مقصود قائل بخوبی معلوم ہوتا تھا اس واسطے تاویل
کیا مگر اب تو احاطہ کلی تفصیلی سب ہی کے مدعی مصداق خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا خروج ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے نقل شعرانی علی خواص قدس سرہ کا یہ قول خالص میں
نقل کیا کہ کامل کا دل بروجہ تفصیل تمام عالم علوی و سفلی کا آئینہ ہے ملخصہ ایسا ہی سہی
مگر آئینہ کو اوس تفصیل کا جاننا ضروری نہیں جیسا زمین کو اوس کا بروجہ تفصیل کس شے کا پتا

شہ چاند کو اوس تفصیل کی خبر نہ ہم دیکھنے والوں کو تمام جزئیات تفصیلی کا اوس سے پتہ چلے
خاتمہ الامول کے صفحہ ۱۴۳ کا ترجمہ یہی او دیکھا ہے ایک فرقہ قلیلہ متاخرین کا ہے
طرف اس کی کہ آنحضرت صلعم میں سمایا تھا شمس پر لیکن وہ اپنی اس دعوے پر کوئی صحیح
دلیل کتاب وسنت سے ذکر نہیں کرتے باوجودیکہ اونکے دعوے میں بہ تصریح نہیں ہے
کہ علم آپ کا شامل علم الہی کے جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہے ۔ اور ایکی ہے اوسکی نظیر بعض صوفیہ
سے اور جواب اس خبر کا وہی جو امام عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت کے خطبہ میں دیا ہے
کہ معاذ اللہ میں مخالفت کروں جمہور متکلمین کی اور ان کے مخالفوں کے کلام کی صحت سمجھا
اعتقاد کروں جو بعض اہل کشف غیر معصوم سے ہیں سطر ۹ تا ۱۷ یہی امام قسطلانی جنکی عبارتوں
خالص الاعتقاد کو چھپایا ہے آپ نہیں کی عبارت شرح بخاری کی جلد عاشر سے دافع الریب
میں منقول ہے کہ جو میں شیعہ تھا ایمان میں مضبوط نہ ہے وہ اس کے قایل ہو گئے پس
سلف اہل سنت کے اجماعی عقیدہ میں بعد اتفاق کے اختلاف بے بنیاد پیدا کرنے
والے جب قسطلانی کے نزدیک یہی بَعْضُ مَنْ لَمْ يَرْسَخْ فِي الْإِيمَانِ ٹھہرے
تو اونکو چھپا رہ ول کر اہل سنت بنانا عقائد اہل سنت پر حملہ کرنا ہے آپ ہی رسالے میں ضروریات
عقائد اہل سنت سے ایک یہ بتلا رہے ہیں اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو غیوب خمسہ (میں) سے بہت (سے) جزئیات کا علم بخشا ۔
(اقول) یہ قسم دوم ہوئی ہے اور قسم دوم کو آپ ہی ضروریات عقائد اہل سنت میں ٹھہراتے
ہیں اور صفحہ ۱۲ میں رسالے کے آپ ہی یہ لکھتے ہیں (قسم) دوم ضروریات عقائد اہل
سنت جنکا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے سطر ۱۵ اور اس ضروریات عقائد اہل سنت
کی حد صفحہ ۱۵ میں آپ ہی یوں توڑتے ہیں کہ حضور کو بلا استثنا جمیع جزئیات خمسہ کا
علم ہے سطر ۲ و ۳ بھلا جب ان پانچوں خزانوں میں سے غیب کے بعض کا علم عطائی آپ
کو ماننا ضروریات عقائد اہل سنت سے مان لیا تو اس سنت کی حد سے بڑھ جانے والا

ان غیوب کے پانچون خزانون کے علم حالی تفصیلی نا حصر اللہ سبحانہ کے لئے ثابت کرنے والے کچھ نصوص کتاب و سنت واقوال مفسرین صحابہ و تابعین سلف و خلف وائمہ غایۃ المامول اور رفع الریب مین نقل کئے ہین اون سب کو نقل کرنا اس مختصر کے مقصد سے باہر ہے۔ مگر قدرے اون سے یہ ہے حم[2] عن احمد عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شئ الا الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ الحدیث وعنہ من طریق اخر عن ابن عمر الحدیث المذکور وزاد فی اخرہ قال قلت لہ انت سمعتہ من عبد اللہ قال نعم اکثر من خمسین مرۃ حم احمد ابن عمر سے روایت کرتے ہین وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ دیا گیا ہون مین کنجیان ہر چیز کی سوا ان پانچ خزانون غیب کے کہ جن کا ان اللہ عندہ علم الساعۃ (آخر آیت تک مین ذکر ہے) الحدیث اور او نہین امام احمد سے دوسرے طریق سے بروایت ابن عمر (یہی) حدیث مذکور آئی ہے جسکے اخیر میں یہ زیادہ ہے کہا کہا مین نے اوس سے تو نے سنا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا ہان اکثر پچاس مرتبہ سے ترجمہ تمام ہوا جب صحابہ کرام مین حضور کے زمانہ و تصدیق بموجب آیت مفاتح الغیب کی تفسیر مین غیب کے پانچون خزانون کی کنجیان نہ ملنا ایسا مشہور تھا کہ جسکی روایت راوی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے حضور کے وصال شریف کے بعد پچاس مرتبہ سے زیادہ نقل مذکور کے ثابت رکھی بین سنی ہے تو آج اون کا علم محیط تفصیلی کسی قطب زمان کے ثابت کرنے کا کام نہین ہو سکتا و فیہ ایضاً ثم قال حدیث ابی ہریرۃ و ذکران البخاری اخرجہ فی تفسیر الآیۃ المذکورۃ وساق الحدیث (الی ان قال) وقال حدثنی عن اسمعیل الحدیث الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ

وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام الحدیث وقال رواہ البخاری ایضا فی کتاب الایمان ومسلم من طرق ثم ذکرت الامام احمد اخرجہ عن ابن عباس وساق الحدیث (الی ان قال) یارسول اللہ فحدثنی متی الساعۃ قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ خمس لا یعلمہن الا ھو ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث الحدیث قلت قولہ سبحان اللہ خمس لا یعلمہن الا ھو رد صریح علی من یزعم من الغلاۃ ان معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروایۃ الاخری ما المسئول عنہا باعلم من السائل انہ وجبرئیل علیہما السلام مستاویان فی العلم بہا ملخصا یعنی بیرکہا حدیث حضرت ابی ہریرہ کی اور ذکر کیا کہ بخاری نے روایت کیا ہے جسکو آیت مذکورہ کی تفسیر میں اور بیان کیا اوس حدیث کو (یہاں تک کہ کہا) اور فرمایا عنقریب بیان کرونگا میں تجھے اشراط قیامت کو آخر حدیث تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول شریف تک یعنی بیان پانچ (خزانوں غیب) کے کہ اون کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (جنکا ذکر اس آیت میں ہے) کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینھ کو اور جانتا ہے اونکو جو رحموں میں ہیں آخر آیت تک الحدیث اور کہا روایت کیا ہے اوسکو بخاری نے بھی کتاب الایمان میں اور مسلم نے چند طریقوں سے پھر ذکر کیا ہے کہ امام احمد نے روایت کیا ہے ابن عباس سے اور روان کیا اس حدیث کو یہانتک کہ عرض کیا انہوں نے ابن عباس نے یارسول اللہ بیان کیجیے مجھے کہ کب ہوگی قیامت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکی ہے اللہ کو ان پانچ (خزانوں) کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا (جنکا ذکر اخیر تک میں ہے آیت) ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث الحدیث کہتا ہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول شریف کہ پاکی ہے اللہ کو ان پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رد صریح ہے اوس پر

خیالون مین جو گمان کرتا ہے کہ دوسری روایت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قول شریف کے کہ نہین ہے وہ جس سے پوچھا جاتا ہے کہ کب ہوگی قیامت زیادہ
جاننے والا (اس بارہ مین) سائل سے معنی یہ ہین کہ آنحضرت جبرئیل علیہما السلام برابر ہین
اوس کے جاننے مین ترجمہ تمام ہوا حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے جو یہ مذکور بالا نقل کیا
ان آیات اور احادیث سے حصر کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ ان پانچون خزانون کا غیب
کے علم اجمالی تفصیلی اللہ سبحانہ کے سوا کسی مخلوق کو نہین اور نہ ہوسکتا ہے اسلئے
کہ یہ غیر متناہی ہین سب ملکر اور اسی حصر کی حدیث کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما سے پچاس مرتبہ سے زیادہ ثابت ہے ایسا ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کی اوس حدیث سے یہ حصر ثابت ہے جسکو امام بخاری نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین
روایت کیا ہے اور اسی کے حصر کی اثبات کی دوسری حدیث کو امام بخاری نے کتاب
الایمان مین داخل کیا ہے جسکو امام مسلم نے چند طریقون سے روایت کیا ہے
جماعت صحابہ کرام سے جسکو امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے
عنہم سے روایت کیا ہے جسمین یہ بھی مذکور ہے کہ پاکی ہے اللہ کو (اس سے کہ کوئی مخلوق
بالاستیعاب غیب کے اون پانچون خزانون کے جاننے مین اوسکا شریک ہو)
اون پانچون کو بالاستیعاب اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا جس سے معلوم ہوا کہ
اون مین سے بعض کی خبر ملنا ممکن بلکہ واقع اور ثابت ہے افسوس جس حصر پر ایمان
مطلوب اوس مین غیر اللہ کی شرکت سے اللہ کو پاکی بتلاتے تو حضور آیت قطعی
الثبوت قطعی الدلالۃ کا حوالہ دیکر تو اون پانچ خزانون مین سے غیب کی کوئی چیز
[illegible] تخصیص پر دعوے کسی ایمان دار کو کب زیبا ہے اور جسکو حضرت
شیخ محقق دہلوی وغیرہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے مدارج شریف مین ہے کہ

یہ فرمایا ـ مفاتح غیب اربع الخ در دست او [illegible] تا مطلع [illegible] غیب [illegible]

بس سے روشن کہ اللہ نے اون پانچ خزانوں کی غیب کی کنجیاں اپنے ہی ہاتھ میں رکھی ہیں۔
کسی مخلوق کو نہیں دین وہی شیخ ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں چہ علم باحوال غیب بہ تفصیل جز
پروردگار تعالے را نباشد یعنی اس لئے اپنی ذات مقدس سے اوسکی نفی فرمائی کہ جیسی ہو کل ایک
چیز کے (اون) حالات کا (جو اوسپر گذرتے ہیں) علم تفصیلا سواے اللہ کے کسیکو نہیں
اور اپنے خیال کو خالص صفحہ ۵۰ مین فصوص الحکم کی عبارت سے بچایا تہا جسکو اوسی عبارت کے
اخیر نے باطل کردیا آپ ہی اوس کا ترجمہ یون کرتے ہین جو کچہ حال اوسپر آنے والا ہے اون
سب کی اس وقت اوسے خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا صفحہ ۵۱ اس عبارت سے
اجمال کی تجلی اور انکشاف کو اپنے آپ پر جو حالات گذرینگے ظاہر کردیا جس سے معلوم ہوا کہ جو حالات
اوسپر گذرینگے اسوقت اونکا اجمالی طور پر انکشاف ہوا ہے آئیوالے حالات جس اجمال کی
تفصیل ہونگے فصوص الحکم کی حکمت ہشتم مین فص یعقوبی کے ختم پر ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم ہوا کہو میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے یعنی حجاب کی
تصریح کردو اور کشف سے اسی قدر مقصود ہوتا ہے کہ بعض اور خاص پر اطلاع ہوجاتی ہے نہ کہ اسلئے
سوال امور پر دخل یا ہیجانی کی واقفیت کے کیونکہ یہ اللہ ہی کی شان ہے صفحہ ۴۳ از ترجمہ لکھنوی
تمام عرفا یہی کہتے چلے آئے ہیں استیعاب کا نزالا خواب تو تمہیں ہی آیا ہے۔ خالص کے
صفحہ ۴۴ مین ہے نیز تنبا بوری مین زیر آیہ کریمہ وجئنا بک علی ھولاء شھیدا ۵
فرمایا لِاَنَّ روحہٗ صلی اللہ علیہ وسلم شاھد علی جمیع الارواح الخ اس کا ترجمہ
آپ یہ کرتے ہین یہ جواب عزوجل نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہین
ان سب پر گواہ بناکر لائینگے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کی روح انور تمام جہان مین ہر ایک کی روح
ہر ایک کے نفس ہر ایک کے دل کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح کوئی دل کوئی نفس اون کی
نظر کریم سے اوجہل نہین جب تو سب پر گواہ بناکر لائے جائینگے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے)
اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالے نے میری روح

تو پیدا کیا تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا انتہی ۱۲ اور ترجمہ میں تمام جہان میں یہ
فقرہ اصل عبارت کے ترجمہ پر بڑھا ہوا مترجم کے گھر کی ساخت ہے نہ اصل کی اور اصل عبارت سے
ملانے کی آسانی کے لئے جب پہلے دوہری لکیر کھینچدی ہے اور جس عبارت پر ترجمہ کی لکیر کھینچی ہے
وہ بھی صحیح نہیں صحیح ترجمہ اسکی اصل عبارت کا یہ ہے اسلئے روح آپکی گواہ ہے سب روحوں
اور قلوب اور نفوس پر اسلئے آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا اس شہود
روحی اور خبر کی حاضری سے غائب ہونے کی صورت میں نگران حال رہنے کا بیان آئندہ آتا ہے
اس سے حضور کو حاضر ناظر ٹھہرانا جسکو حاشیہ پر لکھا ہے یہ تجھے دین کی نئی ساخت مشاہدہ کو غلط
ہے اور یہ جو تو سمین اول کے اندر کی اپنی بنائی ہوئی عبارت میں کہا کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے یہ بھی
غلط ہے ۔ گواہیاں معاینہ کی ہی نہیں ہوتیں تسامع کی گواہیاں مشہور چیزوں میں جو ہوتی ہیں
جنکے بیان سے کتب فقہیہ بھری ہیں حد بشیر ۔ شامی میں کہا اونہوں نے پھیر دیا جو حصر معاین کر دیا ۔ اہل
دفتر و دیوان کی گواہیاں متعلقہ دفتر صرف دفتر دکھا دینے سے ادا ہو جاتی ہیں جنمیں تحریر تھا اور جن
ان سے گواہی لی جاتی ہے تحریر دکھا دینا اوس میں کافی ہوتی ہے جس شخص یا چیز کا حال اوسمیں
مندرج ہے اسکے آنکھ سے دیکھنے کو اون سے نہیں پوچھا جاتا امت محمدیہ کو امم سابقہ پر گواہ
بنا کر لانا بھی آیت قرآن میں منصوص ہے تو شاہد کو مشاہدہ ضروری کی بنا دے پر وہ بھی اس عالم
میں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تمہیں سر پیٹنا پس ہے تو الٹی ازار کو کہلیگی ۔ پارہ سیقول کی
اوائل آیت لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
کی تفسیر میں تفسیر مدارک التنزیل کے مرقوم ہے روی ان الامم یوم القیمة یجحدون
تبلیغ الانبیاء فیطالب الله الانبیاء بالبینة علی انهم قد بلغوا وهو اعلم
فیؤتی بامة محمد علیه السلام فیشهدون فیقول الامم من این عرفتم
فیقولون علمنا ذلک باخبار الله تعالی فی کتابه الناطق علی لسان نبیه الصادق
فیؤتی بمحمد علیه السلام فیسئل عن حال امته فیزکیهم ویشهد بعدالتهم

والشہادة قد تكون بلا مشاہدة كالشہادة بالتسامع فی الاشیاء المعروفة (صہ ۹)

اور حاشیہ خازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر **ترجمہ** آیت کا یہ ہے تو کہ ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر اور ہو جاوے رسول تم پر گواہ اور ترجمہ اوسکی تفسیر کا یہ ہے مروی ہے کہ امتیں دن قیامت کے انکار کرینگی تبلیغ انبیا کا پس مطالبہ کریگا اللہ انبیاء سے گواہوں کا اس امر پہ کہ بیشک اونہوں نے (انبیاء علیہم الصلوة والسلام) نے پہونچا دیا رسالت الٰہی کو اونکی اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ خوب جانتا ہے (اس تبلیغ کو) پس لائی جاویگی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گواہی دینگے وہ پس کہینگی وہ امتیں کہاں سے جانا انہوں نے تو کہیں گے جانا ہمنے اسکو اللہ تعالی کے خبر دینے کی وجہ سے اپنی اوس کتاب میں جو ناطق تھی اوس کے سچے نبی کی زبان پر تو بلائے جاوینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پوچھے جاوینگے وہ اپنی امت کے حال سے تو وہ اونکے تزکیہ اور عدالت کی گواہی دینگے کہ کبھی ہوتی ہے گواہی بغیر مشاہدہ کے جیسے گواہی ساتھ سماعت کے مشہور چیزوں میں ترجمہ تمام ہوا مسلمانو اس سستے ذہن کی قصر کی تنہائی تو دیکھ لو یہ گواہی تو تھی بغیر مشاہدہ کے اور بتائی گواہی معاینہ کے بلکہ گواہی کا معاینہ میں حصر کر دیا اور خازن میں اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر کرکے فرمایا وقیل ان امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہداء علی من ترک الحق من الناس اجمعین یعنی اکی ضعیف قول یہ ہی کہ امت محمدیہ گواہ ہوگی اون لوگوں پر جنہوں نے ترک کیا (دین) حق کو سب لوگوں میں سے آگے امم سابقہ پر اونکے نبیوں کی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے پھر اون امتوں کا وہی سوال کہ تمنے اس کو کہاں سے جانا تم تو ہمارے بعد آئے ہو اور امت محمدیہ کا وہی جواب کہ ہمنے اس کو رسول کی زبانی کتاب الٰہی سے جانا وہی تسامع کی گواہی ہے نہ معاینہ کی اسکے بعد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت خاص امت نوح علیہ السلام پر اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے اور کفار کا وہی سوال اور امت محمدیہ کا وہی جواب پھر کیا ترمذی کی روایت میں وسطا عدولا زیادہ ہے صفحہ ۹۱ تا ۹۲ خازن کا دیکھ لو آیت مذکورہ کے ذیل ایسا ہی تفسیر مظہری میں بھی بیان کرکے فرمایا والروی البخاری

والترمذی والنسائی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجاء نوح علیہ السلام یوم القیمۃ فیقال لہ ہل بلغت فیقول نعم یا رب فیسال امتہ ہل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر فیقال من شہودک فیقول محمد وامتہ قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیجاء بکم فتشہدون ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطا فتشہدون لہ بالابلاغ واشہد علیکم ۱۲ملا۔۱۱

ترجمہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور نسائی (حدیث کے تین اماموں) نے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاے جائینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے کہا جاویگا ان سے کیا رسالت الہی کو پہنچا دیا تمنے (اپنی امت کو) پس کہینگے ہان اے رب میرے پس پوچھا جاوے گا اونکی امت سے کیا تبلیغ کی تمکو کہینگے وہ نہین آیا ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا تو فرمایا جاویگا کون گواہ ہین تمہارے اے نوح پس عرض کرینگے محمد اور امت اونکی فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس بلائے جاؤگے تم پس گواہی دوگے تم پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (بطور استشہاد اس آیت کو) وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطا پس گواہی دوگے تم واسطے انہین نوح علیہ السلام کے رسالت الہی پہنچا دینے کی اور گواہی دونگا مین تمپر (اسکے بعد امام احمد اور ترمذی اور نسائی کی حدیث نقل کی اوس مین نبیون کے لائے جانے کے بیان مین کسی نبی کے ساتھ ایک مرد کسی کے ساتھ دو مرد کسیکے ساتھ زیادہ ذکر کئے اور اون نبیون سے تبلیغ کے بارہ مین سوال اور اونکا یہ جواب کہ ہمنے تبلیغ کردی۔ اور اونکی امتون کا انکار اور پھر امت محمدیہ کو بلایا جانا اور اون کا تبلیغ انبیاء کی گواہی دینا پھر اون سے کہا جانا یہ سوال کہ تمنے اسکو کہان سے جانا پھر اونکا یہ جواب جاءنا نبینا فاخبرنا ان الرسل قد بلغوا فصدقناہ نبی لاے ہمارے پاس ہمارے کتاب خبر دی

ہمکو کہ بیشک اون نبیون نے تبلیغ کردی پس تصدیق کی ہمنے اسکی فیقال صدقتم
پس کہا جائیگا سچ کہا تمنے اسے امت محمد صلعم مدارک مین فکیف اذا جئنا من کل
امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا) کی تفسیر مین ہے حال ء
شاہدا علی من آمن بالایمان وعلی من کفر بالکفر وعلی من نافق
بالنفاق یعنی لاوینگے ہم تمکو اے محمد دراں حالیکہ گواہی دینے والے ہوگے تم ساتھ
ایمان کے اوسپر جو ایمان لایا اور ساتھ کفر کے اوسپر جو کافر ہوا اور ساتھ نفاق کے اوسپر
جو منافق ہوگیا صک ۳۰۰ و ۳۰۰ خازن مین اخیر جلد کی تفسیرون کی یعنی لتشہدا علی ہؤلاء
الذین سمعوا القرآن وخوطبوا بہ بما عملوا یعنی گواہی دوگے تم ان پر جنہون نے
سنا قرآن کو اور مخاطب کئے گئے ساتھ اوسی قرآن کے ساتھ اوس کے کہ عمل کیا انہون نے
اسکے دونون تفسیرون مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یعنی بیچ روایت
مین ابن مسعود ہی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سورہ نساء پڑھنے کا اور اس
آیت پر حضور کے رونے اور حسبنا فرمانے کا ذکر ہے اور خازن مین اس حدیث کو ختم کرکے
لکھا زاد مسلم شہیدا ما دمت فیہم او قال ما کنت فیہم شک احد،
دعا نہ یعنی امام مسلم کی روایت مین یہ زیادہ ہی کہ گواہ ہون مین اونپر اوس وقت تک کہ رہا مین
اونمین یا فرمایا کہ تھا مین اون مین یہ شک ہی اس حدیث کے راویون مین سے ایک اوسکا
اور یہ بات بہم کی قید عیسی علیہ السلام کے بیان مین خود قرآن مجید مین موجود ہی اور اسی قید کے
ساتھ حضور کے بارہ مین تفسیر در منثور کی حدیث مین بھی ہے بدون شک راوی کے
اور پھر مطلب دونون کا ایک ہی اسے مسلمانو حضرات عیسیٰ کی حیثیت انکار اور اقرار کی الجھا
تو دیکھو حضور تو فرماتے ہین کہ مین جب تک اون مین رہا اوسی وقت تک کا گواہ ہون اور جب
تمکو اوٹھالیا تو اسے اللہ تو ہی اون کا نگران حال ہے اور اگلے پچھلو پر عام گواہی کی
تفسیر ہیا اوس گواہی کو معاینہ کی گواہی نہ ٹہراوین بلکہ اللہ سبحانہ کے خبر دینے کی وجہ سے

قرآن مجید میں جسکو معنی گواہی مراد لی ہی بتلاوین اور جناب خالص ابن حاشیہ پہ اسکی صرحی
یہ بجا وین کردیا ہیو رود نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضر ناظر ہین معاذ اللہ تعالی دیابیت با طلہ کو
مارتوا سے اسکی تئیں بین سند وہم کے نیم مجوسی مت سکے آئین اور عقیدے سے اسلام عین ہروسنے
آسان ہو گئے تفسیر نیشا پوری میں بھی ایسا ہی ہے مگر اوس مین سے مفید مطلب سمجھکر وہ عبارت
لکی ہے جسکو ہم خالص تخالص سے اوپر نقل کر چکے ہین حالانکہ وہ عبارت بھی مفید مدعا سے
ناقل نہین اوس مین آپ کو شاہد یعنی گواہ تبلایا ہے نہ حاضر ناظر صریح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حُبُّکَ الشَّیْئَ یُعْمِیْ وَ یُصِمُّ یعنی دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندہا بہرا کردیتا ہے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت باوجودیکہ فرائض ایمانیہ سے ہے مگر اوس میں بھی اگر حد سے
بڑہ جاتے آپ کے لیے کوئی سرا خاصہ اور الوہیت کا ثابت کرنے لگے ایمان کہو کر کافر مشرک
ہوجاتیگا نصاریٰ نے محبت عیسوی میں حد سے بڑہکر جہانتک نوبت پہونچائی ہے اوس سے
مسلمانوں کے کان نا آشنا نہیں معلوم کی نقش عیسوی میں ہے ۔ پر حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ
اپنے اور خدا کے درمیان میں کوئی فرق بیان کرین تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ بندہ ہے کیونکہ وہ
واقع میں بندہ ہین ۔ اور حق تعالیٰ حق ہے کیونکہ وہی رب ہے تو سمجھا سطے اپنے نفس سے
بارہ مین اونہون نے فرمایا کہ وہ شہید یعنی گواہ ہے اور حق تعالیٰ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ رقیب ہے
صـ۱۹ لفظ گواہ اور رقیب جو فارق ہے نص قرآنی مین درمیان بندہ اور خدا ہونے کے اوسکو
مشرقی شیعہ دین کے غدر نے گواہ کو رقیب کے معنی میں کہنچا عبودیت کا الوہیت کا جامہ پہنا دیا۔
مائدہ کی اخیر کی تفسیر مین بیچ خازن کے ہے وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ
یعنی وکنت اشہد لما یفعلون واحضرہ ما دمت مقیما فیہم فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ
کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ یعنی الحفیظ علیہم المراقب لاعمالہم ولاحوالہم
والرقیب الحافظ الذی لا یغیب عنہ شی منہ ترجمہ اور تہا مین
اونپر گواہ جب تک رہا بیچ اون مین یعنی گواہی دیتا اور حصر کرتا تہا مین اون کے فعلوں کی

جب تک مقیم رہا ان مین پس جبکہ اوٹھا لیا تو نے مجھکو تو ہی نگہبان رہا اونپر یعنی نگہبان تھا و نگران
اون کے اعمال اور احوال کا اور رقیب اوس نگہبان کو کہتے ہین جس سے کوئی چیز نہ چھپے (اور
نہ چھپ سکے) ترجمہ آیت اور تفسیر کا تمام ہوا دیکھو معاینہ کی گواہی کو آیت اوسی وقت کے ساتھ
مقید کرتی ہے جب تک اون مین قیام فرما رہین شاہدان سے جدا ہونے کی حالت کے ساتھ
غائب ہونے کی حالت مین نوٹ دوسری قرآنیہ سی گواہی کا ثبوت نہ ہے جنکی خبر اللہ سبحانہ کو بچکا
نہ ہر چھپی کھلی کی نسبت اور خبر پانے بغیر عبودیت کا خود شہادت معاینہ کے وقت معاینہ کی
گواہی کا اور غیر حاضری کی حالت مین سنی سنائی بات کی گواہی کا اور اللہ سبحانہ کا خاصہ
تو رقیب یعنی نگہبان نگران اعمال و احوال عاملین جس سے نہ کوئی عامل چھپ سکے اور
نہ حال اوسکا بے فرق آیت کا سمجھایا ہوا مفسرین سلف و خلف کا بتلایا ہوا ہے ہمارے ہمزمان
نے کس ہٹ پہیری سے اوس خدائی خاصہ کو آپ کے لئے اوٹھا لیا اور غیر حاضری کی حالت مین
حاضر ناظر ٹھیرا لینے کے لئے کس اصل نصرانیت کو اپنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فدائیون فرمانبرداروں دین اسلام کے حمایتیون کو وہابیت کا تمغہ دیکر آپ کی تعظیم
کا شلنے والا گروہ بنایا مصنف رماح و خاص الامن جیسی کسی آیت یا حدیث کے الفاظ کی
معنی گری خلاف سلف و خلف کر گذرتے ہین جیسکہ متہیا نا اہل کی معنی گری ہے اہل سنت
کے خلاف بلکہ شیعہ و خوارج اور بعض معتزلہ سے بھی قدم بڑھا کر اون الزامونکا اپنے سر
کر لیا ہے جنسے یہ فرقے یہ کہکر بچ گئے تھے کہ ہماری مراد کل امور دین مندرجہ قرآن آیت سے
امور دنیا کی بہ حلت جیسا کہ تنقیح توضیح تلویح نور الانوار قمر الاقمار تفسیرات احمدیہ وغیرہ سے
ہمارے شیخ نے دافع الریب مین نقل کر دیا ہے ۔ جناب نے کورا پیچ اپنی معنی گری کو معتقدین
کے دلوں مین جمانے کے لئے بڑی روک تہام چالاکی سے کام لیتے ہین تا کہ اون بنا دونکو
دیکھ کر چلنے والے ہونیکے دو لٹیرے ہو بنا دین نہ اوتر جاتے ۔ سبحان اللہ اہل سنت
والجماعت جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سیرت سنت کا جزء روا اتباع کا مونہ ہین

اون سے بات چیت کرنے اونکی کتابین دیکھنے سے اونکو منع کرتے ہین الامن کا صفحہ ۵ کہولکر
دیکہلو یہ لکہا ہے ہین اونکی طرف التفات ہی کیون کرین ایسونکا علاج حضور نے خاموشی اور غیبت مین
فراموشی سطر ۵ و ۶ - ایسی ہی حسن بن صباحیون سے یہ نرالا مذہب پاؤن چلا ہے رجوع الیٰ ما سبق
پس اگر شجرہ قطب دائرہ وجود آپ ہی کے وجود سے موجودات عالم کے وجود ونکو مستفاد مانکر کل ارواح
کو حضور کی روح سے پیدا ہوا جانکر سب مین حضور کے نور کا ظہور سمجھانکر جیساکہ بعض متاخرین کا
قول ونبیہ کل الاشیٔ نقل کیا ہوا صاحب خالص کا اسپر دلالت کرتا ہے ہر چیز مین شہود نور محمدی کا
مانا جاتے تو ایسا شہود مقام تفصیل تشخصی ترکیب عنصری مین شاہد اور مشہود کی باہمی جدائی اور
غائب ہونے کی حالت مین فائدہ معاینہ کا اور حاضر ناظر بننے کا نہین دیتا جیساکہ اسکو اوپر دلیل
ثابت کر آئے ہین اس سے بعض متاخرین صوفیہ کی ٹہوکر کہائی ہوئی بہی یہ تاویل بعید سنبہالا
لے سکتی ہے کہ سب ایک نور کے اجزا ہین تو شہود اشتراکی ملحوظ فرماکر قطب کے لئے ہمن سے شہود
کو کہدیا ہوگا ایسا نہ کہین تو نصوص حصر قرآنیہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ کا اونکو منکر کہنا پڑیگا

اور وہ جو خالص کے صفحہ ۱۵ مین شرح بردہ قاری سے عبارت نقل کرکے ترجمہ کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے سطر ۲ بیشک آپ کا فرمایا ہوا
جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے بطور قواعد اور کلیات کے ایک ایسی اصل ہے کہ جتنے حوادث جنکا
ظہور اگرچہ حضور کے زمانہ مین نہوا ہو اور بالخصوص اونکی نسبت کچھ نہ فرمایا ہو مگر وہی قواعد
اور کلیات اون حوادث کے حکم کو کفایت کرجاتے ہین یہی حاوی ہونا ہے چونکہ وہ قواعد
اور کلیات احکام جزئیات حوادث مستقبلہ کو اپنے نیچے چہپائے ہوئے ہین بوقت
حدوث حوادث اونکا ظہور ہو جاتا ہے تبہی تو کتب فقہ مین مختصر سی حدیث کی شرح
جدا جدا ابواب کے دفتر بہر گئے ہین اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرماتے ہین
کہ مین جوامع الکلم دیا گیا ہون خود اسی شرح بردہ قاری مین علومہ تتنوع الی الکلیات
والجزئیات معروض کمترین کا موید ہے یعنی علوم آپ کے نوع بہ نوع بہانت بہانت

ہوکر پہلے ہین جو بعد کلیات اور جزئیات کے پس تجاب مع التکلم تبوی جو بطور قواعد ایک اصل دینی ہین
اسلیے کلیات کے ستند ہونے سے جزئیات کی نہرین جاری کرنا مجتہدون کا اس تخریج کے مصداق
ہین اگر اس سے اشیاء عالم کا علم اجمالی تفصیلی مراد لیتے تو ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں یہ نہ فرماتے کہ جاننا
تم بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اشیاء (عالم) مین سے چھپی ہوئی چیزونکو نہین جانتے
مین جو انکو کبھی کبھی بتلا دیا اللہ نے پس جو معتقد ہو اس بات کا کہ وہ جانتے ہین غیب کو تو وہ بیشک
کافر ہوگیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معارضہ کی وجہ سے کہہ دو نہین جانتا کوئی ارضی و سماوی
(زمینی) غیب کو سوا اللہ کے جیسا کہ امام ابن الہمام کے مسایرہ مین ہے اور فتاویٰ میں ...
مین جو نقل کیا کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابون مین علم حروف کی روش پر علم
دنیا تک کے وقائع بطور رموز ذکر فرمائے ہین جن سے اون کی اولاد مین سے آئمہ مشہورین
احکام نکالا کرتے تھے۔ امام علی رضا کو جب مامون رشید نے اپنے بعد ولی عہد کیا تو فرمایا کہ
یہ کام پورا نہوگا سو ایسا ہی ہوا کہ امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی مین شہادت
پائی یہ صفحہ تک کا خلاصہ بطور التقاط ہے۔ شاہان مصر کے احوال کی حروف رموز مین
اشارہ کرتا جو ترجمہ مین مذکور ہو وہ اور یہ رمز کہ یہ کام پورا نہوگا یہ وقائع کے علم تفصیلی پر دلالت
نہین کرتے اسلیے کہ کام پورا ہونے کی وجہ اس مین مجہول تھی اور وجوہ امام انجام بہت ہین
ازانجملہ یہ بھی احتمال تھا کہ شاید اس کام کو ارکان دولت یا ولیعہد کے استحقاق کے مدعی
نہ پورا ہونے دین حروف کی رمز پہچان کر اون سے لگاوٹ لگانا اس سے کسی امر کو بطور اجمال
بلا تفصیل تاڑ جانا علم غیب نہین ہو سکتا ایسے لگاوٹ لگانے والے جو احکام نجومی بھی نکال لیتے
ہین تو کیا یہ بھی عالم الغیب بنجاینگے خاص الاعتقاد والے بنے دو دو باتین نقل نہین کین
بعض آئمہ اہلبیت کی کہ یہ علم ہمارے گھر اور بعض پیشوایان اہل ہند کے گھر کے سوا اور کسیکے
گھر نہین اس سے تاکہ یہ بہید نہ کہلجائے کہ وہ علم بھی علم نجوم یا اوسکی مثل کوئی دوسرا علم
تھا جسکی کالت ملت ہنود کی پوتھیون مین ہوتی رہتی ہے۔ امام طحطاوی حاشیہ درمختار مین

لکھتے ہیں ھو (اے الرمل) علم بضروب اشکال من الخطوط والنقط بقواعد
معلومۃ تخرج حروفا تجمع وتخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت
انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی ابن حجر مکی کے فتاوے میں ہے
ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ
یشارک اللہ فی غیبہ انتہی من مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ خطوط اور نقاط کی شکلوں کی
ضربوں سے قواعد معلومہ سے نہال اونسے حروف نکال حرفوں سے عواقب امور پر دلالت کرنیوالے
جملے نکال اونسے آیندہ حوادث کا پہچاننا جسکی اصل ادریس علیہ السلام سے آج وہ شریعت
محمدیہ مین قطعی حرام جسکے شدید التحریم ہونے کی علت وہی امام ابن حجر یہ بتلاتے ہین کہ اسمین
عوام کو وہم دلاتا ہے اس امر کا کہ اس علم کا فاعل باہم شریک ہے اللہ کا اللہ کی غیب دانی مین
جنکی نقل عبارات و مدح سراجی مین الامن اور انبار و ملاح اور خالص وغیرہ اس مذہب کی
بانی کی کتابین بھری پڑی ہین امام موصوف عوام کے ایہام علم غیب کی وجہ سے جس علم کو سخت
حرام فرماتے تھے وہ ایہام یقینی علم غیب بنگیا اون خواص ہین جو اس مذہب جدید کے بانی
اور ارکان ہین وہ ایسے جاہلون کو جو علم غیب نہین علم غیب کے اثبات مین استدلالاً پیش کر رہے ہین
اور قہر قہار سے خوف ندارد۔ کشف کے وقت اولیا اللہ کا دل لوح محفوظ بنجاتا ہے اور اوس
بہت سے عواقب امور کھلجاتے ہین تو یہ کشف اوٹھ جانے کے وقتون مین عواقب امور کہول لینے
کی کچھ نہین بنجاتا۔ کلام شیخ وکلام امام غزالی سے سمجھا دیا گیا کہ کشف اور وحی فعل باری ہے
نہ فعل عبد جو بندہ کا فعل ہی نہین اوسکو بندہ کا اختیاری کیسا ایسے ہی روحانی سننا دیکھنا اور
اور جسمانی سننا دیکھنا اور شیخ ترجمہ مشکوۃ فارسی مین ذیل حدیث لیلۃ التعریس فرماتے ہین
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مذکور مین یہ ذکر ہے کہ آپ مع اصحاب رات بھر چلے پچھلے پہر او ترکر
خواب راحت فرمائی۔ حضرت بلال کو پہرے پر بٹھا دیا تاکہ وقت نماز فجر دیکھا کرین بلال
بھی سو گئے یہانتک کہ سورج نکل آیا آنکھ کھلی نماز قضا دن چڑھے پڑھی اس پر دو اعتراض پڑتے ہین

ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل جاگتا ہے اور آنکھ میری سوتی ہے پس باوجود بیداری دل
سورج کے طلوع ہونے کا مشاہدہ کیوں نہوا دوسرے یہ کہ وحی اور کشف سے کیوں نہ دریافت کر لیا
شیخ جواب دیتے ہیں کہ آفتاب کے طلوع غروب کا دیکھنا یہ کام ہے جسمانی آنکھ کا نہ قلبی روحانی آنکھ کا
اور کشف اور وحی کرنا یہ کام ہے اللہ کا اگر اس امر خاص میں آپ پر وحی نہ بھیجی اور کشف نہ کیا تو آپ کیا کر سکتے
روحانی سننے دیکھنے کو جسمانی سننے دیکھنے میں پیر دکی روحوں کو حاضر ناظر ٹھہرانے کے لیے
چل دینا اور فقہا کی تصریحات سے آنکھ بند کر لینا جس فساد اعتقادی کا مورث اور نصرانیت اور دہریت
کے لئے کا بلانے والا ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ مگر کیا کیجئے یہ نیا دین و مابیت کی
بیجو دیجو کی تیغ کی آڑ میں ایسے ہی واہیات سے بنا ہے اور ابھی تو اس کے دہم کی حسن بن صباحیان
اور بہت ہیں۔ ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند حصے جنکے بیان سے ہم رہے ہیں اس
مذہب کی بعض غلطیاں یہ ہیں وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ سے جب مع اعراض
اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا بیان روشن مفصل قرآن میں ہونا بتایا تھا تو افسوس ہے اب تک اس
مدعی نے نہ اپنے دعوے کی تائید میں کوئی قوی یا ضعیف قول کسی مفسر کا صحابہ و تابعین سلف
و خلف سے پیش کیا اور نہ ہر چہار مذاہب اہل سنت سے کسی کتاب عقائد کی عبارت پیش کی
اور ایسے ہی مفاتیح الغیب خمس جنکے جاننے کا حصر اللہ وحدہ کے لیے آیات اور احادیث میں
منصوص ہے ان پانچ کا علم محیط مخلوقات خدا کو ماننے میں نہ قول مفسر اب تک ہی پیش کیا اور
نہ کوئی عبارت کسی مذہب کی کتاب عقائد سے پیش کی۔ بلکہ سب زبانی آئیں بائیں میں کہا تو یہ کہا
کہ خامہ برق بار رہنا خرمن سوزی تجدیدیاں ہیں سب نرالا رنگ دکھلاتا ہے۔ اور جب بہت سے
سوالات پیش کئے گئے کہ جب قرآن ہر شے کا بیان روشن ہی اور ہر دعویٰ بھی تمہارا یہ ہے کہ مفصل اور
شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرشتوں اور نبیوں رسولوں کی سوانحعمریاں روشن بیانی کے ساتھ
مفصل قرآن مجید میں دکھلائے اور سب کے ناموں کی تفصیل ہی دکھلائے۔ دنیا کے ہر کھیت کے پیداوار
کی جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی ابواب و تفاصیل شعر سحر کہانت کے

علوم اور اس عالم کے ماکان وما یکون کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی
کس درجہ کا مفصل قرآن کریم میں دکھا کر اپنے دعوے کو تیار مرتب ہو جاتے ہیں۔ مگر محض لفاظی
کی تبادیث اور سجاوٹ میں یہ دم کہاں جو یہ جواب دے سکے کہ فرشتوں اور ... کی سور ... یا
یا ان کی تفصیل بروشن بیان کے ساتھ فلان فلان آیات میں ہے اور ہر کھیت کے پیداوار کی
جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی جمیع ابواب و تفاصیل شعر سحر کہانت کے
علوم و فنون اور اس عالم کے ماکان وما یکون کے بیان روشن مفصل فلان فلان آیات میں ہیں
اور یہ بیانات آیتوں میں ہیں ہی کہاں اور نہ اسکے بیان کی قرآن کریم میں ضرورت تھی کہ لوح محفوظ
میں تو ہی ماکان ما یکون کی غیر متناہی کائنات کل بطور استیعاب مندرج نہیں بلکہ شعر سحر کہانت
سے تو قرآن و صاحب قرآن کی تنزیہ آیات قرآنی ہی بیان فرما رہی ہیں ایسے ہی اللہ کے رسول
وغیرہ کی نسبت ارشاد ہے پس جنکے اجمالی بیان تک کی نفی قرآن سے قرآن ہی بیان کرتا
تو ان کا تفصیلی روشن بیان قرآن میں اب کیسے بن سکتا ہے دعوے کرنے کی بھبھک
میں اس مدعی نے ان روایات نبی کو بھی ملحوظ نہ رکھا جو شیعہ اور خوارج اور بعض معتزلہ نے ملحوظ رکھی
تھی بموجب مقالات نزول قرآن ہی سے۔ ان مدعی صاحب نے جب تبیاناً لکل شیٔ وغیرہ کی
متعلق تری میں اہل سنت از صحابہ تا ایندم سب کو چھوڑ دیا بلکہ ہر سہ فرق مذکورہ بالا سے بھی بالاد تو
کرکے ان کل الزاموں اعتراضات کو سر لیا تو دور کی سوجھی کہ کہیں مذہب اہل سنت کے خلاف
بلکہ آل اسلامی فرقوں کے خلاف ہنود و مجوس اور نصاریٰ کے موافق جو ہمارے عقائد و
اعمال اختراعی ہیں ان سے مطلع ہو کر اہل سنت سے مانوس عوام لوگ بدک نہ جائیں اسکی
روک تھام کے لئے لفظ اہل سنت والجماعت کو بر دستہ بنا کر اپنے اوپر لپیٹ لیا کہ اوڑھتے جائے
یاں مطبع پر دیکھو تو یہی لکھا ہوا ہے مطبع اہل سنت والجماعۃ۔ بات بات میں یہی گیت گاتے ہم
اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ حالانکہ انکی صورت عملی و اعتقادی سے لفظ پناہ مانگتا ہے سہ

بڑی شان رکھتا ہے یہ لفظ پاک ۔ بنا دے گیا ہے بزبان پاک

سبھے اہل سنت والجماعت جو مومنہ ہیں عملیات و اعتقادیات میں جماعت صحابہ کرام و تابعین
و آئمہ مجتہدین کے اتباع کا طریقہ سلوک فی الدین میں وہ بیٹھ نہیں سکتے اور نہ اونکو بلا ضرورت
اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی ضرورت اور جعلی احادیث بنا بن سکتے اخر دعونا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ
جمیع الانبیاء والمرسلین فقط

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۰ سطر ایک **قول** بیچ طبقہ میں نہ چوتھا طبقہ تو
بہت نیچے ہے خلافت شیخین کے بعد کی روایتیں حدیث کا حال میں وجہ ایک سرخ وہی رکھتا ہے
جسکو بذیل مضمون حنفیت اور اسلام انقاسم میرزا حاجی ابن علامہ نقل احمد صاحب سلمہ
بہاری نے لکھ دیا ہے ۔ اسلام کے لئے جو امر زیادہ خوفناک ثابت ہوا وہ یہ کہ ان بد باطن
مفسدہ پردازوں نے جو تقدس اور صداقت کے لباس اپنے پہنے ہوئے تھے گڑھی ہوئی حدیثوں
کا روایت کرنا اور اون کا شائع کرنا شروع کیا دھیرے دھیرے اکثر بغیر کسی امتیاز کے
روایت حدیث کی سند پر ناصبانہ فاسق ہو کر اس کا مالک بن گیا ۔ یہ نتیجہ ہوئی کہ شیخین کے
بعد لوگوں نے کثرت سے حدیثوں کی روایت شروع کی اور اس کا یہی جعلی حدیثوں کا بھی
ایک بہت بڑا ذخیرہ ایمان فروشوں کی عنایت سے جمع ہو گیا بخلاف عہد شیخین کے اوسمیں
لوگوں نے بہت کم روایت کی اور خود شیخین نے بھی اس امر … اسقدر احتیاط کی کہ بجز
چند حدیثوں کے انہوں نے بھی کوئی روایت نہیں کی اسلئے جو روایتیں شیخین کے عہد خلافت
میں کی گئیں وہ نہایت معتبر و قابل وثوق ہیں ۔ اسی طرح جو مسائل اور فتاوے شیخین کے
عہد خلافت میں مرتب ہوئے وہ بھی ان حدیثوں سے زیادہ قابل وثوق ہیں جو اون کے
بعد کی ہیں (ناقل کہتا ہے جبکہ بعد کی صحیح حدیثوں سے وہ مسائل اور فتاوے زیادہ قابل
وثوق ہیں جو شیخین کے عہد خلافت میں مرتب ہوئے تو چوتھے طبقہ کی وہ روایت جو عہد

قبروں پر سال کے سر بھیجنے کی جو صحیح مرفوع متصل الاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے فرمائی ہوئی عہد خلافت شیخین میں مرجائی ہوئی کے معارض جسپر وہ اعتراض بیہب رہا ہے جسکو تحریر و شرح تحریر سے نقل کر چکا ہوں کیسے قابل عمل واصغا ہو سکتی ہے) حضرت امیر معاویہ نے جب دیکھا کہ ملک میں حدیث ڈھالنے کی مشین قایم ہوگئی ہے اور بہت سے کارخانہ داروں نے اُس کا ٹھیکہ لے لیا ہے تو اس سے مجبور آن کو مجمع عام میں یہ اعلان کرنا پڑا۔

عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا كَانَ فِىْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (مسلم) مسلمانو اُن حدیثوں پر عمل کرو جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں روایت کی گئی ہیں اون کے بعد کی روایت کا اعتبار نہیں۔

اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب دیکھا کہ ان جعلی حدیثوں کی وجہ سے مسائل میں بہت اختلاف ہوگیا اور لوگوں نے مختلف فتوے دینے شروع کردیے تو آپ نے مسلمانوں کے اس اختلاف مٹانے اور مذہب کی حفاظت کے لیے یہ زریں اصول بنایا من كان مستنا فليستن بمن قد مات (یعنی) اون شخصوں کے فتووں پر عمل کرو جو وفات پاچکے (اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان رض کے قبل ہوا ہے اسلئے من قد مات سے خلافت شیخین کے فتاووں کی طرف اشارہ ہے اور یہ اپنی اس اصل پر خود بھی اس اہتمام سے عمل کیا اور یوں فرمایا۔ لو سلك الناس واديا وسلك عمر شعبا لسلكت شعب عمر۔ حضرت عمر کے فتووں سے خواہ تمام ملک اختلاف کرے مگر میں انہیں کے فتووں پر عمل کرونگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی باوجودیکہ کبار فقہا اور صحابہ میں فضل وکمال میں ممتاز اور مجتہد تھے مگر انہوں نے خود کو اس تقلید شخصی سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں)۔

وكان يترك مذهبه وقوله بقول عمر رضی
وكان لا يكاد يخالفه في شيء من مذاهبه
ويرجع الى قوله من قوله

حضرت فاروق اعظم کی تقلید شخصی کے متعلق علامہ الامہ حضرت عبداللہ بن مسعود اسقدر ملتزم تھے کہ انکے مذہب اور قول کے مقابلہ میں اپنے مذہب اور قول کو چھوڑ دیتے اور حضرت عمر کے مذہب سے کسی چیز میں مخالفت کرنے کے قریب نہ پہنچتے (اور فتوے دینے میں اگر اپنا قول انکے قول کے خلاف ہوتا) تو اپنا قول چھوڑ کر انہیں فاروق اعظم کے قول کی طرف رجوع فرماتے۔

(اور یہ التزام اور اہتمام کیوں ہوا اسلئے کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک عہد میں تو اسلامی دائرہ کا مرکز اور مسلمانوں کا محور سرور کائنات کی مقدس ذات تھی اور آپ نے اپنے بعد کے لئے مسلمانوں کو یہ حکم دیا

إِنِّي لَا أَدْرِي مَا بَقَائِي فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِن بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی

مجھے معلوم نہیں کہ کب تک تم میں رہوں میرے بعد تم ابی بکر اور عمر کی پیروی کرنا اور اپنے بعد امت کے لئے دو چیزیں چھوڑیں - چنانچہ آپ فرماتے ہیں - تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَن تَضِلُّوا بَعْدِي مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي (مقدمہ ابن خلدون ص) میں تمکو دو چیزیں دیے جاتا ہوں جب تک انکو لئے رہوگے گمراہ نہ ہوگے قرآن اور میرا طریقہ جو کہ مسلمانوں کا آئین دستور العمل ہیں۔ پھر باوجود اسکے کہ قرآن عربی میں تھا اور صحابہ اسکے سمجھنے سے عاجز نہ تھے اور اسی طرح آنحضرت کے افعال اور اقوال (اور تقریر) سے بھی صحابہ واقف تھے۔ مگر آپ نے پھر بھی تمام صحابہ کو یہ حکم دیا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر انہیں دو کی پیروی کرنا اور انکی پیروی کرنے اور انکی بات ماننے کے حکم سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا (کہ فلاں کو انکی پیروی کی ضرورت نہیں) اور تمام صحابہ کو یہ آزادی نہیں دی گئی کہ جو کچھ وہ قرآن اور سنت سے سمجھیں اوس پر عمل کریں اور یہی وہ امر ہے جو زیادہ توجہ کے لائق ہو اور تقلید شخصی کے لئے نہایت مضبوط بنا ہے کیونکہ تقلید اسی کا نام ہے کہ کسی کو معتبر دینار صاحب رست سمجھکر ان مسائل

اور احکام مین جو وہ خدا اور اوسکے رسول کی طرف سے بیان کرے اسمین اوسکی اتباع کرو
اور یہ باور کرو کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ خدا اور اوس کے رسول کا حکم ہے نہ اوس کا ذاتی حکم
جیسا کہ آجکل مقلدین پر الزام دیا جاتا اور بہتان لگایا جاتا ہو کہ یہ امام ابوحنیفہ یا امام شافعی
کے احکام کو مانتے ہین نہ خدا رسول کے اور یہ امام اپنی طرف سے کہتے ہین حاشا کہ مقلدین
اور اماموں کی شان اس سے بری ہے۔ اس تقلید شخصی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ حکم محض اسلئے تہا کہ مسلمانون سے اس اتفاق اور اتحاد کی عمارت متزلزل نہ ہونے
پاوے ورنہ اگر مسلمانون کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ کتاب و سنت سے جو کچھ اپنی رائے سے
سمجہین اسی پر عمل کرین اور اس مین کسی کی تقلید نہ کرین تو پھر اختلاف کا ہونا لازمی ہے کیونکہ
سمجہ کا اختلاف اور اوس سے مذہب کا اختلاف انسانی سرشت کا خاصہ لازمہ ہے اور
پھر عام خاص ایک جم غفیر کی مختلف رایون سے ان گنت مذہبون کے پیدا ہونے کی
نوبت پہنچتا جسکا نتیجہ جس سے اتفاق اور اتحاد کی جو مقصود اعظم تہا خرابی ظاہر کی)
سرور کائنات کے مقدس عہد کے بعد حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس اصول اتحاد کی پابندی کی اور اسے اپنی حکومت کا ایک قانون قرار دیکر تقلید
شخصی کو (خلیفہ کی) ضروری قرار دیا (ازالۃ الخفا مقصد دوم ص[illegible]) اور اس کے متعلق
دفعات ذیل مقرر فرمائین (۱) کوئی شخص بجز اوسکے جسکو خلیفہ مقرر کرے حدیث کی روایت
کا مجاز نہین (۲) فتوے وہی شخص دیگا جسکو خلیفہ اجازت دے اوس کے سوا
کسی عالم کو اسکا مجاز نہوگا کہ وہ فتوے دے (۳) ان واعظین کے سوا جن کو
حکومت نے مقرر کیا ہے کسی دوسرے کو وعظ کہنے کا مجاز نہین (۴) خلیفہ کے فتوے
کے سوا کسیکے فتوے پر عمل نہ کیا جاوے۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق
اعظم نے بھی اس قانون کی یہ دفعات مذکورہ ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مقصد دوم مین لکھتے ہین لہذا درین عصر خلاف مذاہب

دعا سے برکت کرنا فعل نبوی ہونے کی وجہ سے قابل اتباع ہو تو اس دعا سے برکت سے پہلا
فعل منسوب سے ہوتے آئے اور گوشت کی ہانڈی میں اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالتا ہے
تو تم بھی کھانے پہ تھوک کر دعا پڑھو تا برکت ہو سکا جواب یہ ہے کہ پھونکنے کے کچھ دہن پڑھا اس کو
زیادہ بسط کے ساتھ اسی حصہ میں لکھا ہے (صفحہ ۹۰ کی سطر ۱ کے ختم کا ضمیمہ دیکھو) منجملہ کتب ابوکرفا
کتاب میں سیرنج اور حکمت مطبوعہ کرسچن نالج سوسائٹی انارکلی لاہور سنہ ۱۹۱۰ء پر جو تمہید پادری
کیمبل ایچ ایل - وایٹ - بریٹ صاحب بی اے ایچ ڈی ۔ ڈی ۔ ڈی نے اپنی طرف سے لگائی ہے
اس میں تو یہ ہے کلیسا میں ابوکرفا کی وقعت کلیساے انگلستان کے ساتھ میں کے چھٹے مسئلہ میں
جہاں یہ عہد عتیق[1] کی مسلّم کتابوں کی فہرست کے پیچھے آیا ہے۔ دوسری کتابوں کو چال چلن کے
نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لئے کلیسا پڑھتی ہے۔ مگر عقائد کے ثبوت کے لئے ان سے
سند نہیں لیتی "

یہ وہ کتابیں ہیں جو اپوکرفا (مخفی یعنی کتاب الاسرار) کے نام سے مشہور ہیں اب یہ سوال آتا ہے
کہ یہ نام کسطرح پڑ گیا اور اگر یہ کتابیں بائبل کے ساتھ کس قدر بحث میں تھا وہ بھی مطالعہ اور تعارف
کہاں تک مسیحیوں کے لئے معتبر اور مفید ہے وہاں ناظرین کو یہ معلوم ہی ہو کہ کتب اپوکرفا بائبل کی
مروجہ بائبل میں پائی نہیں جاتیں گو رومن کیتھولک کلیسا اور چند دیگر فرقوں کے ہاں وہ بائبل کا جزو
سمجھی جاتی ہیں (الی قولہ) اس سپتواجنتا (ترجمہ توریت) اور اپوکرفا میں ایک خاص تعلق
ہے جو ناقل کہتا ہے پہلا جو کتابیں آخر عیسائی فرقوں کے اعتقاد میں الہامی بائبل
کا میں حصہ مانی گئی ہوں اور نہ مانی گئی والا فرقہ ہی ان کو چال چلن اور تہذیب اخلاق (توکل
صبر حلم وغیرہ) میں مفید اور واجب الادب جانتے ہیں نیز وہ عقائد میں صرف اس جرم کی وجہ سے
نہ لی جاتیں کہ ان میں ربانی مسائل کا بیان ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ کو خیر و شر نیک و بد
دونوں کا خالق بتلایا ہے اور جبر و اختیار نیز مسائل تقدیر میں جو شبہات پیدا ہوتے ہیں

[1] انجیل سے پہلی کتب انبیا کو عہد عتیق کہتے ہیں ۱۲ منہ

اُنہین جو اوٹھایا ہے جیسا جو مسئلہ اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے آثار دکھانے مین
آفتاب نیمروز کا کام دے اُنہین عقل ناقص کے شکوک و شبہات بے بنیاد دیکھکر اُن کا یون نکو
خاص ہی مرض مین چھوڑا جاوے ۔ اور نہ جبکہ توریت کو جنہین شرحون کے باطل خیالات کا خمیر ملکر
عقل کے ساتھ ہم ذات ہو گیا ہے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اون آیات اللہ سبحانہ کی مقدس ذات سے
علم جیسے کمال کی نفی کرنے مین خبیث فلاسفرون کے قول کا نقشہ باپنا طور و تار اہوا لے لیا جاوے
کہ جو اللہ تعالی شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا یا قوم نوح کو ڈبا کر دلگیر ہوا ۔ آسمان و زمین کو پیدا فرما کر
عرش پر آرام فرما ہوا ۔ اور مثل اسکے اُسے چھوڑا جاوے مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے سے زبور کو
چھوڑا جاتا ہے پولس مقدس کے خط کو چھوڑ دیا جاتا ہے پطرس کے پہلے خط عام کو چھوڑا جاوے اور
چھوڑا جاتا ہے ۔ اور وہ بھی ایک جزوی سمجھتے ہین تو کسکو اور کا کو بتا توریت سے ایک خاص تعلق
بھی آپسہی بتلاتے جاتے ہین ۔ کیتی کو پیدا کرکے پچھتانا بر مشہور کیا جو برادران وطن سے کے
دہرم پستکون مین درشن دکہا رہا ہے وہ بھی اُنہین فلاسفہ کی دہسک کا دہوان ہے جو بک گئے
کہ خدا کو علم آیت یا جزئیات کا علم نہین تو آن جان مین جو خلاف حکمت کام ہو جانے پر آپ
ہی پچھتا اور دلگیر ہونا پڑے گا ۔

پادری موصوف نے صنعت الٰہی کی تعریف اور جبر و اختیار کی بحث اور خیر و شر نیک و بد کے
مخلوق الٰہی ہونے کے حوالے کتاب پیدائش سے اور حکمت سے یون دئے ہین باب ۲۹
کی آیت ۲ سے باب ۲۴ کی آیت ۱۴ تک صنع الٰہی کی تعریف ہے اور خیر و شر کی بابت خیالات
مین صفحہ ۱۷۱ باب ۱۵ کی آیت ۱۱ سے ۲۰ تک جبر و اختیار کی بحث ہے ماحصل یہ کہ خدا ہمہ دان
اور قادر مطلق اور ناقابل مزاحمت ہے باب ۱۰ ورس ۳ تا ۷ باب ۲۴ ورس ۷، باب ۳۴
آیت ۲۰ مین تقدیر کا ثبوت ہے) اور مصنف تقدیر کا قائل ہے صفحہ ۱ جب خدا کی
ہمہ دانی کی حکمت اور پوری قدرت بے روک ٹوک کا مقتضا ہی خیر و شر دونون کا پیدا کرنا
پیدا کرنا ٹھیرا اور تقدیر شر کی اوس سے نفی کرتے ہین اوسکی قدرت اور ارادہ پر نقص

اور عیب اور ناکامیابی اور مغلوبیت کا دہبا آیا اور وہ یہی ہے نفی کرنیکی وجہ سے اور ایسی عقل
سفلی سکے تگے چلانے پر یہ الزام تہا کہ جب سب کی نسبت خدا کا ارادہ خیر کا تہا کہ سب ایماندار ہوین
اور شیطان کا ارادہ تہا کہ کافر ہوکر مرین - اور باتفاق اہل کتابین و اہل اسلام دوزخ اور جنت
دونون کے مستحق دو فریق ہین ضرور تو کفر پہ مرنے والی جماعت کی نسبت یہی ماننا پڑیگا کہ خدا کا
ارادہ اُنکی بارہ مین پورا نہوا اور شیطان کا پورا ہوگیا پس بمقابلہ شیطان نعوذ باللہ خدا
سبحانہ کی ایسی ناکامیابی اور مغلوبیت اور سکو قادر مطلق کب ثابت ہونے دیگی لیکن
منکر اُس سے نفی کرکے اُسکو قادر مطلق کہنا بنتا ہیتین - پولس مقدس اس مرحلہ کو
یون طے کرچکے ہین اپنے خطوط مین کہ وہ ایکہی لوندسے عزت کا برتن بناتا ہے
اور بے عزتی کا بہی تو کیا مٹی کمہار کو یون کہہ سکتی ہے کہ تونے مجکو ایسا کیون بنایا اے انسان تو خدا سے
کیون مزاحمت کرتا ہے وہ جسپر چاہتا ہے قہر کرتا ہے ان آیات مین بالمقابل بیان تو تہا
قہر کا جیسے عزت اور بے عزتی کا جو کمہار کی طرف بظاہر منسوب ہونیکی وجہ سے ترجمہ میں ظالم نظر آتی
ہین مگر منکران تقدیر نے اپنے خیال کی بصورت خارج ہین یہی دکہادی قہر کی جگہ رحم کو رکہکر رحم کا
مقابل قہر کو ٹہیراکر رحم اور قہر کو دو کردیا - حالانکہ رحم اور مہر دونون ایک صرف عربی اور فارسی و اردو
زبان کا فرق ہے عربی مین جسکو رحم کہتے ہین فارسی اور اردو مین اوسی کو مہر کہتے ہین نہ اُسکے
متقابل کو اوس کا متقابل تو وہ ہی قہر ہے جسپر عقل نارسا کو اعتراض ہو - اور اُسی
اعتراض اور مزاحمت سے پولس روکتے ہین - مہربانی کرنے پر تو اعتراض اور
مزاحمت کرنے کا موقع ہی نہین - اور جب اعتراض نہین تو اعتراض سے
روکنے کی حاجت بھی نہین - اور حاجت ہوتی ہے تو اُسی قہر پر اعتراض کرنے
کی وجہ سے جس اعتراض اور مزاحمت کا بیجا ہونا کمہار کے جبر سے ہیلے برتن
بنانے پر جبر سے برتن کو مزاحمت کرنے سے ... روکنے سے سمجہایا ہے اور یہ مطلع تو انصاف ہے جبکہ کوئی
یا بجیثیت ... بنانے کی وجہ سے ناانسانی ... بڑا اعتراض کرتا ہے تو

یہی جواب پاتا ہے کہ تو کون ہے ہم اپنی مملوک زمین مین جو چاہین بنائین اگر مالک
مجازی کو اعتراض کو معترض کے منہ پر مارکر چپ کردینے کا یہ حق ہو تو مالک حقیقی کو بدرجہا و
اس سے زیادہ حق ہونا چاہیے ایوکرنا اور پولس اسی کوشش کر رہے ہین پولس کے
کلام پر ایمان رکھنیوالون کو جب مسئلہ تقدیر شر بخلاف عقل ہونیکا شبہہ ہوا تھا تو اون کو
اس کلام پولس سے [ا۔قرنتیون باب ا ۔ درس ۲۵ ۔ کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیون
کی حکمت سے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیون کی بہ نسبت زور آور ہے
صفحہ ۲۹ یہ آیت نسخہ سنہ ۱۸۱۴ء مین یون ہے خدا کا احمقانہ کام آدمیون سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ کام آدمیونسے قوی تر ہے] یہ بات لینا چاہیے تھا اگرچہ عقل سفلی ناقص دسترس جہت
سے چشم پوشی کرنیوالی ہی نارسی سے خدا کے خالق شر ہونیکو بیوقوفی اور احمقانہ کمزور اور
ضعیفانہ کسا کام خیال کرتی ہے مگر آدمیونکے عاقلانہ اور قوی کاموسے زیادہ قوی عاقلانہ
پر حکمت کام ہے اور قدرت کاملہ کا مقتضا اور اسکا انکار اسکا سورتہ ہے جو سنگر کو صورت بناتا
ہے پطرس کے پہلے خط عام کے باب ۲ کی آیت ۸ کا اخیر یہ ہے سو تے دے ہین
جو سرکش ہوکے کلام سے ٹھوکر کہاتے ہین جسکے لئے وے مقرر بھی ہوئے صفحہ ۳۸۲ سرکشی
کے لئے مقرر کیا جانا وہی وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کی تصریح ہے
ایوب کی باب ۳۴ کی آیت ۱۹ کا اخیر یہ ہے کہ (دولتمند اور مسکین) سب اوسی
کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہین صفحہ ۹۵ بلفظ اوسی کے حصر کے ساتھ دونون اوسیکے بنائے
ہوئے ثابت ہو رہے ہین نہ یہ کہ دولتمند اوسکے بنائے ہوئے ہین اور مسکین شیطان کے
یا اہرمن باپ دیوتا کے اور ایک کو دولت دیکر دولتمند بنا دینا اور دوسرے کو نہ دیکر مسکین
بنا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک کو ایمان کی توفیق دیکر ایماندار بنا دینا اور دوسرے کو
یہ توفیق نہ دیکر ایمان سے محروم کر دینا تلاش کرین تو ایکو تقدیر خیر و شر من اللہ کے اثبات
مین اور بھی آیتین بیبل مین مل سکتی ہین مقصہ کوتاہ حسب تشبیہ

اپوکرفا یہ مسئلہ راز کا انسانی علم اور بیان مین نہ آسکنے کے قیاس سے اسکا انکار کرجاتا اوس عقل دوراندیش کا کام نہین جو اپنے آپ کو خدائی کامون کے اسرار کے ادراک مین قاصر پاتا تعجب کی بات نہین سمجھتی کیونکہ وہ بہت سے انسانی تصرفات مین بہت چیزین ایسی دیکھہ چکی ہے جو علم اور بیان مین نہین آتین صرف ذوق اور وجدان مین آسکنے کی وجہ سے مانی جاتی ہین بلکہ بعض کا ذوق بہی ان سے حاصل نہین ہوتا اونکے اثر سے اونکی ذوق کا پتہ چلتا ہے اسکی مثالین بہت ہین ازانجملہ ایک یہ کہ معشوق کی ترچھی نگاہ کی برچھی جو عاشق کی ازخودرفتگی مین اثر کر گذرتی ہے اس حالت کو علم اور بیان مین لانے سے وہ اثر ہرگز نہوگا اس حالت کو علم اور بیان مین لاکر لاکھہ سناؤ اوسکی وہ حالت نہوگی جو معشوق کی نگاہ پاتے دیکھنے کے ذوق مین ہوتی تہی - دوسرے یہ کہ تیر اندازی کے ڈہنگ بہی علمی اور بیانی نہین ذوقی اور وجدانی ہین - ایسے ہی مسئلہ تقدیر خیر وشر کی حقیقت اور حکمت اور اوسپر جزا اور سزا اسکے ترتیب کی معدلت پر آثار ذوقی اور وجدانی ہے نہ علمی اور بیانی جس ذوق کا اثر ہیجان اور جانداروں کی حرکت سے فرق دیکھنے مین آتا ہی اور جبر اور اختیار ان دو امرونکے درمیان مین ایک امر موجب جزا اور سزا جہلکتا ہے شیخ اکبر قدس سرہ نے جو فرمایا ہی کہ اس کا ذوق اعیان ثابتہ کو بہی نہین ملا کترین سے چند مین کہ وہ اسکے معارف نہین اسلئے کہ اس ذوق کا اظہار فطرباً آثار ہی - پہراس مسئلہ کی تائید اور ثبوت مین انبیاء سلف و خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام اور کتب سماویہ سے نصوص محکم دنیا مین موجود بخلاف تثلیث کے کہ نہ وہ ذوقی اور وجدانی اور نہ مسئلہ تقدیر کیطرح قدرت کاملہ کے اثر کی ظاہر کرنیوالی بلکہ کمال قدرت کے مقتضا کے منافی توحید کے منافی دعوت انبیاء اور کتب سماویہ کی شہادت کے منافی - کون سا امر نہین جانتا کہ جب وہ قدرت [illegible] کے [illegible] سے مجبور ہیں اور نہایت سے [illegible] جو دعوٰی کرنے والے منکر کون ہیں [illegible] [illegible] [illegible] کا رد اور انکار پڑتا ہے - [illegible] [illegible] کفو چلا آتا ہے تو تثلیث [illegible]

آسمانی سے ہرگز نہیں بچ سکتی جسکے مٹانے پر تمام انبیا کی تعلیم تلی ہوئی ہے وہ کیسے کسی کے واسطے سبب نرالی بطور راز شیر مادر ہو سکتی ہے۔

[صفحہ ۱۲ کی سطر ۸ کے ختم کا ضمیمہ یہی] اس حصہ کے صفحہ ۱۶ میں ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ ہو سکا دیانندی کے صفحہ ۵۰ سے یہی مضمون نقل ہو چکا کہ جب یہ ذرون سے بنی ہوئی دنیا اور اکاش اور خود ذرے پرمانو پرکرتی مادہ کچھ بھی نہ تھا اوسوقت اوسکی قدرت ہی قدرت تھی تو بھلا وہ قول کب مان لینے لائق ہو سکتا ہے جو مادہ اور ارواح کے ازلی ابدی اور قدیم کہنے میں ٹھوکر کھا چکا ہو۔ اوس وید بران کو نسیان ارسطو کی غلطی ہے سلطان اکثر ہنود اپنا گھر بھول جو یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ جہان ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور یونہی چلتا رہیگا۔ پرمہاپرلی یعنی قیامت کے بعد آکاش اور پرمان پرمیشور میں کل عقل اور روح اور ذرے اپنے میں سے نکال جزل اسباب جمع ہو کر سلسلہ عالم کا پھر چھڑ جایا کریگا یہ ایسی انوٹھی بات ہے جو اگلے حکماء اور وید کے بھی سراسر خلاف ہے اور ارسطو کی باطل رائے سے غلطی میں پڑتا جسکو حکیم راکنشز مولف حیات الانسان بردے عقلی مذہب براہمہ کے خلاف اور عالم کے حدوث کو یہی بتلاتے ہیں [اغاثہ کے خاتمہ میں ہے اور ان حکماء کے اراکین رسولوں اور شریعتوں کی تعلیم کرتے تھے اور اس بات کے معترف تھے کہ جس بات کو رسول لاتے ہیں وہ عقل کے طور سے بالا اور سوا ہے اور وہ لوگ الہیات میں کچھ گفتگو نہ کرتے تھے اور اسکی گفتگو کو رسولوں پر حوالہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور انکے توابع ہیں اور اصحاب مقالات نے نقل کی ہے کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونے کا قول مشہور ہے وہ ارسطو ہے اور یہ شخص مشرک اور بت پرست تھا اور اسنے الہیات میں تقریر کی ہے کہ بالکل غلط ہے اوسکو مسلمانوں کی بہت سی جماعتوں نے رد کیا ہے یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ اور حکماء اسلام سب نے رد کیا ہے صفحہ ۱۰۱ علمی اور اعتقادی احکام اسلام کے

سب باتین عقل روشن کے موافق ہین جیسے نقل کے ہان ذات وصفات و افعال الٰہی
کی کنہ کے ادراک سے چونکہ عقل قاصر ہے اور عقل ہی حاکم ہے کہ یہ عالم اثر ہے اور موثر
اول کل ممکنات مین اللہ سبحانہ ہے اور اثر موثر کی کنہ کو ادراک نہین کرسکتا لہذا عقلاے
روشن طبع اس امر کے جاننے والون نے کہ ذات الٰہی ذوات مخلوق سے جبکہ عقلاً بھی نرالی ہے
ایسے ہی صفات و افعال الٰہی صفات و افعال مخلوق سے نرالے اور ہماری
عقلی دست رس صرف اسی قدر ہے کہ ذات وصفات و افعال الٰہی کو مخلوق کی ذات
وصفات و افعال پر قیاس کرین پس نرالی اور واجب قسم کو غیر نرالی ممکن قسم پر قیاس
کرنے مین ہم ٹھیک بات کو نہین پاسکتے اسواسطے وہ ان امور کو ان پر حوالہ کرتے تھے جو اس
بارہ مین واسطہ فیض الٰہی اور اس بیت کے مصداق ہین ؎

جہان فلسفہ لنگ ہے بال و پر ہے * رسالت وہان ناطق و چارہ گر ہے

اس مین سے انہون نے اسیقدر بتلا دیا جسکا انکی رسالت سے تعلق تھا اور مکلفون سے
اسپر ایمان لانا مطلوب ہے پس انبیا کے لاتے ہوئے دین سے یہی قسم مراد ہے
امام ابن القیم کی نہ انبیا کے لائے اور بیان فرمائے ہوئے عملی اور اعتقادی
احکام کی سب باتین کیا معلوم نہین کہ ارسطو اور اوس کے ہم نواؤن نے اس بے قاعدہ
بات مین اولی الکل دوڑا کر کیسی ٹھوکر کھائی ہے کیا ہم اس آواز کو نہین سنتے کہ جتنے
انسان اشرف المخلوقات مخدوم الکل ذی اختیار کو جسکے کام مین انکی ہوتی ترجیح مین
آنیوالی سب آسمان اور زمین کی چیزین ہین اُن مجبور کو اکیہ ہیولی وغیرہ ملائکہ و فلکی صورتون
شکلون کا پجاری بناکر یہ گیت گوا دیا تھا کہ جنس انسان تو صرف پجاری ہے سکو آب وغیرہ
کی اور یہ کواکب وغیرہ جو انسان کے معبود ہین یہ پجاری ہین اپنے سے اوپر کے درجہ کی کاہنیا
کے اسیطرح آخر تک غرضیکہ درمیان کی مابہ درجہ کی اور سب نیچے کے درجہ کی پجاری ہین غرض دسوان
واسطہ صرف معبود رہا لیکن واسطہ ہنا نیچے کے درجہ والون کا وسائط مین

اگرچہ آفتاب عنصر اور کواکب سب کو معبود انسان کا ٹھیرایا ہے ان کی نماز کے بعد آتشکدہ
اور مصنوعی ... کی پوجا پر جھکایا مگر وہ بہولکر بھی کسی حاجت کے مانگنے اور کسی بلا کے دفع کرانے میں
خدا کا نام لینا نہیں جانتا اور نہ اسکی مشیت اور ارادہ تکوین کا اس عالم میں دخل بتلا دے
وید کے رشی ... ہوا دیا نند جی کا بار نا چھپا دیا گیا منترہ یہہ ہے کہ مخلوق اپنے گروہ ن
(وغیرہ ان) آپ پیدا ہوتی ہے۔

و... بانی والا منتر اور اسکے ہم آواز اور بہت سے منتر اسی مضمون پر مثل دیکھو سورج کے
... کی گرمی سے راحت مانگی جا رہی ہے فضا کے میدان سے پانی کے گرنے سے بونٹون
نے جنگلات کے دیوتا سے برہونک سب بلند گرہ وغیرہ سے راحت بخشنے کی درخواست ہے
صفحہ ۱۱ سوتا دیوتا کی تحریک سے اسوین کمارون کے دونوں بازون سے پوشن دیوتا کے
دونون ہاتھوں سے رسی کو اگنی کی انگلیں باندھنے کے لئے پکڑا جاتا ہے صفحہ ۱۱ وروہ سے
درخواست ہی کا شونی کمارون کے لئے نخل آسرستی دیوی کے لئے نخل آ اندر دیوتا کی بلی
کے لئے نخل آ صفحہ ۱۱ چار چھترون ہر جہت دیبوں کے لئے سوا ہا کہی جا رہی ہے صفحہ ۱۱
۱۲ بہوت پریت کا زور حاصل کرنے کی درخواست وید کا مصنف اپنے لئے پانی کے
مالک دیوتا سے کر رہا ہے صفحہ ۱۱ اس عالم سے خدائی دخل کے منکر خدا سے لوگ کیا منتر
کب گا سکتے ہیں۔

ارسطو قدم عالم کی طرف سے بے دریان گاتے ہیں اپنے استاد افلاطون کی بہی نہیں سنتا
جب اوسپر استاد کی مخالفت کا الزام آتا ہے تو اوس کو یوں ٹال جاتا ہے کہ یہ جو اللہ
اکیلے کے مستحق عبادت ہونے اور دوسرے معبودون کی عبادت کے باطل و شرک
منافی توحید ہونے کا قول کیا ہے افلاطون نے سب ہی الہامات [illegible] میں جو کچھ ہے
فرمایا ہے موافق طرح موسی کے یہ شریعت و [illegible] موسی سے ہے ... کر لیا
اور اپنی تیز قلمی سے عقلی دلائل کو بھی اوسی طرف موڑ دیا ہے۔ اگرچہ عقلا اللہ اکیلے

نکا مستحق عبادت ہونا اور دوسرے معبودوں کا مستحق عبادت ہونا ثابت نہیں ایسے ہی مجازات
عقلی میں جو ارسطو نے کہا ہے سب برہان ہے تہافت فلاسفہ امام غزالی رح کی اور چند کتب
امام تیمیہ اور ملل ونحل شہرستانی وغیرہ کتب دیکھئے واقعی عقل کے خلاف میں بے عقلی کی باتیں
اور تہافتیں ارسطو اور اوس کے ہم لاؤں کی پوشیدہ نہیں انا تھیلا ای حصہ ہو ارسطو کے اوس
قول کی فلسفیت کا فساد دیکھئے تو اپنے قبروں سے مردوں کے اجسام زندہ کرکے اور اٹھائے
جانے کے بعید جانتے ہیں یا اپنی طور کلا کہ جسم اوٹھینگے تو اپنے تمام عضوں کے ساتھ اوٹھ
اور سنگی اوصاف اجسام اون جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے وقت تھے ہیں اور اون دنوں کو جینے
اون جسموں کے قبروں سے اوٹھتے وقت جسموں کے ساتھ اوٹھانے کے لیے دوبارہ لانا محال
لہذا قبروں سے جسموں کا زندہ ہوکر اوٹھنا بھی محال ہے اسکو اعادہ معدوم کے جیسے محال ہونے
پر متفرع کرنا کوری حماقت ہے اگرچہ اس حماقت کو حکمت کا بہروپ بہرواکر حکمت کے باس
میں دکھایا ہے۔ اسلئے کہ جسم کا مادہ جو اوس جسم کی حقیقت ہے وہ معدوم کب ہوا ہے
وہ تو موجود ہے اگر گل جل کر منتشر ہوجائے یا زمین یا درندہ کے کہانے سے متغیر ہو
یا آگ میں سے اس قدر دوسرے حیوانوں کا جزء بدن ہوجائے جو موٹے ہونے سے
بڑھتا اور دبلے ہونے سے زندگانی دنیا میں گھٹتا رہا ہے۔ اس سے وہ علیم اور قدیر ہے
علیم و قدیر تعالے شانہ کی نظر سے نہیں جاتا متغیر کو حالت اصلی پر لے آنا زمین کے کہاتے ہوئے
کو زمین سے واپس لینا جزو بدن بنجانے والیکو بدن سے نچوڑ دے اگرچہ [illegible] وہ دیکھنے
کہیں پر تجا ہو قدرت پر دشوار نہیں اور پیدا ہونے اور مرنے کی ساعتوں اور اوکیا عنوان
ہے دونوں کا جب مادہ ہی نہیں تو اس معدوم پر موجود کو قیاس کرنا باطل ہے ہاں جنہ
باسب کہلانے والے اصلی جسم کا مادہ بعینہ وہی ہونا چاہئے جسنے جہاں [illegible] نیک و بد اعمال
اور اعتقاد [illegible] کا ارتکاب کیا ہے تاکہ مجرم کے بدلے بیگناہ کو سزا دینے کا ظلم نہ لازم
آئے ایسے ہی نیکی کی جزا دینے میں نیکی کرنے والے کو محروم کرکے غیر مستحق کو جزا دینے کا

منقسم ہونے سے اُسی مادہ سے ویسا ہی جسم پیدا ہوکر اوٹھیگا اور وہی مادہ بمنزلہ تخم
اوس جسم کے بننے کا ہوگا گویا سخت زمین سے پانی برسیگا اُسکے اُگنے کیلئے حقیقت
جسمانی کا ویسا اول بدل ہوگا جیسا کہ تناسخ میں ہونا لازم آتا ہے - اور جبکہ یہ وارد ہوچکا کہ
جنتی کا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا جس سے کالے کریہ المنظر کے حسین
ہوکر اٹھنے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے تغیر وصفی کے ساتھ تو ہمارے اعتقاد پر اعادہ معدوم
کا اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ عینیت کا اور جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنون اور
ساعتون کو نہ اُن جسمون کی ذاتیت مین دخل نہ وصفیت مین اگر ایسا دخل ہوتا زاد جسمانی
کی زندگانی دنیا مین اُن مرنے پیدا ہونے کی گھڑیون کا اُن جسمون کی ذاتیت اور وصفیت
مین اثر سا ہوا ہردم رہنا ضروری ہوتا اور یہ دربارہ وصفیت کہ جبکہ وہ دن اُنکے ایسے وصف
ہوتے جو موصوف سے جدا نہین ہوا کرتے - بھلا سمجھوال بچے تک جانتے ہین کہ جو جس دن پیدا
ہوا اوس سے دوسرے دن دو دن کا کہلائیگا - مگر اوس دوسرے دن مین پہلا دن اوس بچے
کے ساتھ نہ رہیگا اور اوس اخیر عمر ہی کا وہی رہیگا اسی طرح آخر وقت تک سب کے جدا ہو رہے
ہر پلک کی جھپک ہر ساعت ہر دن ہر رات عدم کی راہ لیتے چلے جائینگے جب اُن دنون
ساعتون کا بیان اونکے ساتھ رہنا اونکی حیات مین ضروری نہین تو قبرون سے اُٹھنے
کے وقت اُن ضرورت کا سپنا کسی دیوانے کو بھی دکھائی دیگا - اور بھلا جب اس بعث میں
اُن دونون سے اُس مادہ کی ضرورت ہی - حالانکہ یہ ظروف زمانی ہین تو اس ضرورت سے
محسوس کرنے والیکو چاہئے تھا کہ وہ اُن جسمون کے پیدا ہونے اور مرنیکی جگہون کو بھی
اُن جسمونکے ساتھ رہنے ساتھ اُٹھنے مین ضروری ٹھیرا کر اون جسمون کے گلے کا ہار
بنا کر سمجھوال بچون تک کو ہنسنے اور ہنسانا اسلئے کہ وہ ظروف زمانی ہین تو یہ ظروف مکانی
اور جبکہ حلیہ اوصاف جسم کی لازمی نہین دیکھو جوانی کے وقت لڑکپن کا وصف اور
بڑھاپے کے وقت جوانی کا وصف خواب و خیال ہو جاتے ہین تو یہ حلیتی ٹھیرین

طرف عذابی کی جنکو اجسام مذکورہ کی نہ ذات میں دخل نہ صفت میں کیسے قبرو مٹے
اجسام کے اوٹہائے جانے کے تیے لوٹائی جانی لازمی اور ضروری سمجہی جائیگی۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ آیت سورہ ق مین اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ
زمین جو مقدار اُن مردون کے جسم ان مین سے کم کر دیتی ہے وہ ہمارے علم سے نہین نکل
جاتی حاصل یہ کہ مقدار معلوم زمین کی کھائی دوسرے کرون مین پہنچائی ہوئی کا سرجمع
کرنا دست بہ دشوار نہین۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا
لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ آیت النساء پارہ والمحصنات مین جو فرمایا کہ ہر گاہ کہ
پک جائینگے چمڑے اونکے یعنی جل جائینگے بدل کر دینگے ہم اونکو چمڑے اُن (یعنی)
چمڑون کے غیر۔ بموجب تفسیر جلالین اس سے تبدیل وصفی مراد ہے یعنی چمڑون کی
جلی ہوئی صفت کو بدلکر اُن جلی حالت اصلی پر لوٹا لائینگے ۔ ماہرون پر پوشیدہ نہین کہ
بعض اعضا جسمانی تو ایسے ہین کہ جنمین تبدیلی ہو سکتی ہے جیسے ہاتھ پانون کی ہلی ٹوٹی
ہوئی کو نکالکر اوسکی جگہ بکرے وغیرہ کی ہلی جڑ دینا ہاتھ پانون کا کاٹ ڈالنا ان مین تبدیلی
اور کاٹ چہانٹ سے انسان انسانیت سے نہین نکل جاتا مر نہین جاتا۔ دوسرے
اعضا اجزا جسمانی ایسے ہین کہ اون کے بدلنے کاٹنے توڑنے پھوڑنے پیسنے
سے انسان زندہ نہین رہ سکتا جیسے دل دماغ پھیپڑا وغیرہ اور انہین کو حقیقت
جسم انسانی مین بڑا دخل ہے اور روح کے ساتھ ہوکر یہ پاپ کی کمائی مین شریک ہی
ہے یہی حقیقت جسمانی اعتبار کی جاتی ہے پس قسم اول بہشت مین بھی بدلجاے تو ہمارا
مدعا تو مضر نہین وہ حکم لباس کا رکھتی ہے اور چمڑہ بھی اوسی قسم مین ہے اور خاتمہ اسی
آیت کا بعد بیان تبدیل جلود لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ افادہ فرمارہا ہے کہ یہ تبدیلی چمڑون کی
برداشت کی آسانی مین نہ فرمائی گئی بلکہ عذاب کی سختی چکھانے کو اونہین کفار کی اسی
حقیقت انسانیہ کو لیئے وقوع مین آے گی جسنے کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ اور مین حقیقت

الشانی تئے فیرسے تئے جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وغیرہ بہت سی آیتین باٰ
بلند پکار رہی ہین کہ یہ عذاب و ثواب انھین عمل کرنے والون پر باپ کہا سے اون کو دیا جاتا
بدلا ہوگا ان عملون کا جو وہ کرچکے ہین اور سب سے پہلے علاوہ اسکے مراد اسی روح اور جسم
سے مجموعہ سے ہوا ہے جو روز جزا جزا سزا کے لئے پیش ہورہا ہے اگر ان دو جزون مین سے
ایک بھی بدل جاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا بلکہ یون فرمایا جاتا کہ یہ بدلا ہے ان عملون کا جو یہ
دونون پہلے چھوڑ آئے ہوئے جسمون کی شرکت مین کرچکے ہین اس لئے ہمتے ہم کو
ان بدلی روح کے ساتھ۔

چونکہ نئے پرانے فلسفہ کی منہ جوڑ ہونون کے چڑھاو اتار کی الٹ پلٹ سے خود مطلبی کا
فائدہ لینے مین اہل باطل نے کسقدر رہٹ پھیرے اپنے باطل کی مانگ پٹی سنبھالی ہے
انہیں میں سے ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر سال جاندارون کی کھال اتر کر اس کے نیچے کے
گوشت کا حصہ کھال بنکر اتری ہوئی کھال کے قایم مقام ہوجاتا ہے اور ہر سال کی اس قایم
مقامی سے ایک مدت دراز مفروض المقدار مین گویا جسم ہی بدلجاتا ہے اگر اس تبدیلی کے
پورا ہونے کے وقت وہ مرگیا اور پہلے ان بدلے جسم کے کمائے ہوئے پن پاپ کی
جزا سزا مین یہ بدلا ہوا جسم جزا سزا کے لئے روز جزا پیش ہوا تو وہی اعتراض نہ لوٹ آیا
جو تمنے تناسخ کے ماننے والون پر ڈالا تھا جواب اسکا چند وجہ ہے اول یہ کہ اس تبدیلی
اور قایم مقامی سے بالاخر جسم کی تبدیلی لازم آنیکو تجربہ باطل کرتا ہے دیکھو جسم بدلکر
دوسرا جسم بنجائے اس کے نئے تیار جزء اجزا ہی قایم ہوا کرتا تو پرانے جانور کا گوشت
نئے جانور کے گوشت کی طرح اتنی ہی جلد پک کر گل جایا کرتا جتنی جلد نئے جانور کا
گل جاتا ہے اور اگر سب نہ گلتا تو اسقدر تو گلجاتا جو سال دو سال کے اندر اندر ہی بدلکر
نیا تیار ہوا ہے اسکو بھی تجربہ یون توڑتا ہے کہ پرانے جانور کے گوشت کا نہ حصہ
بالائی گلتا ہے نہ حصہ زیرین سے گوشت کے [illegible] چند وقت پرانے

و بہشت کو بتاتے اور اسکی نفی نہ جانیگی بخلاف تناسخ کے کہ وہ اوس سے بعض صورت مین
ہی نکلکر رہنا ہوجائیگا اگر جسم بدلا کرتا تو ایسا فرق ہوتا دوسرے یہ کہ جو شخص بلکہ
قایم مقامی ہوا کرتی تو ہمیں چھلکے وغیرہ کے جو شخص کے سوکے ہوئے یعنی اوترتے بھی
دیکھے جاتے اور جیسا ایسا نہین ہوتا تو وہ بھی ایک خیال اسکا غلطی سے بے بنیاد باتے
اور یہ جو انسان کے جسم کہا جانے سے دھول سی اوڑجاتی یا باریک چھلکے سے دینو ونیہ
اوترتے نظر آتے ہین یہ کہاتے پیتے کا فضلہ ہے جو مسامون کی راہ سے اسی طرح
نکلا کرتا ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض جاندارونکی کہال ہی اوترتی ہے
تو اوس کے قایم مقام ہونیکو فضلہ کیا تھوڑا ہے تیسرے یہ لازم تہا کہ جب جسم بدل
جایا کرتا تو ناتیت بھی بدلجایا کرتی اسلئے کہ ستر برس کے بعد پہلے پہچانے ہوئے جس سے
جب ملاقات ہوتی ہے اور وہ بسبب بڑہاپے کے پہچانا نہین جاتا ہان جب وہ پہچا
کہتا ہے کہ مین وہی تو ہون جو ستر برس ہوئے کہ تم سے فلان مقام پر ملا تہا اور یہان
مین صرف اکیلی روح سے ظاہر نہین ہوتی جس شخص سے مین نکل رہی ہے وہ اوس کے
ساتھ رہتا ہے اور اگر یہ بلا مدد جسمانی ادراک روحانی ہی ہے تو جسم کے بدلجانے سے
روح بے خبر کیون رہی بس جس خانہ کی تبدیلی ہوئی اوس خانہ کی رہنے والی روح کو خبر ہو
اوسکی خبر اوسکو کیسے مل گئی اور کہانسے مل گئی جسکو دوسرے کے بدن سے نہ تعلق رہ جاوے
آمد شد جسمانی خصوصاً جبکہ اپنے ہی جسم کی تبدیلی کا اوسے ادراک ہوتا ۔ اگر دماغ کی
یہ کہا جاوے کہ یہ تبدیلی اور قایم مقامی سونے کی حالت مین ہوتی تو کہا جاوے گا کہ
سونا کام جسم کا ہے نہ روح جیسے لطیفہ ذراکہ ہوشیار بیدار کا میں اگر تبدیلی ہوتی تو
روح اوس سے بے خبر نہ رہتی اسلئے کہ مفارقت تو روح کی جسم سے ہونی ہی کا نہین بخلاف
طاری ہونے موت کے کہ وہ حالت مفارقت ہو جاتی ہے ترسیخ فیہا الایہ کو پکڑ نام
سنیہ ہوتا اگر مردون کے جسمون کا قبرون سے زندہ کرکے اٹھایا جانا ہو تو نہ ہو

ان جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے وقت کے بعینہٖ اعادہ پر تو ہر مزدور کی مزدوری ملنا
آسمان ہو جائیگا جب وہ مزدوری مانگنے آئیگا تبھی اُس سے مزدوری کے دن کے
بعینہٖ لوٹا کر لانے کا مطالبہ کیا جائیگا۔ وہ اس آن کو لائیگا نہ مزدوری پائیگا یہ اندھی فلسفیت
نظام عالم میں اندھیر پیدا کر دیتی۔ اس کے سوا اور بھی نقص نے ارسطو اور اوس کے ہم نواؤن کی
ننگ فلسفیت کے اس حصہ میں مذکور ہین۔ منجملہ قائلین نشو ونما جو یہ کہتے ہین کہ ہر شئے
کی بے اختیاری میں حاملہ کے حمل کی طرح لگاتار اور پرانی ہر شئے میں سے نکلکر پہاڑون پتھرون سے
ذرّون اور روحون اور عقول وغیرہ کا پیدا ہوکر خود بخود اسباب جمع ہونے سے سلسلہ عالم کا
چھڑ جاتا ہے۔ دیانندی سا چار بار نقل کر دئے گئے کہ مخلوق اپنے کرمون آپ پیدا ہوتی اور
مرتی ہے۔ چونکہ کاریگرون دنیا کی حاجتون اور مزدورون کے ادراک سے اوپر نہ جانے والی
نظر ہو دین پیدا کرنے پالنے مارنے کے کام جسم اختیار کئے بغیر نہین سکتے اس لئے
اُنھون نے مظاہر قدرت کاملہ الہیہ میں تینون کو لگا کر برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور وشنو
کو پالنے والا اور مہادیو مہیش رودر کو مارنے والا ٹھیرایا اور آتش پرست مجوسیون نے ان کی موت
مین مفروض الاختیار عقول عشرہ اور کواکب کو مانا اور باوجود اس کے ہنود اور آریہ احکام
خدا کو قادر مطلق سرب شکتیمان بھی دیکھ کہنے لگتے ہین اور یہ نہین سوچتے کہ وہ فرضی قدرت
قدرت کاملہ کیسے مانی جا سکتی ہے جس کا مقدور کچھ ہو یا اپنے موصوف مین رہکر اپنا اثر ظاہر
کرنے سے عاجز ہو اور اپنے موصوف سے جدا ہو کر پنج کے درجہ کی مخلوق مین پہنچکر وہ پیدا
کرنا پالنا مارنا سیکھ جاتے۔ یہ خیالات خود زبان حال کہہ رہے ہین کہ ایسے خیالات اور اعتقاد
رکھنے والا قدرت الہیہ کو پرائے سہارے کا محتاج ٹھیراے نہ قادر مطلق کہنے مین ایسی
کہنے والے طوطے کی طرح مطلب سمجھنے کوسون دور ہو۔ ہم سمجھ چکے اور سمجھا آئے اور آریون
کے اعتقاد مین عالم پرمیشور ریزون مین سے نکلا ہے اُس کی جز ہے۔ مادہ سے نرالی
ذات مخلوق اور عالم مین دیکھ چکے کہ اعتبار کہنے والے سب رستہ پاتے وہ

سکام نہین ہوسکتی جسکے کرنے مین دست پا اعضا کی ضرورت ہے اسی سے پیدا نکلا دوڑا دی کہ
پرمیشور کا شروپ بہر ہنے سے پہلے جسم و جوارح سے منزہ ہونیکی حالت مین بے دست و پا
کی طرح خود مخلوقات کے اجسام بنانے پالنے مارنے سے عاجز ہے اور آسمانی ادیان آثار و روایت
دکہا کہا اوس قدرت کا کمال بہین عنوان ثابت کردیا کہ اسکا کلمہ کن تمام اشیا بلکہ جمیع مجردات
و مادیات تمام کائنات کے پیدا کرنے یا اسباب ارضی و سماوی رزق دینے پالنے مارنے فنا کرنے
وغیرہ مین وہ کارسازی فرمارہا ہے جو جسمانی طاقت قاصرہ خداوند کے بل بوتہ سے باہر ہے
اور مخلوق متناہی اور محدود مین غیر متناہی اور نامحدود ذات کے خواص جنکی حد اور نہایت
انتہا نہین کیسے آ اور سما سکتے ہین جبکہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا اوس سے جدا ہونا محال
تو حقائق ہین اوس کا سمانا محال وہ ساری کائنات تمام ممکنات سے نرالی ذات جسکو ہنود اور
آریہ سماج بھی اب ادیا کہتے ہین مگر اوس کے قدرتی کامون مین قانون قدرت قاصرہ کا روڑا
اٹکتا ہی نہین چلتا ہے - اور قدرت کاملہ کی معرفت کے نقص نے مسبب الاسباب کو
چہوڑا اسباب کی پوجا پاٹ کرنے ننہ ہمیشہ دیکہنا سے بڑہانے پر جہکایا جسکی مثل وہی
ہوئی جیسے کسی بہولا ناتہ نے اپنے قتل ہونے سے ڈر کر قاتل کی تلوار پر بھی چڑہاوے پہول چڑہا
اور کہا شیا نے اسکے آگے ڈنڈوت کرکے کہا کہ ہمنے اپنے قتل کرنیوالے کو منا
پوجا لیا ہے - اب ہمارا کوئی کچہ نہین کرسکتا - قاتل کو جب اس بے پرواہی اور بہروسہ
نذر ملنے کی خبر پاوس کے بہروسہ کرنے کی خبر ہوئی تو اس ناحق سے شناسی
پیدا ہوئی خفا ہوا اور تلوار کا وار کرنے جہکے تہے اوس کے پاس پہونچا - اوس نے
پہر اتلوار میاں کی دہائی دی بہت منت کی مگر یہ دہائی اور پوجا اور تلوار کے آگے
کی ہاتہ جوڑ اوس کو قتل ہونے سے نہ بچا سکی - جب قدرت کاملہ کی تاثیر کے
نہ سمجہنے اور قدرت کے کمال کو ناکرنہ پہچاننے پر تنبیہ کی گئی تو کہا کہ معجزون طلوب
کو خدا دینے سے سوال ہوسکتا ہے - ایک یہ کہ خدا قادر مطلق ہے تو ایک خداداد کیمیا نہین

سمجھا دیا کہ تخلیق ارض وسماوات (کل کائنات) وتزئین مخلوقات وغیرہ امور تکوینیہ
مین سے اللہ سبحانہ کے سوا کوئی کچھ بھی کر سکتا تو وہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود ہو سکتا
اور جب اس مین سے کوئی کچھ بھی نہین کر سکتا تو وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بھی
نہین ہو سکتا اس لئے کہ امور تکوینیہ مین کارسازی کا کام قدرت کاملہ کا ہے جو ذاتی
ہی ہوتی ہے نہ قدرت ناقصہ کا جو عطائی ہی ہوتی ہے اور قدرت کاملہ کے غیر مین
ثابت ہی ہو کس قدر بیہودہ ہے کہ جو مسخر ہوا کی تخت سلیمان علیہ السلام کے لئے اور بیہودہ دار
ذرائیات وغیرہ جو نیک آسے کی تسخیر حقیقون کے لئے ہوا کو یہان اور درختان جنبش عندہ
کو وہان ہوا اور درختان وغیرہ کو شعور دیکر حکم برداری پر لگا دینا کچھ صنعت تکوین ہو وہ دانا
نہین ہے جیسا کہ بعض سید وحصال لوگون کو اب ابتداع دین لم یاذن به اللہ
کا سودا ہوا ہے اور اسی دھن مین ایک بڑی کتاب لکھ ماری ہے ۔

{ صفحہ ۴۶ کی سطر ۲ کی سطر ۵ کے ختم کا ضمیمہ یہ کہ مین سیرخ اور حکمت کی تہذیب کے
صفحہ ۴ مین ہے کہ ایسا مین آٹھ سو برس تک عبرانی زبان کا علم معدوم رہا انتہی جب آسمانی
کتابون کی زبان کا علم آٹھ سو برس تک معدوم رہے تو آسمانی کتابون کی زبان دانی مین بیشتر مفقود
علم کا رونا کہ تنگی مطالب سمجھنے مین جیسا سد راہ ہو سکتا عقلا پر پوشیدہ نہین تو سن گرشتے لگا
لگانے والے سعی گری مین نامراد کو مراد الہی ٹھیرانے مین جو کچھ کر گذرین تھوڑا ہے
خصوصاً لغات عبرانیہ مشکلہ ومحاورات سفر بیتہ ومتشابہات کتابیہ کے ترجمہ کرنے مین
ادھر ادھر بہکنے سے باطل خیالات کا تیر متن مین ملا جاوین تو کوئی تعجب کی بات نہین
بعض قدما فلاسفہ اپنے باطل خیال کے بکانے مین جو یہ کہہ چکے تھے کہ اللہ کو علم نہین اور بعض
کا یہ خیال تھا کہ جزئیات کا علم نہین کچھ اون کا خاکہ ترجمہ توریت مین متن کے ساتھ جہات کہا ہا
یہ دکھائی نہین دے رہا ہے کہ یہوواہ تعالی شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا نوح کی قوم کو
ڈبا کر دلگیر ہوا آسمان وزمین پیدا کرنے کے بعد عرش پر قائم رہا ہوا اور اس کے سوا

اور اسکی سوا اور دوسری عنوانات فلسفہ کا تغیر لفظی اور مضمون ملا ہوا دیکھلانا بعینہ جہالت سے
صدوقیون کا منکر ہوجانا اسی تغیر کی ثمرہ ہے ۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۰۱ **قولہ** جبتک یہودی تعلیم فتنہ کے ورود سے بچائے خود ترکو
آزادی ملجانے سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری سنانے کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈھونڈنے
والی بڑی جماعت کی نظرونمین مقبول ہوچکی تھی (از سطر ۱۲ تا ۱۴) حسب عادت اگلے
نوشتونکے یہود منتظر تھے کہ ایک نجات دلانے والا آئیگا اور توریت کے سخت حکمون کی
تلافی فرمائیگا جب عیسی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خطرات قلبیہ پر بھی مواخذہ
ہوگا اگرچہ وہ فعل جسکا خطرہ دل مین گذرا ہے عمل مین نہ آئے ہون ۔ حالانکہ توریت مین
خطرات قلبیہ پر مواخذہ نہ تھا زانی بعد ثبوت زنا مطابق حکم توریت کے لائق سزا تھا
جب زبان عیسوی یہ سنا کہ غیر زن کو بنظر شہوت دیکھنے سے زنا سرزد ہوجاتا ہے
اسی اثر سے اور بہت احکام انجیل متی کے باب ۵ مین تصریح ہے سنکر بدحواس ہوتے
اور سمجھ لئے کہ یہ وہ نجات دلانے والا جو سخت حکمون کی تلافی کرنے والا نہین ہے
اُن یہود کو یہ بات یاد تھی کہ ہماری شرع کے پابند اور آسمانی بادشاہت آنے کے آرزومند
عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے تک مبتلا تھے مگر چونکہ سب شرائع
انبیاء آسمانی بادشاہت کا آغاز ہین اور ان قوانین کے جاری کرنے مین اصحاب شرائع
انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام خداتعالے کے نائب اور خلیفہ ہین یہ بات ضروری
رہی کہ بعض کو اُن مین سے زیادہ اختیارات دیئے گئے اور بعض کو کم مثلاً ہمارے سادات
موسی و یوشع و داؤد و سلیمان علیہم السلام کو کفار پر جہاد کرنے مین قتل کرنے سزائے موت
دینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا ۔ اور سیدنا عیسی کو یہ اختیار نہین دیا گیا علیہم الصلوۃ والسلام
پس شریعت عیسوی بھی آسمانی بادشاہت کا فرمان ہے ۔ اور شریعت محمدیہ پر غرض وہی
کی جیسی اختیارات کا ہے ۔ شریعت محمدیہ مین سب سے زیادہ اختیارات دیئے

گئے ہیں چونکہ وہ ایسی اکمل ہے کہ اوسکے بعد دوسری شریعت کے آنے کی ضرورت باقی
رہی اور اسی کے لیئے یوحنا اور عیسی علیہما السلام کا اعلان اور دعا ہو رہی ہے آئندہ آتی
ہے اور درحقیقت کامل بلکہ کامل تر آسمانی بادشاہت یہی وہی ہے اور جس آسمانی بادشاہت
کے ساتھوں سے لیکر دوسروں کو دینے کا ذکر انجیل متی سے آئندہ آنے کا ہو تو خود بھی
اور سب جانتے ہیں کہ دعا آئندہ ہی کے لیئے ہوتی ہے نہ موجود اور حاصل شدہ کے لیئے چنانچہ
دعا میں یعنے مستقبل کے خود موتداری کے ہیں اور حواریوں کی پابندی شریعت کا ثبوت
واقعات تاریخی ہند سے جو اناجیل مروجہ سے روشن ہے حسب خیال صاحب ہمارا رسول
پولس مقدس پابندی مذکورہ کے مخالف تھا اور یہی باعث پابندی شریعت چھوڑنے کا
سبب ہوئی ہے چنانچہ پطرس حواری کا یہ پابندی شریعت ختنہ کرانے کا حکم دینا
جبکو ابھی بات پاس ہو جانے سے پہلے پولس نے بھی انجیل کی امانت مان لیا تھا جیسا کہ
صفحہ ۹۷ حصہ ہذا میں گلیتیوں کے باب ۲ درس ۷ سے منقول ہوا بعد [illegible]

جب انطاکیہ پہنچے ہیں تب ان سے پولس نے بقا لیا ہے اور ان پطرس کو شریعت
پھیلانے اور اس ختنہ کرانے کے حکم دینے کی وجہ سے ملامت کے لائق ٹھیرایا ہے
حالانکہ اسکو پہلے انجیل کی امانت کہا تھا اور برنباس کو بھی بوجہ موافقت ریاکاری میں شریک
تبلایا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۰۰ میں باب مذکورہ کے درس ۱۱ تا ۱۴ سے منقول ہوئی اور عیسی
علیہ السلام کے مثل یوحنا کا اعلان دینے دعا سکھانے کا بیان یہ ہے [illegible] لوقا باب ۱۱
اور ایسا ہوا کہ وہ (مسیح) ایک جگہ دعا مانگتا تھا جب مانگ چکا ایک نے اس کے
شاگردوں میں سے اس کو کہا اے خداوند ہمکو دعا مانگنا سکھا جیسا کہ یوحنا نے اپنے شاگردوں کو
سکھایا (۲) اسنے ان سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے
تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مراد جیسی آسمان پر زمین پر بھی
[illegible] ویسے [illegible] متی باب ۶ درس ۱۰ کہ تیری سلطنت آوے تیری مرضی

عیسیٰ آسمان پر بیٹھا ہے بھی برآوے صاف امرقس کے شروع باب ۱۲ سے ورس ۱۰
تک انگور کے باغ کی تمثیل میں باغ والے کا میوہ لانے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجنا باغبانوں
کا اُن میں سے کسیکو پیٹنا کسیکو قتل کرنا کسیکا پتھروں سے سر پھوڑنا بالآخر اوس کے بیٹے
کو بھی مار ڈالنا پھر باغ کے مالک کا اُن باغبانوں کو ہلاک کر کے انگور کا باغ اوروں کو دینا
اور اس باغ پانے والے پتھر معماروں کے ناپسند کیے ہوئے سے الہی قصر نبوت کی
تکمیل ہو کر اوس محل کے کونے کا سرا ہونا بصفحہ ۴۸ و ۴۹ مذکور ہے اور اسی طرح متی کے
باب ۲۱ ورس ۳۳ تا ۴۴ میں ہے ورس ۴۳ میں اتنا اور ہے۔ اسلیے میں تم کو کہتا ہوں
کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جاویگی اور ایک قوم کو جو اسکے میوے لاوے دی
جاویگی ۴۲ اسی مضمون لوقا کے باب ۲۰ ورس ۹ سے ۱۸ تک میں بصفحہ ۵۹ و ۱۴۸
سطور ہے زبور ۱۱۸ اس میں سے کسقدر باختصار صاف صاف بیان پتھر
زبور ۱۱۸ ورس ۱۰ سے ۲۶ تک میں مذکور ہے جس سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہے
کہ خدا کی بادشاہت عیسائیوں سے لیکر جس قوم کو دیگئی وہ امت والی قوم صحابہ کرام
لشکر ہے خاتم المرسلین کا جنہنے خدا کی باغ کی پوری آبیاشی کر کے اس باغ کے
عمدہ میوے آپکی معرفت باغ والے تعالیٰ شانہٗ کی نذر کرکے مصداق رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ کے ہوئے یعنی اللہ سبحانہ انسے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے
راضی ہوئے۔ اور وہ پتھر جسکو اہل عناد یہود و نصاری نے ثابت کیا تھا جس بغیر
کا قصر الہی ناتمام پڑا ہوا تھا وہ اوس محل کے کونے کا سرا تھا جس سے ظاہر ہے کہ تمام
انبیاء اس قصر نبوت کی تیاری کے لیے بمنزلہ پتھر کے تھے جسکے سنگ بنیاد آدم تھے ان
سے اوس قصر نبوت کی تیاری ہوئی ایک پتھر بغیر وہ بے سرا ناتمام پڑا ہوا تھا سب
نبیوں کے سردار خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پورا ہوا آپ کا سردار
انبیاء و مرسلین ہونا جس سے ظاہر ہے اور آپ سرور انبیاء و مرسلین صلوات اللہ

علیہم جمیعین ہی کے سردار نہیں ہیں بلکہ ساری کائنات کے سردار ہیں وہ بشارت عیسیٰ
مذکورہ عنقریب گواہ ہے جسمین عیسی علیہ السلام فرما چکے ہین کہ اس جہان کا سردار
آنے والا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جب قصر نبوت کی تکمیل آپ سے ہو گئی
اور بعد آپ کے اس مین کسی اینٹ پتھر روڑے کے لگنے کی ضرورت نہی جیسا کہ تاویلی
تمثیلون اور زبور اور حدیثون سے ثابت ہو چکا اور آپنے خود بھی فرمایا کہ وہ پتھر مین
ہون پس بعد آپ کے جو کوئی نبوت و رسالت کا دعوے کرے وہ موافق تصریحات
احادیث علاوہ دجال معروف جھوٹا دجال ہے منجملہ تیس دجالون کے حدیثین تو اس
باب مین بہت وارد ہوئی ہین قدرے ان مین سے یہ ہی وانہ سیکون فی امتی کذابون
ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ
ترمذی و ابوداود حدیث ثوبان مین کا یہ ٹکڑا ہے جو مشکوۃ کی کتاب الفتن کی فصل
ثانی کی چودھوین حدیث [illegible] ہی **ترجمہ** اسکا یہ ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ
عنقریب ہونگے میری امت مین جھوٹے تیس ہر ایک ان مین سے زعم کریگا کہ مین
اللہ کا نبی ہون اور حال یہ ہے کہ مین خاتم الانبیا ہون یعنی مجھپر نبوت و رسالت ختم ہو چکی
کوئی نبی بعد میرے ہونے والا نہین ترجمہ تمام ہوا اور مشکوۃ ہی کے باب الملاحم کی فصل
اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم مین سے یہ ہے و حتی یبعث دجالون کذابون
قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ الحدیث ان حدیثون مین قرب
قیامت کی نشانیان بیان فرمائی ہین منجملہ ان کے ایک یہ اور یہانتک کہ اٹھائے
جاوینگے بہت جھوٹے دجال قریب تیس کے ہر ایک ان مین کا زعم کریگا کہ مین اللہ کا رسول
ہون [illegible] اور طبرانی کی حدیث مین تیس اور تیس سے زیادہ کا بیان ہے ان مین کوئی
[illegible] رسالت کے مدعی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونون کے مدعیون
[illegible] نبوت و رسالت جو جھوٹے دجال صرف نبی ہی [illegible]